

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آل دیوبند کے تین سو (۳۰۰)

جھوٹ

تصنیف

حافظ زبیر علی زئی

مکتبۃ المدینہ

حضر و ضلع انک۔ پاکستان



جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

کتاب کا نام ----- آل دیوبند کے تین سو (۳۰۰) جھوٹ

تصنیف ----- حافظ زبیر علی زئی

اشاعت اول ----- ۲۰۰۹ء



مکتبہ اسلامیہ

لاہور [بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار فون: 042-7244973]

فیصل آباد [بیرون امین پور بازار کوتوالی روڈ فون: 041-2631204]

ملک [مکتبہ تبلیغ الدین باحضر و فون: 057-2323216]

فہرست

- تقدیم ۵
- پچاس (50) غلطیاں: سہویا جھوٹ؟ ۷
- آل دیوبند کے پچاس (50) جھوٹ ۲۱
- امین اوکاڑوی کے پچاس (50) جھوٹ ۳۹
- حبیب اللہ ڈیروی کے دس (10) جھوٹ ۶۵
- الیاس گھمن کے ”قافلہ حق“ کے پچاس (50) جھوٹ ۷۰
- اسماعیل جھنگوی کے پندرہ (15) جھوٹ ۹۰
- چن محمد دیوبندی کے پندرہ (15) جھوٹ ۱۰۰
- ماسٹر امین اوکاڑوی کے دس (10) جھوٹ ۱۰۷
- احمد سعید ملتانی کے چونتیس (34) جھوٹ ۱۱۵
- ”حدیث اور الہدیت“ نامی کتاب کے تیس (30) جھوٹ ۱۲۳
- آل دیوبند کے چھتیس (36) جھوٹ ۱۴۶



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تقدیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنْ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَخَيْرُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ (ﷺ) وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَكُلُّ بَدْعَةٍ ضَالَّةٌ :

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ : ﴿إِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْكَاذِبُونَ﴾ صرف وہی لوگ جھوٹ گھڑتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے (یعنی ایمان سے محروم ہیں) اور یہی لوگ جھوٹے ہیں۔ (النحل: ۱۰۵)

یاد رہے کہ دنیا کے تمام مذاہب میں: جھوٹ بولنا ناجائز ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((آية المنافق ثلاث: إذا حدث كذب وإذا وعد أخلف وإذا أؤتمن خان)) منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب وہ بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے۔ جب وعدہ کرتا ہے خلاف ورزی کرتا ہے اور جب اسے امانت دی جائے تو خیانت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری: ۶۰۹۵، صحیح مسلم: ۵۹/۱۰۷)

ایک طویل حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کی باچھیں چیری جارہی ہیں۔ یہ عذاب اس لئے ہو رہا تھا کہ وہ شخص جھوٹ بولتا تھا۔

دیکھئے صحیح البخاری (۱۳۸۶ ج)

آپ ﷺ نے فرمایا: ((وإياكم والكذب)) اور تم سب جھوٹ سے بچ جاؤ۔
(صحیح مسلم: ۱۰۵/۲۶۰۷)

ان نصوص صریحہ کے باوجود بہت سے لوگ مسلسل دن رات: اکاذیب و افتراءات گھڑتے اور سیاہ کو سفید، سفید کو سیاہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے دیوبندی حضرات نے تو کذب و افتراء کو اپنا شیوہ و شعار بنا رکھا ہے۔ راقم الحروف نے اس کتاب میں بعض دیوبندی ”علماء“ اور مصنفین کے تین سو (۳۰۰) اکاذیب (جھوٹ) اور افتراءات باحوالہ جمع کر کے عوام و خواص کی عدالت میں پیش کر دیئے ہیں تاکہ کذابین کا اصلی چہرہ لوگوں کے سامنے واضح ہو جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ﴾

اور جب بات کرو انصاف سے کرو، اگرچہ تمہارا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ (الانعام: ۱۵۲)
میں نے یہ آیت کریمہ مد نظر رکھتے ہوئے آل دیوبند کی اصل کتابوں سے مکمل حوالے پیش کئے ہیں۔

تنبیہ: انسان سے کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی اور سہو ہو جاتا ہے جسے جھوٹ قرار دینا غلط ہے لہذا اس کتاب میں سہو و خطا والی غلطیوں کو جھوٹ بنا کر پیش نہیں کیا گیا بلکہ صرف انھی اکاذیب کا حوالہ دیا گیا ہے جو ہر لحاظ سے جھوٹ اور افتراء کی تاریخ میں داخل ہیں۔

حافظ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الاندلسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:

”وَأَمَّا الْوَضْعُ فِي الْحَدِيثِ فَبِأَقْبَلِ مَا دَامَ إِبْلِيسُ وَأَتْبَاعُهُ فِي الْأَرْضِ“

اس وقت تک وضع حدیث (کافتنہ) باقی رہے گا جب تک ابلیس اور اس کے پیروکار روئے زمین پر موجود ہیں۔ (المحلی ج ۹ ص ۱۳ مسئلہ: ۱۵۱۴)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری اس کتاب کو لوگوں کی ہدایت اور میرے لئے دائمی اجر و ثواب کا ذخیرہ بنائے۔ آمین
وما علینا إلا البلاغ

پچاس (50) غلطیاں: سہویا جھوٹ؟

تحریر لکھتے وقت مصنف سے بعض اوقات سہواً غلطیاں ہو ہی جاتی ہیں اور کاتب، کمپوزر اور نسخ سے بھی بہت سی اخطاء و اوہام کا صدور ہوتا ہے اور اس طرح جتنی بھی کوشش کریں، کتاب اور تحریر میں کچھ نہ کچھ غلطیاں باقی رہ جاتی ہیں۔ بعض دیوبندی حضرات ایسی غلطیوں کو جھوٹ، اکاذیب اور افتراءات کا نام دیتے ہیں لہذا بعض دیوبندی علماء کی کتابوں سے پچاس اخطاء، اوہام اور غلطیاں باحوالہ پیش خدمت ہیں تاکہ ان لوگوں کو ان کے آئینے میں ان کا چہرہ دکھایا جاسکے۔ وما علينا إلا البلاغ

(۱) عبدالقدیر دیوبندی نے کہا:

”قال في التقریب نافع بن محمود بن الربیع مجهول من الثالثة“

(تدقیق الکلام ج ۲ ص ۴۸)

(حافظ ابن حجر نے) تقریب میں کہا: نافع بن محمود بن الربیع مجهول ہے، طبقہ ثالثہ سے۔

نیز دیکھئے تدقیق الکلام (ج ۱ ص ۱۹۲)

عبدالقدیر کے اس حوالے کے برعکس حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: ”مستور من الثالثة“

(تقریب التہذیب ص ۳۹۰ رقم ۷۰۸۲)

مستور کو (مطلقاً) مجهول سے بدل دینا خطا ہے اور یاد رہے کہ عبدالقدیر مذکور دیوبندیوں کے مدرسہ تعلیم القرآن راولپنڈی میں شیخ الحدیث تھا۔

(۲) عبدالقدیر دیوبندی نے کہا: ”حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے مکحول کے متعلق فرمایا ہے

يُدلس كثيراً و يرسل كثيراً.“ (تدقیق الکلام ج ۲ ص ۶۳)

یہ قول حافظ ابن حجر سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ تقریب التہذیب میں انھوں نے ”ثقة“ فقیہ کثیر الإرسال مشہور “ لکھا ہے اور تدلیس کا ذکر تک نہیں کیا۔

۳) سرفراز خان صفدر دیوبندی کڑمٹگی نے موطاً ابن فرقد الشیبانی سے ایک روایت نقل کی: ”وہ عبد اللہ بن شداد سے اور وہ حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں...“ (حسن الکلام طبع دوم ج ۱ ص ۲۸۰ سولہویں حدیث) موطاً ابن فرقد میں یہ روایت سیدنا جابرؓ کے واسطے کے بغیر ہے۔

دیکھئے ص ۱۰۰، ۱۰۱ (ج ۱۲۴)

حسن الکلام کے جون ۲۰۰۶ء کے مطبوعہ نسخے سے سرفراز نے جابرؓ کا واسطہ ختم کر دیا ہے۔ دیکھئے ج ۱ ص ۲۴۵

۴) حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے کہا: ”علامہ ذہبیؒ ترجمہ هشام بن سعد میں فرماتے ہیں: فالجمہور علی انه لا یحتج بہما (میزان ص ۲۹۶ ج ۴)“ (توضیح الکلام پرایک نظر ص ۲۹۱) حافظ ذہبی نے یہ بات هشام بن سعد کے ترجمے میں نہیں بلکہ هشام بن حسان کے ترجمے میں لکھی ہے۔ دیکھئے میزان الاعتدال (ج ۴ ص ۲۹۶ ت ۹۲۲۰، سطر ۷، ۸)

۵) سرفراز خان صفدر نے سنن ابی داود ج ۱ ص ۴۸ سے ایک روایت نقل کی:

”فَامِسَّةٌ جَلْدُكَ وَ شَعْرُكَ“ (خزائن السنن ج ۱ ص ۹۰)

سنن ابی داود (ج ۱ ص ۴۸ ج ۳۳۲) مطبع مجتہبائی پاکستان لاہور کے محولہ صفحے پر

”و شَعْرُكَ“ کے الفاظ نہیں ہیں۔

۶) ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ ”... إِنْ لِلَّهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ ...“

دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضور: ۵۶ ص ۶

اس روایت کو ابوسعید شیرازی (دیوبندی) نے بحوالہ الحدیث حضور ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

”... إِنْ لِلَّهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ ...“ دیکھئے الیاس گھمن کا رسالہ: قافلہ ج ۳ شمارہ ۲ ص ۲۶

إِنْ لِلَّهِ کو کتابت یا کمپوزنگ کی غلطی سے إِنْ اللہ کر دیا گیا ہے۔ اس قسم کی غلطیاں اس رسالے میں اور بھی ہیں۔ مثلاً دیکھئے یہی صفحہ ”لَا يَتَّبَعُ عَلَيْهِ“ کے بجائے ”لَا يَنْبَغُ عَلَيْهِ“ لکھا ہوا ہے۔

۷) انور شاہ کاشمیری نے کہا:

”وَمِنْهَا مَا فِي أَبِي دَاوُدَ عَنْ عَلِيٍّ أَنَّ وَقْتَ الْإِشْرَاقِ مِنْ جَانِبِ الطُّلُوعِ مِثْلَ بَقَاءِ الشَّمْسِ بَعْدَ الْعَصْرِ“ (العرف الثّدي ج ۱ ص ۴۴، باب ما جاء في تأخير صلوة العصر)

ایسی کوئی روایت سنن ابی داود میں موجود نہیں ہے۔

نیز دیکھئے تحفۃ الاحوذی (ج ۱ ص ۴۹ تحت ح ۱۵۲، ترقیم احمد شاہ کر: ۱۵۹)

۸) محمد عبداللہ درخواستی دیوبندی نے اپنے ہاتھ سے لکھا:

”أما تفكروا في قول الله و ان تنازعتم في شئ فردوه الى الله ...“ إلخ

(تذکرہ درخواستی از خلیل الرحمن درخواستی ص ۱۸۱)

اصل آیت و ان تنازعتم نہیں بلکہ فان تنازعتم ہے۔ دیکھئے سورة النساء: ۵۹

۹) عبداللہ درخواستی نے لکھا:

”أما تفكروا في قول الله و ان تنازعتم في شئ فردوه الى الله و الى الرسول ان

كنتم تؤمنون بالله و اليوم الآخر ذلك خير و احسن تاويلا“ (تذکرہ درخواستی ص ۱۸۱)

حالانکہ قرآن میں یہاں الى الله و الى الرسول نہیں بلکہ الى الله و الرسول

ہے۔ دیکھئے سورة النساء: ۵۹

۱۰) حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی نے کہا:

”اس میں ارشاد الحق صاحب نے وار کعو میں واؤزائد کردی ہے اور یوں قرآن مجید کی

اصلاح کی ہے۔“ (تنبیہ الغافلین ص ۱۰۹)

عرض ہے کہ قرآن میں ار کعوا ہے۔ دیکھئے سورة الحج آیت نمبر ۷۷

ڈیروی کے اس مطبوعہ نسخے سے ار کعوا کا آخری الف (ل) گر گیا ہے۔

تنبیہ: حنفیوں کے نزدیک مستند کتاب الہدایہ میں بھی ”وار کعوا واسجدوا“ لکھا ہوا

ہے۔ دیکھئے الہدایہ مع الدرر ایہ (اولین ص ۹۸ باب صفۃ الصلوٰۃ)

مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ پر تنقید کرنے والوں کی خدمت میں عرض ہے کہ

صاحبِ ہدایہ علامہ مرغینانی کے بارے میں کیا خیال ہے؟

(۱۱) عبدالقدوس قارن دیوبندی نے ایک آیت کو اہل حدیث کے خلاف بطور اعتراض

پیش کیا: ”... فَاتَّقُوا النَّارَ“ (انکشافِ حقیقت ص ۲۵۱)

حالانکہ قرآن مجید میں ”فَاتَّقُوا النَّارَ“ یعنی الف (ل) کے اضافے کے ساتھ یہ آیت

ہے۔ دیکھئے سورۃ البقرہ: ۲۴

(۱۲) سرفراز خان صفدر دیوبندی نے سورۃ النحل سے ایک آیت نقل کی:

”... فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ ...“ (الکلام المفید فی اثبات التقلید ص ۷۳)

حالانکہ اصل آیت ”... فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ ...“ یعنی ذال کے ساتھ ہے، زاء

کے ساتھ نہیں۔ دیکھئے سورۃ النحل: ۴۳

(۱۳) سعود اشرف عثمانی دیوبندی نے محمد تقی عثمانی کی انگریزی کتاب کے اردو ترجمے میں

لکھا: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَ أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ“

(حجیت حدیث ص ۱۳)

حالانکہ قرآن مجید میں ”... أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ...“ لکھا ہوا ہے۔

دیکھئے سورۃ النساء آیت: ۵۹، یعنی یہاں ”واطيعوا“ رہ گیا ہے۔

تنبیہ: اسی کتاب کے صفحہ ۵۲ پر یہ آیت ”واطيعوا“ کے اضافے کے ساتھ صحیح طور پر

لکھی ہوئی ہے۔

(۱۴) سعود اشرف عثمانی نے کہا: ”وَمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ ...“ (حجیت حدیث ص ۱۶)

حالانکہ قرآن میں ”إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ ...“ ہے۔ دیکھئے سورۃ النور: ۵۱

تنبیہ: یہ آیت اسی کتاب کے صفحہ ۷۰ پر ”انما“ کے لفظ کے ساتھ ٹھیک طور پر لکھی ہوئی

ہے۔

(۱۵، ۱۶) سعود اشرف نے کہا:

”وَمَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ“ (حجیت حدیث ص ۱۸، اور ص ۲۲)

حالانکہ یہ آیت واو کے اضافے کے بغیر سورۃ النساء: ۸۰ میں لکھی ہوئی ہے۔

(۱۷) سعود اشرف عثمانی نے کہا:

”ایک اور نقطہ نظر پیش کیا جاتا رہا ہے اور وہ یہ کہ...“ (حجیت حدیث ص ۹۰)

صحیح لفظ نقطہ نظر ہے۔ دیکھئے علمی اردو لغت ص ۱۵۲۰

(۱۸) سعود اشرف نے لکھا: ”... وَاتَّبِعُوهُ“ (حجیت حدیث ص ۲۳)

حالانکہ قرآن میں ”... وَاتَّبِعُوهُ“ یعنی زیر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ الاعراف: ۱۵۸

(۱۹) دیوبندیوں کے مکتبہ رحمانیہ لاہور سے شائع شدہ صحیح مسلم کے ترجمے میں لکھا ہوا ہے

کہ ”... لوگوں میں بہترین زندگی اُس شخص کی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے اللہ کی

پشت پر اللہ کے راستہ میں اُڑا جا رہا ہو۔“ (ج ۳ ص ۱۸۹ حدیث: ۴۸۸۹)

حالانکہ یہ کمپوزنگ کی بڑی فاش غلطی ہے جبکہ صحیح لفظ ”اس کی پشت پر“ یعنی گھوڑے کی

پشت پر ہے۔

(۲۰) تقی عثمانی اور سعود اشرف عثمانی نے کہا:

”حضرت جابرؓ کے مشہور شاگرد قتادہؓ فرماتے ہیں۔“ (حجیت حدیث ص ۱۴۴)

صحیح لفظ شاگرد نہیں بلکہ شاگرد ہے۔ یاد رہے کہ قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ سیدنا جابرؓ رضی اللہ عنہ

کے شاگرد نہیں تھے بلکہ سیدنا جابرؓ رضی اللہ عنہ سے اُن کی ملاقات ہی ثابت نہیں ہے۔

بہر حال یہ ایک علمی غلطی ہے۔

(۲۱) عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے کہا:

”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث موقوف صحیح مسلم میں مروی ہے کہ قرأت فاتحہ ہر

رکعت میں ضروری ہے إِلَّا أَنْ يَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ“ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۹۲)

یہ حدیث صحیح مسلم میں نہیں بلکہ موطا امام مالک اور سنن ترمذی وغیرہما میں موجود ہے۔

(۲۲) صوفی عبد الحمید سواتی دیوبندی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک حدیث

”فَمَسَحَ مُقَدِّمَ رَأْسِهِ.“ کی درج ذیل تخریج لکھی:

”(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۰، مستدرک حاکم ج ۱ ص ۱۶۹ و مسلم ج ۱ ص ۱۳۴)“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ابوداؤد اور حاکم والی یہ روایت بلحاظ سند ضعیف بھی ہے اور صحیح مسلم میں موجود بھی نہیں ہے۔ صحیح مسلم کے محولہ صفحے پر سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ضروری لکھی ہوئی ہے کہ ”ومقدم رأسه وعلى عمامته“ (ج ۱ ص ۱۳۴) اور عمامے پر مسح کا دیوبندی حضرات انکار کرتے ہیں حالانکہ صحیح مسلم کی حدیث مغیرہ رضی اللہ عنہ سے اس کا جواز ثابت ہوتا ہے۔

(۲۲) محمد یوسف لدھیانوی دیوبندی نے کہا:

”صحیح مسلم میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:“

(اختلاف امت اور صراط مستقیم طبع اول ۱۹۹۰ء ج ۲ ص ۴۹)

حالانکہ یہ حدیث صحیح مسلم میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے نہیں بلکہ سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ دیکھئے صحیح مسلم (ج ۱ ص ۱۷۷)

تنبیہ: اختلاف امت اور صراط مستقیم کے اضافہ و ترمیم شدہ جدید ایڈیشن میں اس غلطی کی اصلاح کر کے ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا حوالہ لکھ دیا گیا ہے۔ (ج ۲ ص ۶۸)

(۲۶-۲۴) عبد الحمید سواتی نے کہا:

”مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ وَحِيًّا أَوْ مِنْ وَرَائِي حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا (زخرف)“ (مقالات سواتی حصہ اول ص ۲۶)

اس آیت کی طباعت میں کئی غلطیاں ہیں جو دیوبندیوں کی مراجعت سے رہ گئی ہیں مثلاً:

اول: وَحِيًّا سے پہلے ”إِلَّا“ رہ گیا ہے۔

دوم: آیت کے شروع میں واو رہ گئی ہے۔

سوم: حوالہ زخرف کا دیا گیا ہے حالانکہ یہ آیت سورۃ الشوریٰ میں ہے۔ دیکھئے آیت نمبر ۵۱

(۲۷) جمیل احمد ندیری دیوبندی نے تعوذ اور بسم اللہ پڑھنے کے بارے میں لکھا:

”نماز خواہ جہری ہو یا سہری ان دونوں کو ہمیشہ سرّ ابھی پڑھنا ہے۔“ (نسائی ج ۱ ص ۱۴۴ عن

عبداللہ بن مسعود)“ (رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۱۰۸)

حالانکہ یہ روایت سنن نسائی (ج ۹۰۹) کے محولہ صفحے پر سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نہیں۔

(۲۸) تلقی عثمانی وغیرہ نے قرآن مجید سے نقل کرتے ہوئے کہا:

”مِنَ الْحَقِّ.“ (تذکرے ص ۱۸)

حالانکہ قرآن میں ”مِنَ الْحَقِّ“ زیر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ المائدہ: ۴۸

(۲۹) محمد عمران صفدر دیوبندی نے قرآن مجید سے نقل کرتے ہوئے کہا:

”من بعد تبیین له الهدی“ (دیوبندیوں کا رسالہ: قافلہ حق سرگودھا ج ۱ ص ۳۸)

حالانکہ قرآن میں ”من بعد ما تبیین له الهدی“ ہے۔ دیکھئے سورۃ النساء: ۱۱۵

تنبیہ: اس مضمون میں آئندہ اس رسالے کا حوالہ قافلہ باطل کے نام سے لکھا جائے گا جو کہ حقیقت کے عین مطابق ہے۔

(۳۰) محمد عمران صفدر دیوبندی نے سورۃ الحديد سے نقل کیا:

”والله بما تعلمون خبير“ (قافلہ باطل ج ۱ شمارہ ۲ ص ۳۸)

حالانکہ قرآن میں ”والله بما تعملون خبير“ یعنی میم کی تقدیم سے ہے۔

دیکھئے سورۃ الحديد: ۱۰

(۳۱) سرفراز خان صفدر نے سورۃ هود سے نقل کیا:

”وَلَا تَسْتَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ“ (سماع الموقی طبع ۱۹۹۷ء ص ۹۹)

حالانکہ قرآن مجید میں ”فَلَا تَسْتَلْنِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ“ ہے۔ دیکھئے سورۃ هود: ۴۶

(۳۲) سرفراز خان نے کہا:

”قرآن کریم میں انک لا تسمع الموتی اور ولا تسمع من فی القبور کے ظاہری

الفاظ سے معاملہ مشکل معلوم ہوتا ہے۔“ (سماع الموقی ص ۱۷۹)

حالانکہ ”ولا تسمع من فی القبور“ کے الفاظ والی کوئی آیت قرآن کریم میں موجود

نہیں، ممکن ہے سرفراز خان صاحب کی مراد آیت ”وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُورِ“ (فاطر: ۲۲) ہو، جسے سرفراز صاحب نے غلطی سے الفاظِ بالا میں لکھ دیا ہو۔ واللہ اعلم

(۳۳) عبدالغفار نامی ایک دیوبندی نے کہا:

”کما قال اللہ تعالیٰ ”الا لعنة اللہ علی الکذبین““ (قافلہ باطل ج ۲ شمارہ ۵۷)

حالانکہ ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کلام ثابت نہیں ہے بلکہ قرآن مجید میں تو ”اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلٰی الظّٰلِمِیْنَ“ لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے سورۃ ہود: ۱۸

تنبیہ: میری کتاب ”امین اوکاڑوی کا تعاقب“ میں ”معاذ اللہ، استغفر اللہ، الالعنة اللہ علی الکاذبین“ کے الفاظ میرے اپنے لکھے ہوئے ہیں، یہ الفاظ نہ قرآن ہیں اور نہ حدیث بلکہ میرا کلام ہیں اور یاد رہے کہ ان الفاظ کو عربی رسم الخط میں نہیں بلکہ اردو رسم الخط میں لکھا گیا ہے۔ دوسری طرف عبدالغفار دیوبندی نے اپنی عبارت کو ”قال اللہ تعالیٰ“ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کے ساتھ لکھا ہے۔

(۳۴) ابوسعید الشیرازی (?) دیوبندی نے ۹۱۱ھ میں فوت ہونے والے علی بن احمد السہودی (کی کتاب وفاء الوفاء ج ۴ ص ۱۷۸) سے نقل کیا:

”وروه ابن عبد البر و صححه كما نقله ابن تيمية ...“ (قافلہ باطل ج ۲ شمارہ ۱۷)

حالانکہ وفاء الوفاء میں ”ورواه ابن عبد البر و صححه كما نقله ابن تيمية“ لکھا ہوا ہے۔ (ج ۴ ص ۱۷۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

یعنی ابوسعید یا کمپوزر سے الف رہ گیا ہے اور صححہ بھی غلط لکھا ہے۔

(۳۵) عبدالغفار دیوبندی نے صحیح بخاری سے ایک باب نقل کیا ہے:

”باب لبس الحرير للرجال وقد ما يجوز منه.“ (قافلہ باطل ج ۲ شمارہ ۵۴)

حالانکہ صحیح بخاری میں ”...وقد رما يجوز منه“ لکھا ہوا ہے۔ (درسی نسخہ ج ۲ ص ۸۶۷ قبل ح ۵۸۲۸) یعنی قدر کی رائہ گئی ہے۔

(۳۶) احمد رضا بجنوری دیوبندی نے کہا:

”فتح الباری (ج ۷) ص ۱۳۹ میں بھی حدیث نزول و صلوة بیت اللحم نسائی، بزار و طبرانی کے حوالہ سے ذکر ہوئی ہے، مگر کچھ ابہام کے ساتھ، اور غالباً اسی سے علامہ ابن القیم نے غلط فائدہ اٹھایا ہے، واللہ اعلم۔“ (ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۸۳)

عرض ہے کہ علامہ ابن القیم ۷۵۱ھ میں فوت ہوئے تھے اور حافظ ابن حجر ۷۷۳ھ میں پیدا ہوئے، لہذا دیوبندی بتائیں کہ کس نے غلط فائدہ اٹھایا ہے؟

(۳۷) راقم الحروف نے اپنی کتاب ”تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ“ میں حافظ ابن حجر کی کتاب الدراریہ کا حوالہ لکھا ہے۔ دیکھئے طبع اولیٰ ص ۳، طبع دوم ۲۰۰۶ء ص ۵۱ لیکن حبیب اللہ ڈیروی کی کتاب تنبیہ الغافلین میں میرے حوالے سے ”الدراریہ“ لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے مطبوعہ دسمبر ۲۰۰۴ء ص ۲۲

(۳۸) حبیب اللہ ڈیروی نے لکھا:

”علامہ نور الدین ہیشمیؒ نے بھی مجمع الزوائد ص ۱۰۳/ ج ۲ میں معجم طبرانی کبیر کے حوالے سے بکل اصبعین (ہر دو انگلیوں سے اشارہ کرے) نقل کیا ہے اور“ (تنبیہ الغافلین ص ۸۶)

حالانکہ مجمع الزوائد کے محولہ صفحے پر ”بکل اصبع حسنة أو درجة“ لکھا ہوا ہے یعنی اصبعین نہیں بلکہ اصبع ہے۔ (مطبوعہ ۱۹۸۲ء ۱۴۰۲ھ دار الکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

تنبیہ: ہیشمیؒ کے ساتھ نہیں بلکہ ث کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

(۳۹) عبد الغنی طارق لدھیانوی دیوبندی نے اپنی شادی کی دوسری رات میں کہا:

”فرمان نمبر ۱۔ علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین“ (ترمذی) ”(شادی کی پہلی دس راتیں ص ۱۰)

سنن ترمذی میں یہ حدیث ”علیکم بسنتی و سنتی الخلفاء الراشدین“ کے الفاظ سے نہیں بلکہ ”فعلیہ بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین“ کے الفاظ سے موجود ہے۔

دیکھئے حدیث نمبر ۶۷۶

(۴۰) دیوبندیوں کے ممدوح ابن الترمکانی حنفی نے صحیح مسلم کی طرف ایک حدیث کو منسوب کیا تو امین اوکاڑوی نے کہا:

”اس حدیث کو محدث ابن ترکمانی نے مسلم شریف کے حوالہ سے لکھا۔ حالانکہ یہ حدیث اس راوی سے مسلم میں نہیں ہے۔“ (تجلیات صفدر ج ۳ ص ۲۷۷)

(۴۱) سیف اللہ اکرم دیوبندی نے طارق جمیل کے واقعات بیان کرتے ہوئے آیت لکھی:

”... كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ ...“ (حیرت انگیز اور ناقابل فراموش واقعات ص ۴۳)

حالانکہ قرآن میں ”دَعَوْتُهُمْ“ یعنی عین کی زبر کے ساتھ ہے۔ دیکھئے سورۃ نوح: ۷

(۴۲) حبیب اللہ ڈیوی نے مشہور اہل حدیث عالم مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے بارے میں کہا: ”البتہ اثری صاحبؒ نے ترجمہ اردو صحیح کیا ہے۔“

(توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۶۱ طبع اول ۲۰۰۲ء)

عرض ہے کہ اثری صاحب صحابی نہیں ہیں اور زندہ موجود ہیں، ان کے ساتھؒ یعنی رضی اللہ عنہ والی علامت لکھنا عجیب و غریب ہے۔ یہ وہی اثری صاحب ہیں جن کے بارے میں ڈیوی نے اسی کتاب میں لکھا ہے:

”کاش ظالم انسان تجھے ماں نے نہ جنا ہوتا۔“ (دیکھئے توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۰۳)

(۴۳) حبیب اللہ ڈیوی نے امام المغازی محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ کے بارے میں

لکھا: ”... دراصل محمد بن اسحاق ہے جو کہ مشہور دلا ہے“ (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۱۷)

حبیب اللہ ڈیوی صاحب نے ہمارے پاس خود آکر کہا تھا کہ یہ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔

(۴۴) حبیب اللہ نے اپنی کتاب ”نور الصباح حصہ دوم“ کی کمپوزنگ ساتھ بیٹھ کر کرائی۔

دیکھئے ص ۱۰، اس کتاب میں حبیب اللہ نے اکمال المعلم بفوائد مسلم نامی کتاب کے بارے

میں لکھا ہے: ”لا کمال المعلم بفوائد مسلم“ (نور الصباح حصہ دوم ص ۳۲۲)

اس کتاب کی فہرست میں سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کے لئے ”جابر بن ثمرہ“ ت کے

ساتھ لکھا ہوا ہے۔ دیکھئے ص ۴

(۴۵) خصب بن محمد رنامی ایک کذاب راوی کا ذکر کرتے ہوئے فقیر اللہ دیوبندی نے

لکھا ہے: ”یہ خطیب بن محمد رکی روایت ہے جسے محدثین نے جھوٹا کہا ہے۔“

(نماز میں بتدریج ترک رفع یدین ص ۱۸۶)

حالانکہ نصیب صاد کے ساتھ ہے، طاء کے ساتھ نہیں۔

(۴۶) مشکوٰۃ المصابیح (ص ۳۱ ج ۱۸۶) میں ایک حدیث ہے:

”ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتُم بهما کتاب اللہ وسنة رسولہ“
اس حدیث کو ملا محمد عمر الحنفی ”دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں مشکوٰۃ سے نقل کیا ہے:

”ترکتُم الامرین کتاب اللہ تعالیٰ وسنة رسولہ إلخ (مشکوٰۃ)“

(مسئلہ فاتحہ خلف الامام غیر مقلدین کا دجل و فریب ص ۶)

(۴۷) حافظ ابن عبدالبر نے التمهید (ج ۱۱ ص ۴۶) میں محمد بن ابی عائشہ رحمہ اللہ کی بیان

کردہ حدیث کے بارے میں لکھا ہے: ”واما حدیث محمد بن ...“

اس حوالے کو فقیر اللہ دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں نقل کیا ہے:

”و امام حدیث محمد بن ...“ (رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زئی کا رد ص ۲۲)

(۴۸) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَوَكَّلُوا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ

عَلَيْهِمْ....“ إلخ دیکھئے سورۃ الممتحنہ آیت نمبر ۱۳

اس آیت کریمہ کو مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ نے نقل کیا۔ دیکھئے ”تحریک آزادی

فکر اور شاہ ولی اللہ کی تجدیدی مساعی“ (ص ۴۷۹)

ابو بکر غازی پوری دیوبندی نے اس کتاب سے اس آیت کو درج ذیل الفاظ میں نقل کیا:

”يا ايها الذين امنوا تتولوا قوماً غضب الله عليهم ...“ (غیر مقلدین کی ڈائری ص ۱۹)

غازی پوری کی نقل میں ”لا“ رہ گیا ہے جس سے آیت کا معنی الٹ گیا ہے۔

(۴۹) ابو بکر غازی پوری تقلیدی دیوبندی نے لکھا ہے:

”اور اسی وجہ سے قرآن میں آنحضور کے بارے میں ارشاد ہے:

فما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ القلب لا نفضوا من حولك ،

(ال عمران)“ (غیر مقلدین کی ڈائری ص ۵۱)

حالانکہ قرآن مجید میں ”فبما رحمة من الله لنت لهم“ الخ ہے یعنی قرآن میں باء موجود ہے جو غازی پوری تقلیدی کی کتاب مطبوع سے گر گئی ہے۔

نیز دیکھئے سورۃ آل عمران: ۱۵۹

(۵۰) قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

”اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہو گی کہ: هذا خليفة الله المهدى، فاسمعوا له و اطيعوه .

”یہ خلفیۃ اللہ مہدیؑ ہیں ان کی سمع و طاعت کرو۔“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲) یہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں بلکہ سنن ابن ماجہ (۴۰۷۴) میں ہے اور اس کی سند (سفیان ثوری کی تدلیس کی وجہ سے) ضعیف ہے۔

یہ پچاس حوالے اس لئے پیش کئے ہیں تاکہ دیوبندیوں کو آئینہ دکھایا جائے کہ کمپوزنگ، کتابت اور تحریر کی نادانستہ غلطیاں جھوٹ نہیں ہوتیں۔

فاعتبروا یا أولى الأبصار

(۷/ دسمبر ۲۰۰۸ء)



آل دیو بند کے تین سو جھوٹ

آل دیوبند کے پچاس (50) جھوٹ

اس مضمون میں آل دیوبند کی اپنی کتابوں سے باحوالہ ایسی پچاس عبارات پیش کی گئی ہیں جو واضح طور پر جھوٹ ہیں اور ان عبارات کا جھوٹ ہونا بھی ثابت کر دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ یہ مضمون اصل میں میری کتاب اکاذیب آل دیوبند کا ایک باب ہے۔

جھوٹ نمبر ۱: اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتے ہیں:

”خان صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے مولانا نانوتوی بیان فرماتے تھے کہ نواب قطب الدین خان صاحب بڑے پکے مقلد تھے اور مولوی نذیر حسین صاحب پکے غیر مقلد۔ ان میں آپس میں تحریری مناظرے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی جلسے میں میری زبان سے یہ نکل گیا کہ اگر کسی قدر نواب صاحب ڈھیلے پڑ جائیں اور کسی قدر مولوی نذیر حسین اپنا تشدد چھوڑ دیں تو جھگڑا مٹ جائے۔ میری اس بات کو کسی نے نواب قطب الدین خان صاحب تک بھی پہنچا دیا اور مولوی نذیر حسین صاحب تک بھی۔ مولوی نذیر حسین تو سُن کر ناراض ہوئے مگر نواب صاحب پر یہ اثر ہوا کہ جہاں میں ٹھہرا ہوا تھا وہاں تشریف لائے اور فرمایا: بھائی جس قدر میری زیادتی ہو خدا کے واسطے تم مجھے بتلا دو۔

میں سخت نادم ہوا اور مجھ سے بجز اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہذا میں نے جھوٹ بولا (اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا) اور کہا کہ حضرت آپ میرے بزرگ ہیں۔ میری کیا مجال تھی کہ میں ایسی گستاخی کرتا۔ آپ سے کسی نے غلط کہا ہے۔ غرض میں نے بمشکل تمام ان کے خیال کو بدلا اور بہت دیر تک وہ بھی روتے رہے اور میں بھی روتا رہا۔ یہ قصہ بیان کر کے خان صاحب نے فرمایا کہ جب مولانا نے یہ قصہ بیان فرمایا اس وقت بھی آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔“

اس حکایت کے راوی خان صاحب (امیر شاہ خان صاحب، متوطن خورجہ، مقیم مینڈھو، ضلع علیگڑھ) کے بارے میں تھانوی صاحب نے کہا: ”مرحوم و مغفور کو خدا تعالیٰ نے اس موضوع کے متعلق چند نعمتوں کا جامع بنایا تھا۔ اپنے سلسلہ کے متعدد اکابر کی خدمت و صحبت (۲) ان سب حضرات کی نظر میں مقبولیت و محبوبیت قوت حافظہ و احتیاط فی الروایات و التزام سند“ (تمہید شریف للدرایات ارواح ثلاثہ ص ۱۳)

معلوم ہوا کہ یہ سند دیوبندی اصول کی رُو سے ”صحیح لذاتہ“ ہے۔ اس ”صحیح سند“ سے ثابت ہوا کہ بانی مدرسہ دیوبند: محمد قاسم نانوتوی صاحب نے ذاتی مفاد کے لئے صریح جھوٹ بولا اور اس کا اعتراف بھی کیا۔ اصول حدیث میں ”موضوع“ روایت کی ایک پہچان یہ بھی لکھی ہوئی ہے کہ ”إقرار واضعه علی نفسه، قالاً أو حالاً“ جھوٹ بولنے والا خود، اپنے قول یا زبان حال کے ساتھ جھوٹ بولنے کا اعتراف کرے۔

(دیکھئے اختصار علوم الحدیث لابن کثیر ۱/۲۳۷ نو: ۲۱)

جھوٹ نمبر ۲: رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

”یا اللہ معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد سے تحریر ہوا ہے کہ جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں تیرا ہی ظل ہے تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہے استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ“

(مکاتیب رشیدیہ ص ۱۰ مکتوب نمبر ۱۳ و فضائل صدقات حصہ دوم ص ۵۵۵، ۵۵۶ و دوسرا نسخہ ص ۵۵۷، ۵۵۸)

اس خط میں گنگوہی صاحب کا یہ کہنا ”وہ جو میں ہوں وہ تو ہے“ کائنات کا بہت بڑا جھوٹ ہے۔ دوسرے یہ کہ گنگوہی صاحب نے بذات خود اپنے ”جھوٹا“ ہونے کا اعتراف بھی کیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳: حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”اس مرتبہ میں خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ اور باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس مقام کو برزخ البرازخ کہتے ہیں“

(کلیات امدادیہ رضیاء القلوب ص ۳۵، ۳۶)

یہ کہنا کہ ”بندہ باطن میں خدا ہو جاتا ہے“ بہت بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے۔
جھوٹ نمبر ۴: ذکر کے بارے میں حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”اور اس کے بعد اس کو ہو ہو کے ذکر میں اس قدر منہمک ہو جانا چاہیے کہ خود مذکور یعنی (اللہ) ہو جائے اور فنا در فنا کے یہی معنی ہیں اس حالت کے حاصل ہو جانے پر وہ سراپا نور ہو جائے گا۔“ (کلیات امدادیہ رضیاء القلوب ص ۱۸)

یہ کہنا کہ ذکر ہو ہو کرنے سے اللہ بن جاتا ہے، کائنات کا عظیم ترین جھوٹ اور..... ہے۔
جھوٹ نمبر ۵: حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں:

”بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ کنت کنزاً مخفیاً الخ اس پر دلیل ہے“

(شائم امدادی ص ۳۸)

یہ کہنا کہ ”بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور خدا ظاہر بندہ“ انتہائی سیاہ ترین جھوٹ اور..... ہے۔
تنبیہ: ”کنت کنزاً مخفیاً“ کے الفاظ نہ قرآن میں ہیں اور نہ حدیث میں اور نہ آثار صحابہ و تابعین و تبع تابعین سے ثابت ہیں۔ حافظ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

”لیس هذا من کلام النبی ﷺ ولا يعرف له إسناد صحيح ولا ضعيف“
یہ نبی ﷺ کا کلام نہیں ہے اور نہ اس کی صحیح یا ضعیف سند معلوم ہے۔

(احادیث القصاص لابن تیمیہ ص ۵۵ ج ۳)

جھوٹ نمبر ۶: اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

”کیونکہ ہمارا نزاع غیر مقلدوں سے فقط بوجہ اختلاف فروع و جزئیات کے نہیں ہے اگر یہ وجہ ہوتی تو حنفیہ، شافعیہ کی کبھی نہ بنتی، لڑائی دنگہ رہا کرتا، حالانکہ ہمیشہ صلح و اتحاد رہا“

(امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

تھانوی صاحب یہ لکھ رہے ہیں کہ حنفیہ و شافعیہ میں ہمیشہ صلح و اتحاد رہا، جب کہ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ حنفیوں اور شافعیوں میں شدید لڑائیاں ہوئی ہیں۔ دیکھئے معجم البلدان (ج ۱)

ص ۲۰۹، اصہبان، وج ۳ ص ۷۱، ری) و تاریخ ابن اثیر (ج ۹ ص ۹۲ حوادث سنہ ۵۶۱ھ)

جھوٹ نمبر ۷: اہل حدیث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

”اور چار نکاح سے زیادہ جائز رکھتے ہیں“ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

اس تھانوی جھوٹ کے برعکس اہل حدیث عالم شیخ ابوالکلام ظفر عالم صاحب شیخ الحدیث

جامعہ محمدیہ مالکیاؤں لکھتے ہیں: ”مذکورہ بیان سے معلوم ہوا ہے کہ بیک وقت چار عورتوں سے

زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں“ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۲ ص ۱۶۶)

جھوٹ نمبر ۸: اہل حدیث کے بارے میں تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

”اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دوبارہ تراویح کے بدعتی بتلاتے ہیں“ (امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۵۶۲)

تھانوی صاحب کی یہ بات کالا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: محمود حسن دیوبندی کہتے ہیں:

”یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ وَالْيَٰ

أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ اور ظاہر ہے کہ اولوالامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم

السلام اور کوئی ہیں سو دیکھئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر

واجب الاتباع ہیں“ (ایضاح الادلہ ص ۹۷ مطبوعہ مطبع قاسمی مدرسہ دیوبند ۱۳۳ھ)

حالانکہ محمود حسن کی بیان کردہ یہ ”آیت“ جس میں ”وَالْيَٰ أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ“ کا اضافہ

ہے، پورے قرآن مجید میں کہیں موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: محمود حسن دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کے بارے میں کہا:

”زبان پر اہل ہوا کی ہے کیوں اُغل ہُبل شاید

اُٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی“

(کلیات شیخ الہند، مرثیہ ص ۸۷)

رشید احمد گنگوہی کو بانی اسلام کا ثانی کہنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱: محمود حسن دیوبندی نے کہا:

”اور یہ کوئی نئی بات نہیں مخالفین سے جب کچھ اور نہوسکا تو انہوں نے رخنہ اندازی کے لئے کلام اکابر میں بہت جگہ الحاق کر دیا ہے بلکہ کلام اللہ وحدیث میں بعض آیات وجملہ فرقہ ضالہ نے الحاق کئے ہیں“ (ایضاح الادلہ ص ۱۹۱)

یہ کہنا کہ کلام اللہ (قرآن مجید) میں بعض آیات فرقہ ضالہ نے الحاق کی ہیں، سراسر جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے پاس اس وقت جو قرآن مجید ہے وہ سارے کا سارا اللہ کی طرف سے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کردہ ہے اور اس میں ایک لفظ کا بھی الحاق نہیں ہے۔ جھوٹ نمبر ۱۲: حسین احمد مدنی ٹائڈوی نے کہا:

”یہ کہ اس کو عبادہ بن الصامت معنعناً ذکر کرتے ہیں حالانکہ یہ مدلس ہیں اور مدلس کا معنعنہ معتبر نہیں“ (توضیح الترمذی ج ۱ ص ۲۳۶ مطبوعہ: مدنی مشن بک ڈپو، مدنی ٹرکلکتنہ ۵۱۰)

سیدنا عبادہ بن الصامت البدری رضی اللہ عنہ کو مدلس کہنا جھوٹ بھی ہے اور صحابہ کرام کی گستاخی بھی ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۳: حسین احمد مدنی ٹائڈوی کہتے ہیں:

”کیونکہ بعض کے راوی عبادہ ہیں جو مدلس ہیں اور یہ حقیقتاً ذکر کرتے ہیں نیز معلول روایت کرتے ہیں جو ضعیف ہیں“ (توضیح الترمذی ج ۱ ص ۲۳۷)

اس کے رد کے لئے جھوٹ نمبر ۱۲ کا تبصرہ پڑھیں۔

جھوٹ نمبر ۱۴: حسین احمد ٹائڈوی نے کہا:

”امام ابو حنیفہ حضرت سلمان فارسی کی اولاد میں سے ہیں“ (تقریر ترمذی ص ۳۴)

امام ابو حنیفہ کا بیلی تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱ ص ۳۲۲، ۳۲۵ وسندہ صحیح)

اس بات کا قطعاً کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آپ سیدنا سلمان الفارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

جھوٹ نمبر ۱۵: زکریا کاندھلوی تبلیغی لکھتے ہیں:

”بلکہ بعض لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ خود کعبہ ان کی زیارت کو جاتا ہے“ (فضائل ج ۵ ص ۸۸۵/۱۱۱)

کعبہ کا بزرگوں کی زیارت کو جانا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ یہ کالا جھوٹ ہے۔
جھوٹ نمبر ۱۶: زکریا کا ندھلوی صاحب کہتے ہیں:

”ان محدثین کا ظلم سنو! جیسا کہ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم ظلم برداشت کرتے ہیں“

(تقریر بخاری جلد سوم ص ۱۰۴)

نہ تو محدثین نے ظلم کیا ہے اور نہ طحاوی نے یہ کہیں فرمایا ہے کہ ”ہم ظلم برداشت کرتے ہیں“
جھوٹ نمبر ۱۷: رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

”عمر بن شعیب اگرچہ فی نفسہ ثقہ ہیں مگر جب وہ عن ابیہ عن جدہ روایت کرتے ہیں تو یہ بالاتفاق قابل قبول نہیں، اس لئے کہ ان کو اپنے والد سے سماع حاصل نہیں بلکہ وہ کتاب سے نقل کرتے ہیں....“ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۱۵۵ و نیل المرام ص ۵۱)

لدھیانوی صاحب کے برعکس عبدالرشید نعمانی (دیوبندی) لکھتے ہیں:

”اکثر محدثین عمرو بن شعیب کی ان حدیثوں کو حجت مانتے ہیں اور صحیح سمجھتے ہیں“

(ابن ماجہ اور علم حدیث ص ۱۴۱)

”ان حدیثوں“ سے مراد ”عمر بن شعیب عن ابیہ عن جدہ“ والی حدیثیں ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۸: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اس کے بارے میں رشید احمد لدھیانوی لکھتے ہیں:

”محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو تراویح کے باب میں ذکر نہیں فرمایا“

(احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۳۰)

عرض ہے کہ اس حدیث پر امام بخاری نے کتاب التراویح کا باب باندھا ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (مطبوعہ دار السلام الریاض ص ۳۲۲) صحیح بخاری (مطبوعہ بیت الافکار ص ۳۸۰) عمدة القاری للنعیمی (ج ۱۱ ص ۱۲۴) فتح الباری (ج ۴ ص ۲۵۰) ارشاد الساری للقسطانی (ج ۳ ص ۴۲۴) نیز دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (ج ۲ ص ۴۹۵، ۴۹۶)

جھوٹ نمبر ۱۹: مفتی محمود حسن گنگوہی دیوبندی نے کہا:

”ابن جوزی سے کسی نے پوچھا کہ خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ ہر جگہ ہے.....“

(ملفوظات فقیہ الامت جلد دوم: قسط سادس ص ۱۴)

اس کذب وافترا کے سراسر برعکس حافظ ابن جوزی نے جہمیہ کے فرقہ ملتزمہ کے بارے میں لکھا ہے: ”اور ملتزمہ نے باری سبحانہ و تعالیٰ کو ہر جگہ (موجود) قرار دیا ہے۔“

(تلیس ابلیس ص ۳۰، اقسام اہل البدع)

جھوٹ نمبر ۲۰: ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ غارِ ثور میں ایک سانپ نے سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو ڈس لیا تھا۔ اس سانپ کے بارے میں مفتی محمود حسن گنگوہی کہتے ہیں: ”غارِ ثور میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جس سانپ نے ڈس لیا تھا وہ سانپ نہ تھا بلکہ عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین سے تھا.....“ (ملفوظات فقیہ الامت حصہ اول ص ۴۰)!!

جھوٹ نمبر ۲۱: اشرف علی تھانوی صاحب کہتے ہیں:

”اور جسوقت سماء نہ تھا نزول الی السماء اسوقت بھی تھا“

(ملفوظات حکیم الامت ج ۶ ص ۱۰۲ ملفوظ نمبر ۱۹۲)

یعنی تھانوی کے نزدیک جس وقت آسمان پیدا نہیں ہوا تھا، اس وقت بھی اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نازل ہوتا تھا۔ اس بات کی کوئی دلیل تھانوی صاحب نے قرآن و حدیث و اجماع سے بیان نہیں کی اور نہ امام ابوحنیفہ کے اجتہاد سے کوئی حوالہ پیش کیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: تھانوی صاحب کہتے ہیں:

”خود حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے۔ جب آپ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوئے تو فجر کی نماز میں دعائے قنوت ترک فرمادی کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ اتنے بڑے امام جلیل کے سامنے ان کی تحقیق کے خلاف عمل کرتے شرم آئی“

(ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۱۰۷ ملفوظ: ۸۸)

یہ کہنا کہ امام شافعی نے امام ابوحنیفہ کے مزار کے پاس دعائے قنوت ترک کر دی تھی کسی صحیح

و مقبول روایت سے ثابت نہیں ہے اور نہ امام شافعی کا امام ابو حنیفہ کے مزار پر نماز پڑھنا ثابت ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۳: تھانوی صاحب اپنے بزرگ (حاجی امداد اللہ) سے نقل کرتے ہیں: ”مجھ کو کیا معلوم فاعل حقیقی خداوند کریم ہے کیا عجب کہ صحیح ہو دوسروں کے لباس میں آ کر خود مشکل آسان کر دیتا ہے اور نام ہمارا تمہارا ہوتا ہے“ (امداد المشتاق ص ۴۱ فقرہ: ۳۴۵)

اللہ کریم کا دوسروں کے لباس میں آ کر مشکل آسان کرنا قرآن و حدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۴: حسین احمد ٹانڈوی لکھتے ہیں:

”پاکستان بھی انگریزی ہاتھوں نے اپنے مفاد کے لئے بنوایا ہے اور ہر قسم کی تائید اس کے لئے کروا رہے ہیں، غور کیجئے اور حقائق پر نظر ڈالئے“ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۲ ص ۲۶۱ مکتوب نمبر ۸۴)

حالانکہ مسلم لیگ نے دو قومی نظریے کی بنیاد پر پاکستان بنایا تھا۔

جھوٹ نمبر ۲۵: حاجی امداد اللہ، مثنوی رومی کے بارے میں کہتے ہیں:

”مثنوی کلام الہی یعنی الہامی ہے“ (حکایات اولیاء ص ۲۰۷ حکایت: ۱۷۴)

جلال الدین رومی (غالی صوفی) کی کتاب مثنوی کو ”کلام الہی“ اور ”الہامی“ قرار دینا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۶: حاجی امداد اللہ کہتے ہیں:

”جب تک آدمی مجتہد رہتا ہے انسان ہے اور جب شادی ہو جاتی ہے تو چار پایہ ہو گیا اور بال بچے ہو کر مکڑ بن جاتا ہے“ (نقص الاکابر ص ۱۱۸ فقرہ: ۱۱۱)

یہ کہنا کہ غیر شادی شدہ انسان ہے اور شادی شدہ چار پایہ تو یہ صریح جھوٹ ہے اور امام ابو حنیفہ وغیرہ کی گستاخی بھی، کیونکہ امام ابو حنیفہ کا شادی کرنا اور آپ کی اولاد ہونا صحیح و مشہور ہے۔ امام ابو حنیفہ کو چار پایہ اور مکڑ کہنے والا انسان ان کی سخت گستاخی کا مرتکب ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۷: ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ﴾

اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سو جھٹا نہیں۔ (سورۃ الذاریات: ۲۱؛ تفسیر عثمانی ص ۶۹۲ ترجمہ محمود حسن)
اس کی تشریح میں مفتی محمد شفیع دیوبندی لکھتے ہیں: ”یعنی تمہارے ظاہری و باطنی احوال مختلفہ
بھی دلائل ہیں قیامت کے ممکن ہونے کے“ (معارف القرآن ج ۸ ص ۱۵۷)

اس آیت کریمہ کو ذکر کرنے کے بعد حاجی امداد اللہ تھانہ بھونوی لکھتے ہیں:

”خدا تم میں ہے کیا تم نہیں دیکھتے ہو“ (کلیات امدادیہ ص ۳۱)

یہ کہنا کہ ”خدا تم میں ہے“ صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸: محمد قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

”اور اس سے صاف ظاہر ہے کہ انبیاء بدستور زندہ ہیں“ (آب حیات ص ۳۶)

انبیاء کا ”بدستور زندہ“ ہونا نہ تو قرآن سے ثابت ہے اور نہ حدیث سے۔ اس کے برعکس
سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے ہیں۔

(صحیح البخاری: ۴۴۵۴ و صحیح مسلم: ۲۲۱۳)

جھوٹ نمبر ۲۹: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:

”مشہور قدیم اور ثقہ مؤرخ امام ابو الفرج محمد بن اسحاق بن ندیم“ (المتوفی ۳۸۵ ھ)

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ“ (الکلام المفید فی اثبات التقليد ص ۲۴۳)

محمد بن اسحاق بن الندیم کا ثقہ یا صدوق ہونا محدثین کرام سے ثابت نہیں ہے بلکہ

لسان المیزان میں لکھا ہوا ہے: ”ظہر لی أنه رافضی معتزلی“

مجھ پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ وہ رافضی معتزلی ہے۔ (ج ۵ ص ۷۲)

رافضی معتزلی اور غیر موثق کو سرفراز خان صاحب ”کا“ ”ثقہ مؤرخ“ کہنا صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰: سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

”محترم! ان غالیوں کے پاس مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کے لئے

صریح روایت صرف اور صرف محمد بن اسحاق کی ہے گویا یہ روایت ان کے نزدیک اول درجہ

میں ان کی دلیل ہے اور اسی پر ان کے استدلال کا مدار ہے“

(المسلك المنصور في رد الكتاب المسمور ص ۹۴)

سرفراز خان نے اہل حدیث کو غالی کہہ کر گالی دی ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک مقتدی کے لئے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کی صریح روایات اور بھی ہیں مثلاً:

”عن نافع بن محمود بن الربیع الأنصاری لا تفعلوا إلا بأمر القرآن فإنه لا صلوة لمن لم يقرأ بها“

(کتاب القراءت خلف الامام للبیہقی ص ۶۴ ج ۲۱ اوقال: وهذا الإسناد صحيح ورواياته ثقات.....)

اس روایت کی سند میں محمد بن اسحاق نہیں ہیں لہذا ”صرف اور صرف“ والی بات صریح جھوٹ ہے۔

تنبیہ: نافع بن محمود رحمہ اللہ جمہور محدثین کے نزدیک ثقہ و صدوق ہیں۔ والحمد للہ جھوٹ نمبر ۳۱: سرفراز خان صفدر دیوبندی نے کہا:

”محمد بن اسحاق کو گو تارتخ اور مغازی کا امام سمجھا جاتا ہے لیکن محدثین اور ارباب جرح و تعدیل کا تقریباً پچانوے فیصدی گروہ اس بات پر متفق ہے کہ روایت حدیث میں اور خاص طور پر سنن اور احکام میں ان کی روایت کسی طرح بھی حجت نہیں ہو سکتی اور اس لحاظ سے ان کی روایت کا وجود اور عدم بالکل برابر ہے“ (احسن الکلام ج ۲ ص ۷۰ طبع: باردوم)

پچانوے فیصدی جرح والی بات کالا جھوٹ ہے۔ اس کے مقابلے میں محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں: ”سیرت اور مغازی کے امام ہیں جمہور علماء نے ان کی توثیق کی ہے“

(سیرت المصطفیٰ ج ۱ ص ۷۶)

عینی حنفی نے لکھا ہے: ”لأن ابن إسحاق من الثقات الكبار عند الجمهور“

کیونکہ ابن اسحاق جمہور کے نزدیک بڑے ثقہ راویوں میں سے ہیں۔ (عمدة القاری ج ۷ ص ۲۷۰)

تنبیہ: ابن اسحاق کی احکام میں روایات کو ترمذی، دارقطنی، بیہقی، ابن خزیمہ، ابن حبان، ابوداؤد، خطابی، منذری، حاکم، ابن القیم، ابن حجر، ابن علان اور ابن الملقن وغیرہم نے صراحتاً یا اشارتاً صحیح و حسن یا جمید و مستقیم الاسناد قرار دیا ہے۔

دیکھئے توضیح الکلام (ج ۱ ص ۲۲۱ تا ۲۲۳)

یعنی وہ جمہور کے نزدیک احکام میں بھی صحیح الحدیث یا حسن الحدیث ہیں۔ والحمد للہ
جھوٹ نمبر ۳۲: سرفراز خان صفدر کے بیٹے عبدالقدوس قارن دیوبندی نے امام
ابوحنیفہ کے جنازے کے بارے میں لکھا ہے:

”اور دوسری بات کرنے میں تو اثری صاحب نے بے تکلی کی حد ہی کر دی جب وہ ذرا ہوش
میں آئیں تو ان سے کوئی پوچھے کہ کیا امام صاحب کے جنازہ میں صرف احناف شریک تھے؟
دیگر مذاہب (مالکی، شافعی اور حنبلی وغیرہ) کے لوگ شریک نہ تھے۔ جب وہ لوگ شریک تھے
اور ان کے نزدیک قبر پر جنازہ پڑھنا درست ہے اور انہوں نے اپنے مذاہب کے مطابق عمل
کیا تو اس پر اعتراض کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے؟“ (مجذوبانہ واویلا ص ۲۸۹)

عرض ہے کہ امام ابوحنیفہ ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے اور امام احمد بن حنبل ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے
امام احمد کی پیدائش سے پہلے کون سے حنبلی حضرات تھے جو کہ امام ابوحنیفہ کا جنازہ پڑھ رہے
تھے؟

جھوٹ نمبر ۳۳: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”نیز غیر مقلدین کو چاہیئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ
کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے لیکن غیر مقلدین نہ گھٹنے سے گھٹنے ملاتے ہیں نہ ٹخنے
سے ٹخنہ ملاتے ہیں اور نہ گردن سے گردن، صرف قدم سے قدم ملانے پر زور دیتے ہیں
.....“ (حدیث اور الہجدیث ص ۵۱۹)

کسی حدیث میں بھی صف بندی کے دوران میں مقتدیوں کا ایک دوسرے کی گردن سے
گردن ملانے کا تذکرہ نہیں آیا لہذا انوار خورشید نے یہ کالا جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۴: ابوبلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی لکھتا ہے:

”نبی کریم علیہ السلام تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے۔ (مشکوٰۃ)“

(تحفہ اہل حدیث حصہ اول ص ۱۳)

ابو بلال کی گھڑی ہوئی یہ ”حدیث“ نہ تو مشکوٰۃ میں موجود ہے اور نہ حدیث کی کسی دوسری کتاب میں۔

جھوٹ نمبر ۳۵: ابو بلال جھنگوی لکھتا ہے:

”نماز میں اقواء کرنا خود رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے (ترمذی ج ۱ ص ۳۸، ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۲۳) لیکن مسلم شریف ج ۱ ص ۱۹۵ پر اسے عقبۃ الشیطان کہا گیا ہے۔

دیکھیں اپنے کئے ہوئے فعل کو عقبۃ شیطان کہا جا رہا ہے“ (تحفہ اہل حدیث ص ۱۲۱)

اقواء کی دو قسمیں ہیں: ”ایک یہ کہ آدمی اَلْمَتْنِین پر بیٹھے اور اپنے پاؤں کو اس طرح کھڑا کر لے کہ گھٹنے شانوں کے مقابل آجائیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر ٹیک لے۔ اس معنی کے لحاظ سے اقواء باتفاق مکروہ ہے۔“ (محمد تقی عثمانی دیوبندی کی تقریر: درس ترمذی ج ۲ ص ۵۳)

اقواء کی دوسری قسم یہ ہے کہ ”دونوں پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جائے“ (درس ترمذی ج ۲ ص ۵۳)

اول الذکر اقواء کو عقبۃ الشیطان اور اقواء الکلب کہا جاتا ہے۔ اس اقواء کی طرح بیٹھنا ہمارے نبی سیدنا و محبوبنا محمد ﷺ سے قطعاً و یقیناً ثابت نہیں ہے۔

رہا دوسرا اقواء جس میں (بیماری یا عذر کی وجہ سے) پاؤں کو پنجوں کے بل کھڑا کر کے ایڑیوں پر بیٹھا جاتا ہے۔ یہ بلاشبہ آپ ﷺ سے ثابت ہے لیکن اسے آپ ﷺ نے عقبۃ الشیطان قطعاً نہیں کہا۔ معلوم ہوا کہ ابو بلال جھنگوی نے نبی کریم ﷺ پر جھوٹ بولا ہے اور گستاخی بھی کی ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۶: سنن ترمذی کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے جرابوں پر مسح کیا۔ (۹۹ ج ۱: ہذا حدیث حسن صحیح)

اس حدیث کے بارے میں محمد تقی عثمانی دیوبندی کہتے ہیں:

”اس حدیث کی تصحیح میں امام ترمذیؒ سے تسامح ہوا ہے، چنانچہ محدثین کا اس حدیث کے ضعف پر اتفاق ہے....“ (درس ترمذی ج ۱ ص ۳۳۶)

حالانکہ محدث ابن خزیمہ (صحیح ابن خزیمہ ۱۹۸) اور محدث ابن حبان (موارد الظمآن: ۱۷۶) نے اپنی صحیحین میں اسے روایت کر کے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الترمذی حنفی کہتے ہیں: ”وصححه ابن حبان“ اور اس (حدیث) کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔

(الجوہر النقی ج ۱ ص ۲۸۲)

جھوٹ نمبر ۳۷: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف ترک رفع یدین کی ایک حدیث منسوب ہے، جس کا ضعیف ہونا راقم الحروف نے کئی دلیلوں سے ثابت کیا ہے۔ دیکھئے نور العینین فی اثبات مسئلۃ رفع الیدین (طبع دوم ص ۹۶ تا ۱۰۳ و طبع جدید ص ۱۱۵ تا ۱۲۳) میں نے لکھا ہے: ”یہ حدیث علت قادحہ کے ساتھ معلول ہے اور سنداً اور متناً دونوں طرح سے ضعیف ہے“ (نور العینین طبع قدیم ص ۹۶ و طبع جدید ص ۱۱۵ واللفظ الاول)

اس کے مقابلے میں اس حدیث کے بارے میں ابو بلال جھنگوی نے لکھا ہے:

”زیر علی زئی غیر مقلد نے نور العینین میں صحیح کہا“ (تحفہ اہل حدیث حصہ دوم ص ۱۵۹)

جھوٹ نمبر ۳۸: حبیب اللہ ڈیروی دیوبندی لکھتا ہے:

”محمد بن ابی لیلیٰؒ پر اگرچہ بعض محدثین نے خراب حافظہ کی وجہ سے جرح کی ہے تاہم پھر بھی

جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے“ (نور الصباح فی ترک رفع الیدین بعد الافتتاح ص ۱۶۲)

محمد بن ابی لیلیٰ کے بارے میں نور شاہ کشمیری دیوبندی کہتے ہیں:

”فہو ضعیف عندی، کما ذهب إلیہ الجمهور“ پس وہ میرے نزدیک ضعیف

ہے جیسا کہ جمہور اسی طرف گئے ہیں۔ (فیض الباری ج ۳ ص ۱۶۸)

محمد یوسف بنوری دیوبندی بھی محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کو جمہور کے نزدیک ضعیف قرار

دیتے ہیں۔ (دیکھئے معارف السنن ج ۵ ص ۲۹۰)

جھوٹ نمبر ۳۹: انوار خورشید دیوبندی لکھتا ہے:

”پھر حضرت امام ابو حنیفہ اور امام بخاری رحمہما اللہ دونوں بزرگ حضرت سلمان فارسی

رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں“ (حدیث اور الہدایت ص ۲۳ طبع ۱۴۱۳ھ مئی ۱۹۹۳ء)

حالانکہ امام ابوحنیفہ اور امام بخاری دونوں سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے نہیں تھے۔ امام ابوحنیفہ فارسی نہیں بلکہ کابلی تھے (دیکھئے دیوبندیوں کا جھوٹ نمبر [۱۴]) جبکہ امام بخاری فارسی تھے لیکن اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ آپ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

تنبیہ: انوار خورشید کو جب اپنے جھوٹ کا احساس ہوا تو اس نے اپنی اسی کتاب کے طبع سادس ربیع الاول ۱۴۱۸ھ جولائی ۱۹۹۷ء والے نسخہ میں اس عبارت کو نکال کر سادہ لکیریں کھینچ دی ہیں۔ (حدیث اور الجحدیث ص ۲۳) !!

جھوٹ نمبر ۴۰: حاجی امداد اللہ صاحب کہتے ہیں:

”منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار کیا فرمایا کہ علماء امتی کا نبیاء بنی اسرائیل جو آپ نے کہا کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حضرت حجۃ الاسلام امامی غزالیؒ حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہ و مغفرۃ وغیرہ عرض کیا.....“ (شائم امدادیہ ص ۷۰)

معراج والی رات جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تھی، اس وقت غزالیؒ کا حاضر ہونا قرآن وحدیث سے قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ اس وقت تو غزالیؒ پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔ حاجی امداد اللہ نے اس عبارت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور غزالیؒ تینوں پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۱:

خالد بن عبداللہ القسری کے بارے میں عبدالقدوس قارن دیوبندی لکھتا ہے:

”اور یہ وہی ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عید الاضحیٰ کے دن الجعد بن درہم نے اس کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا تھا۔ اور یہ واقعہ مشہور ہونے اور پھیل جانے کے باوجود ثابت نہیں ہے“ (ابوحنیفہ کا عادلانہ دفاع ص ۱۷۸)

واقعے کے مشہور یا ثابت ہونے سے قطع نظر، کسی ایک روایت میں بھی یہ نہیں آیا کہ

خالد القسری نے جعد بن درہم کی طرف سے قربانی کا جانور ذبح کیا تھا، کیا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا؟ روایت تو صرف یہی مروی ہے کہ خالد القسری نے جعد بن درہم کو بطور قربانی ذبح کیا تھا۔ دیکھئے تائب الخطیب (ص ۶۲) مع تحریفات الکوثری۔!

جھوٹ نمبر ۴۲: حسین احمد مدنی ٹانڈوی لکھتے ہیں:

”صاحبو! محمد بن عبد الوہاب نجدی ابتداءً تیرہویں صدی نجد عرب سے ظاہر ہوا۔ اور چونکہ یہ خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ رکھتا تھا اس لئے اس نے اہل سنت والجماعت سے قتل و قتال کیا ان کو بالجبر اپنے خیالات کی تکلیف دیتا رہا ان کے اموال کو غنیمت کا مال اور حلال سمجھا گیا۔ ان کے قتل کرنے کو باعث ثواب و رحمت شمار کرتا رہا۔ اہل حرمین کو خصوصاً اور اہل حجاز کو عموماً اس نے تکلیف شاقہ پہنچائیں۔ سلف صالحین اور اتباع کی شان میں نہایت گستاخی اور بے ادبی کے الفاظ استعمال کئے اور بہت سے لوگوں کو بوجہ اس کی تکلیف شدیدہ کے مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ چھوڑنا پڑا۔ اور ہزاروں آدمی اس کے اور اس کی فوج کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ الحاصل وہ ایک ظالم و باغی خونخوار فاسق شخص تھا....“

(الشہاب الثاقب ص ۴۲)

یہ سارا بیان سر اسر جھوٹ ہے۔

رشید احمد گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”محمد بن عبد الوہاب کو لوگ وہابی کہتے ہیں وہ اچھا آدمی تھا سنا ہے کہ مذہب حنبلی رکھتا تھا اور عامل بالحديث تھا بدعت اور شرک سے روکتا تھا مگر تشدید اس کے مزاج میں تھی واللہ تعالیٰ اعلم“ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۶۶)!

جھوٹ نمبر ۴۳: فیض احمد ملتانی دیوبندی لکھتا ہے:

”حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا تَوَضَّأَ الْعَبْدُ فَذَكَرَ اسْمَ اللَّهِ طَهَّرَ جَسَدَهُ كُلَّهُ
وَإِنْ لَمْ يَذْكُرْ لَمْ يُطَهَّرْ إِلَّا مَا أَصَابَهُ الْمَاءُ۔

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب بندہ وضو کرتا ہے اور اللہ کا نام لیتا ہے تو

وہ اپنے تمام جسم کو پاک کرتا ہے اور اگر وہ شخص اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف اس مقام کو پاک کرتا ہے جس کو پانی لگا ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ ص ۳، زجاجۃ المصباح ص ۹۸ ج ۱)“
[نماز مدلل ص ۲۵]

زجاجۃ المصباح تو تیرہویں چودہویں صدی کے فرقہ پرستوں کی کتاب ہے۔
مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱ ص ۳) میں فیض احمد کی ذکر کردہ مرفوع حدیث قطعاً موجود نہیں ہے۔ صرف ابو بکر کا قول ضعیف سند سے مروی ہے۔ (دیکھئے ج ۱ ص ۳۱۷)
بلکہ کتاب الجرح والتعديل (ج ۳ ص ۶۱) اور مصنف ابن ابی شیبہ (طبعہ جدیدہ ۸/۱ ج ۱۷) کے حاشیے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بکر (بن عبد اللہ المزنی) ہے۔ واللہ اعلم
جھوٹ نمبر ۴۴: ضعیف سند کے ساتھ امام نصر بن شمیل سے مروی ہے کہ انھوں نے
امام ابو حنیفہ کے بارے میں فرمایا: ”متروك الحديث“
اس قول کے بارے میں مولانا ارشاد الحق اثری صاحب فرماتے ہیں:
”امام نصر کا یہ قول امام ابن عدی نے الکامل ص ۲۴۷ جلد ۷ میں نقل کیا ہے مگر اس میں احمد بن حفص السعدی ضعیف صاحب منا کیر ہے“ (لسان جلد ۱ ص ۱۶۲، حاشیہ توضیح الکلام ج ۲ ص ۶۲۸)
اثری صاحب کی اس عبارت کا رد کرتے ہوئے حبیب اللہ ڈیوبندی لکھتا ہے:
”امام نصر کا یہ قول الکامل ابن عدی میں نہیں ہے۔ یہ مولانا اثری صاحب کا خالص جھوٹ ہے۔“ (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۱۰)
حالانکہ کامل ابن عدی کے دونوں مطبوعہ نسخوں میں لکھا ہوا ہے:

”ثنا أحمد بن حفص: ثنا أحمد بن سعيد الدارمي قال: سمعت النضر بن شميل يقول: كان أبو حنيفة متروك الحديث ليس بثقة“ (الکامل لابن عدی، مطبوعہ دار الفکر بیروت ج ۷ ص ۲۴۷ سطر نمبر ۶، ۷، دوسرا نسخہ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ج ۸ ص ۲۳۸ سطر نمبر ۲۱)
جھوٹ نمبر ۴۵: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے... پھر چار رکعتیں پڑھتے

... پھر وتر پڑھتے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵۴ ح ۱۱۴۷، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۵۴ ح ۱۷۳۳، ملخصاً)

اس حدیث کے بارے میں مفتی جمیل احمد ندیری دیوبندی لکھتا ہے:

”اس حدیث میں ایک سلام سے چار چار رکعتیں پڑھنے کا ذکر ہے جبکہ تراویح ایک سلام سے دو، دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں“ (رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ نماز ص ۲۹۶)

ہمارے علم کے مطابق حدیث مذکور کی کسی سند میں بھی چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۶: ابوالقاسم رفیق دلاوری (دیوبندی) کہتا ہے:

”اور جماعت اہل حدیث کے شرمہ قلیلہ کے لئے یہ حقیقت انتہا درجہ کی ماتم انگیز ہے کہ دنیا کا کوئی امام، کوئی مجتہد، اور کوئی محدث آٹھ رکعت تراویح کا قائل نہیں“

(التوضیح عن رکعات التراويح ص ۲۰۷)

دلاوری کے اس جھوٹ کے برعکس قاضی ابوبکر ابن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) تراویح کے بارے میں لکھتے ہیں: ”والصحيح أن يصلى إحدى عشر ركعة... إلخ“ اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعتیں پڑھی جائیں۔ إلخ

(عارضۃ الاحوذی شرح سنن الترمذی ج ۴ ص ۱۹ ح ۸۰۶)

نیز دیکھئے المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم للقرطبی (۳۹۰، ۳۸۹/۲)

اور ماہنامہ الحدیث حضور: ۵ ص ۳۸، ۳۹

جھوٹ نمبر ۴۷: محمد حسین نیلوی مماتی دیوبندی لکھتا ہے:

”ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بھی بیس رکعت نماز تراویح ہی کی قائل ہیں اور وہ خود بھی بیس رکعت ہی پڑھا کرتی تھیں“ (فتح الرحمن فی قیام رمضان ص ۸۵)

یہ نیلوی دعویٰ، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر دروغ بے فروغ ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۸: مفتی محمود حسن گنگوہی کہتا ہے:

”امام طحاوی اپنی لڑکی کو املاء کراتے تھے ایک روز املاء کراتے ہوئے فرمایا جامعنا ہم یعنی ہم

نے ان سے اجماع (اتفاق) کر لیا۔ لڑکی کے چہرہ پر اس کون کر مسکراہٹ طاری ہوئی اس کا ذہن جماع کی طرف گیا۔ امام نے دیکھ لیا پھر کچھ املاء کرانے کے بعد املاء کرایا۔ جامعونا انہوں نے ہم سے اجماع کر لیا۔ لڑکی کے چہرہ پر پھر مسکراہٹ آئی۔ امام نے دیکھ لیا اس سے ان کو بیحد افسوس و ملال ہوا کہ حالات کیسے خراب ہو چلے، ماحول کا کیسا اثر ہے کہ ان الفاظ سے ذہن کسی اور طرف بھی جاتا ہے حتیٰ کہ اسی صدمہ سے ان کا انتقال ہو گیا“

(ملفوظات فقیر الامت قسط ۷ ص ۱۰۲، جلد دوم)

یہ سارا بیان امام طحاوی اور ان کی لڑکی پر تہمت ہے جسے محمود حسن گنگوہی نے گھڑا ہے۔

جھوٹ نمبر ۴۹: زکریا کا ندہلوی دیوبندی تبلیغی لکھتے ہیں:

”ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔ کئی کئی دن ایسے گزر جاتے تھے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔“ (تبلیغی نصاب ص ۳۸۴ و فضائل نماز ص ۶۸) !

جھوٹ نمبر ۵۰: فقیر اللہ دیوبندی لکھتا ہے:

”زبیر علی زئی نے امام بیہقی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ابو قلابہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو محفوظ قرار دیا ہے چنانچہ امام بیہقی فرماتے ہیں ”احتج بہ البخاری“ حالانکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جزء القراءة میں عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو ذکر کیا ہے عن انس کی حدیث کو ذکر ہی نہیں کیا تو اس سے حجت کیسے پکڑی“ (رسالہ فاتحہ خلف الامام علی زئی کا رد ص ۱۳)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی فاتحہ خلف الامام والی جس حدیث کے بارے میں فقیر اللہ صاحب کہہ رہے ہیں کہ ”امام بخاری نے جزء القراءة میں... ذکر ہی نہیں کیا“

جزء القراءة للبخاری (ج ۲۵۵) میں موجود ہے اور میں نے اپنے رسالے ”الکواکب الدریہ فی وجوب الفاتحہ خلف الامام فی الجھر یہ/ مسئلہ فاتحہ خلف الامام“ میں اسے باسند و متن نقل کیا ہے۔ (ص ۱۹، طبعہ جدیدہ ص ۴۰)

امین اوکاڑوی کے پچاس (50) جھوٹ

ماسٹر امین صفدر اوکاڑوی دیوبندی (آنجنہانی) کا دیوبندیوں کے نزدیک بڑا مقام ہے۔ وہ اُن کے مشہور مناظر اور وکیل تھے۔ چونکہ اب بھی اکثر دیوبندیوں کے مباحث کا دار و مدار انھی پر ہے اس لئے اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ پیش خدمت ہیں تاکہ عوام و خواص پر حقیقتِ حال منکشف ہو سکے یا در ہے ان میں وہ ”جھوٹ“ بھی شامل ہیں جو حوالے غلط ہونے کی وجہ سے اوکاڑوی اصول سے جھوٹ قرار پاتے ہیں۔ مثلاً حکیم صادق سیالکوٹی (اہل حدیث) نے لکھا ہے کہ ”أفضل الأعمال الصلوة في أول وقتها“ (بخاری) “ (سبیل الرسول ص ۲۳۶ و طبعہ جدیدہ ص ۱۳۰)

اس حوالے پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

”یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هذا خليفة الله المهدي“ (تجلیات صفدر جلد ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

أفضل الأعمال کے بارے میں ”الصلوة لأول وقتها“ والی حدیث سنن الترمذی (ج ۱۰ ص ۱۷۰) میں موجود ہے، صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ حکیم صاحب نے غلطی سے صحیح بخاری کا حوالہ دے دیا ہے جسے اوکاڑوی صاحب ”جھوٹ“ کہہ رہے ہیں۔

تنبیہ (۱): سنن ترمذی والی روایت کی سند ضعیف ہے لیکن صحیح ابن خزیمہ (۳۲۷) و صحیح ابن حبان (۲۸۰) اور مستدرک الحاکم (۱/۱۸۸، ۱۸۹) کے صحیح شاہد کی وجہ سے یہ روایت صحیح لغیرہ ہے۔

تنبیہ (۲): قاری محمد طیب قاسمی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند فرماتے ہیں:

”پھر ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔ اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے

کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہوگی کہ: هذا خليفة الله المهدي، فاسمعوا له واطيعوه۔ یہ خلفیۃ اللہ مہدیؑ ہیں ان کی سمع و طاعت کرو.....“

(خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲ طبع نعمان پبلشنگ کمپنی لاہور)

صحیح بخاری سے منسوب اس حوالے کے بارے میں کیا خیال ہے؟!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 1

امین اوکاڑوی نے کہا: ”اس کا راوی احمد بن سعید دارمی مجسمہ فرقہ کا بدعتی ہے“ (مسعودی فرقہ

کے اعتراضات کے جوابات ص ۴۱، ۴۲ تجلیات صفر، طبع جمعیت اشاعت العلوم الخفیه ج ۲ ص ۳۲۸، ۳۲۹)

تبصرہ: امام احمد بن سعید الدارمی رحمہ اللہ کے حالات تہذیب التہذیب (۳۱/۱، ۳۲) وغیرہ میں مذکور ہیں۔ وہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہما کے راوی اور بالاتفاق ثقہ ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان کی تعریف کی۔

حافظ ابن حجر العسقلانی نے کہا: ”ثقة حافظ“ (تقریب التہذیب: ۳۹)

ان پر کسی محدث، امام یا عالم نے، مجسمہ فرقے میں سے ہونے کا الزام نہیں لگایا۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 2

اوکاڑوی نے کہا: ”رسول اقدسؐ نے فرمایا: ”لا جمعة الا بخطبة“ خطبہ کے بغیر جمعہ

نہیں ہوتا“ (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۶۹ طبع جون ۱۹۹۳ء)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث رسول اللہ ﷺ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔ مالکیوں

کی غیر مستند کتاب ”المردنہ“ میں ابن شہاب (الزہری) سے منسوب ایک قول لکھا ہوا ہے:

”بلغني أنه لا جمعة إلا بخطبة فمن لم يخطب صلى الظهر أربعاً“ مجھے پتا چلا

ہے کہ خطبے کے بغیر جمعہ نہیں ہے پس جو خطبہ نہ دے تو ظہر کی چار رکعتیں پڑھے۔ (ج ۱ ص ۱۴۷)

اس غیر ثابت قول کو اوکاڑوی صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے صراحۃً منسوب کر دیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 3

اوکاڑوی نے کہا: ”برادران اسلام، اللہ تعالیٰ نے جس طرح کافروں کے مقابلے میں ہمارا

نام مسلم رکھا، اسی طرح اہل حدیث کے مقابلے میں آنحضرت ﷺ نے ہمارا نام اہلسنت والجماعت رکھا، (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۶ طبع نومبر ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: کسی ایک حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیث کے مقابلے میں دیوبندیوں کا نام اہل سنت والجماعت نہیں رکھا۔ یہ بات عام علمائے حق کو معلوم ہے کہ دیوبندی حضرات اہل سنت والجماعت نہیں ہیں بلکہ نرے صوفی، وحدت الوجودی اور غالی مقلد ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 4

اوکاڑوی نے صحاح ستہ کے مرکزی راوی ابن جریج کے بارے میں کہا: ”یہ بھی یاد رہے کہ یہ ابن جریج وہی شخص ہیں جنہوں نے مکہ میں متعہ کا آغاز کیا اور نوے عورتوں سے متعہ کیا“ (تذکرۃ الحفاظ) (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۲)

تبصرہ: تذکرۃ الحفاظ للذہبی (ج ۱ ص ۱۶۹ تا ۱۷۱) میں ابن جریج کے حالات مذکور ہیں مگر ”متعہ کا آغاز“ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ یہ خالص اوکاڑوی جھوٹ ہے۔ رہی یہ بات کہ ابن جریج نے نوے عورتوں سے متعہ کیا تھا بحوالہ تذکرۃ الحفاظ (ص ۱۷۰، ۱۷۱) یہ بھی ثابت نہیں ہے کیونکہ امام ذہبی نے ابن عبدالحکم تک کوئی سند بیان نہیں کی۔

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتے ہیں:

”اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی“ (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲ طبع: باردوم)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 5

ایک مردود روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”مگر تاہم طحاوی ج ۱ ص ۱۶۰ پر تصریح ہے کہ مختار نے یہ حدیث بذات خود حضرت علیؑ سے سنی۔“ (جزء القراءة للبغاری، تحریفات اوکاڑوی ص ۵۸ تحت ج ۳۸)

تبصرہ: معانی الآثار للطحاوی (بیروتی نسخہ ۲۱۹/۱، نسخہ ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پاکستان چوک کراچی ج ۱ ص ۱۵۰) میں لکھا ہوا ہے:

”عن المختار بن عبد الله بن أبي ليلي قال: قال علي رضي الله عنه“
یہ بات عام طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ”قال“ اور ”سمعت“ میں بڑا فرق ہے۔ قال
(اس نے کہا) کا لفظ تصریح سماع کی لازمی دلیل نہیں ہوتا، جزء القراءت کی ایک روایت
میں امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”قال لنا أبو نعیم“ (ح ۴۸) اس پر تبصرہ کرتے
ہوئے اوکاڑوی فرماتے ہیں: ”اس سند میں نہ بخاری کا سماع ابو نعیم سے ہے اور ابن ابی
الحسناء بھی غیر معروف ہے“ (جزء القراءت مترجم ص ۶۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 6

اوکاڑوی نے کہا: ”اور دوسرا صحیح السند قول ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: لا یقرؤا خلف
الامام کہ امام کے پیچھے کوئی شخص قرأت نہ کرے (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶)“
(جزء القراءۃ، ترجمہ و تشریح: امین اوکاڑوی ص ۶۳ تحت ح ۴۷)

تبصرہ: ان الفاظ کے ساتھ مصنف ابن ابی شیبہ میں آپ ﷺ کی کوئی حدیث موجود نہیں
ہے، بلکہ یہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے مرفوع حدیث بنا لیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 7

اوکاڑوی نے کہا: ”حضرت عمرؓ نے حضرت نافع اور انس بن سیرین کو فرمایا: تکفیک قراءۃ
الامام تجھے امام کی قرأت کافی ہے“ (جزء القراءۃ، اوکاڑوی ص ۶۶ تحت ح ۵۱)

تبصرہ: انس بن سیرین رحمہ اللہ ۳۳ھ یا ۳۴ھ میں پیدا ہوئے۔ (تہذیب التہذیب: ۳۷۴/۱)
اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ھ میں شہید ہوئے۔ (تقریب التہذیب: ۴۸۸۸)

نافع نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ (اتحاف المہرۃ للحافظ ابن حجر ۳۸۶/۱۲ قبل ح ۱۵۸۱۰)
معلوم ہوا کہ انس بن سیرین اور نافع دونوں، امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے
میں موجود ہی نہیں تھے تو ”کو فرمایا“ سراسر جھوٹ ہے جسے اوکاڑوی صاحب نے گھڑ لیا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 8

اوکاڑوی نے کہا: ”تقلید شخصی کا انکار ملکہ و کٹوریہ کے دور میں شروع ہوا اس سے پہلے اس کا

انکار نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔“ (تجلیات صفحہ ۲ ص ۲۱۰ نسخہ فیصل آباد)
تبصرہ: احمد شاہ درانی کو شکست دینے والے مغل بادشاہ احمد شاہ بن ناصر الدین محمد شاہ
(دور حکومت ۱۱۶۱ھ تا ۱۱۶۷ھ) کے عہد میں فوت ہو جانے والے شیخ محمد فخرالہ آبادی رحمہ اللہ
(متوفی ۱۱۶۴ھ) فرماتے ہیں:

”جمہور کے نزدیک کسی خاص مذہب کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اجتہاد واجب ہے۔ تقلید
کی بدعت چوتھی صدی ہجری میں پیدا ہوئی ہے“ (رسالہ نجاتیہ ص ۴۱، ۴۲)
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے تقلید شخصی کی مخالفت کی ہے (دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۹)
حافظ ابن حزم نے اعلان کیا ہے کہ ”والتقلید حرام“ اور (عامی ہو یا عالم) تقلید حرام
ہے۔ (النبذۃ الکافیۃ ص ۷۰، ۷۱)

یہ سب ملکہ و کٹور یہ سے بہت پہلے گزرے ہیں لہذا معلوم ہوا کہ یہ خالص اوکاڑوی
جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 9

اوکاڑوی نے کہا:

”یہی وجہ ہے کہ سب محدثین ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی کے مقلد ہیں“

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۲ طبع اول ۱۹۹۵ء)

تبصرہ: شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) سے محدثین کرام کے بارے میں
پوچھا گیا کہ ”هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة، أم كانوا
امقلدين“ کیا یہ لوگ مجتہدین تھے، انھوں نے ائمہ میں سے کسی کی تقلید نہیں کی یا یہ
مقلدین تھے؟ (مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۳۹) تو شیخ الاسلام نے جواب دیا:

”الحمد لله رب العالمين ، أما البخاري و أبو داود فإما مان في الفقه من
أهل الإجتهد ، وأما مسلم والترمذي والنسائي و ابن ماجة وابن خزيمة و
أبو يعلى و البزار و نحوهم فهم على مذهب أهل الحديث ، ليسوا مقلدين

لو احد بعينه من العلماء ، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الإطلاق“
بخاری اور ابوداؤد تو فقہ کے امام (اور) مجتہد (مطلق) تھے۔ رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی،
ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلیٰ اور البزار وغیرہم تو وہ اہل حدیث کے مذہب پر تھے، علماء میں
سے کسی کی تقلید معین کرنے والے، مقلدین نہیں تھے، اور نہ مجتہد مطلق تھے“

(مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰)

یہ عبارت اس مفہوم کے ساتھ درج ذیل کتابوں میں بھی ہے:

توجيه النظر إلى أصول الأثر للجزائري ص (۱۸۵) الکلام المفید فی اثبات التقليد،
تصنيف سرفراز خان صفدر دیوبندی ص (۱۲۷ طبع ۱۴۱۳ھ) ماتمس إلیہ الحاجۃ لمن یطالع سنن
ابن ماجہ (ص ۲۶)

تنبیہ: شیخ الاسلام کا ان کبار ائمہ حدیث کے بارے میں یہ کہنا کہ ”نہ مجتہد مطلق تھے“
محل نظر ہے۔ رحمہ اللہ رحمة واسعة .

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 10

اوکاڑوی صاحب نے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے بارے میں کہا:

”میں نے کہا: سرے سے یہ ثابت نہیں کہ عطاء کی ملاقات دو سو صحابہ سے ہوئی ہو اور یہ تو
بالکل ہی غلط ہے کہ ابن زبیرؓ کے وقت تک کسی ایک شہر میں دو سو صحابہ موجود ہوں“

(تحقیق مسئلہ آئین ص ۴۴ و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۵۶، طبع اکتوبر ۱۹۹۱ء)

تبصرہ: دوسرے مقام پر یہی اوکاڑوی صاحب اعلان کرتے ہیں:

”مکہ مکرمہ بھی اسلام اور مسلمانوں کا مرکز ہے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح یہاں کے مفتی
ہیں۔ دو سو صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل ہے“

(نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کی شرعی حیثیت ص ۹، و مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۶۵)

تبصرہ: خود ہی اپنی اداؤں پہ غور کریں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

دوسرا یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں سے ایک عبارت بالکل جھوٹ ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 11

ایک صحیح حدیث کا مذاق اڑاتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں امین اوکاڑوی لکھتا ہے: ”لیکن آپ نماز پڑھاتے رہے اور کتیا سامنے کھیلتی رہی اور ساتھ گدھی بھی تھی، دونوں کی شرمگاہوں پر بھی نظر پڑتی رہی۔“ (غیر مقلدین کی غیر مستند نماز ص ۴۳، مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۵۰ حوالہ نمبر ۱۹۸ و تجلیات صفحہ ۷، شائع شدہ بعد از موت اوکاڑوی ج ۵ ص ۴۸۸) تبصرہ: یہ کہنا کہ نبی ﷺ کی نظر مبارک ”گدھی اور کتیا کی شرمگاہوں پر پڑتی رہی“ کائنات کا سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

تنبیہ: اوکاڑوی نے مذکورہ عبارت کو کاتب کی غلطی کہہ کر جان چھڑانے کی کوشش کی ہے مگر یاد رہے کہ یہ طویل عبارت کاتب کی غلطی نہیں ہے بلکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے دستخطوں والی کتاب ”تجلیات صفحہ ۷“ میں اس کے مرنے کے بعد بھی شائع ہوئی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 12

ایک روایت کی سند درج ذیل ہے: ”حدثنا محمود قال حدثنا البخاري قال: حدثنا شجاع بن الوليد قال: حدثنا النضر قال حدثنا عكرمة قال: حدثني عمرو بن سعد عن عمرو بن شعيب عن (أبيه عن) جده“

(جزء القراءة للبشاري تحقيق: ۶۳ و تجلیات صفحہ ۷ مطبوعہ جمعیت اشاعت العلوم الحنفیہ فیصل آباد ج ۳ ص ۹۳)

اس روایت کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

”اس سند میں تین راوی مدلس ہیں، اس لیے ضعیف ہے“ (تجلیات صفحہ ۳ ص ۹۳)

تبصرہ: عرض ہے کہ اس سند میں عمرو بن سعید پر تدلیس کا کوئی الزام نہیں ہے۔ صرف عمرو بن شعیب اور شعیب بن محمد پر متاخرین کی طرف سے تدلیس کا الزام ہے اور یہ دونوں تدلیس سے بری ہیں۔

دیکھیں میری کتاب ”الفتح لمبین فی تحقیق طبقات المدلسین“ (۲/۶۰، ۲/۵۷)

باقی سند مصرح بالسماع ہے۔ یہ معلوم نہیں کہ اوکاڑوی صاحب نے تیسرا کون سا

مذلس گھڑ لیا ہے؟

اکاڑوی جھوٹ نمبر: 13

اکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”یعنی امام سفیان بن عیینہ کے دور دوسری صدی سے لے کر شاہ ولی اللہ کے دور بارہویں صدی تک تمام دنیا اور تمام ممالک میں عوام اور بادشاہ سب حنفی تھے“

(تجلیات صفحہ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ج ۵ ص ۴۲)

تبصرہ: یہ بات صریح جھوٹ ہے۔ تقلید نہ کرنے والے، مالکی، شافعی اور حنبلی عوام اور غیر حنفی حکمرانوں سے آنکھیں بند کر لینا کس عدالت کا انصاف ہے؟

ساتویں صدی ہجری کے سلطان کبیر امیر المومنین ابو یوسف یعقوب بن یوسف المراکشی الظاہری رحمہ اللہ تقلید کے سخت خلاف تھے۔ انھوں نے اپنے دور خلافت میں حکم جاری کیا تھا: ”ولا یقلدون أحداً من الأئمة المجتہدین المتقدمین“

اور لوگ اگلے ائمہ مجتہدین میں سے کسی کی تقلید نہیں کریں گے۔ (تاریخ ابن خلکان ج ۷ ص ۱۱)

نیز دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۲ ص ۳۱۴)

اکاڑوی جھوٹ نمبر: 14

اکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”تمام ممالک میں سلطنت بھی احناف کے پاس رہی اور جہاد بھی انھوں نے کئے، غیر مقلدوں کو نہ کبھی حکومت نصیب ہوئی نہ جہاد کرنا قسمت میں

ہوا.....“ (تجلیات صفحہ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ج ۵ ص ۴۵)

تبصرہ: اس کے رد کے لیے دیکھئے اکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) پر تبصرہ۔

سلطان کبیر یعقوب بن یوسف المراکشی کی جہادی مہموں کے لیے وفیات الاعیان و سیر اعلام النبلاء کا مطالعہ کریں۔

اکاڑوی لکھتا ہے: ”تقلید شخصی کا انکار ملکہ و کٹوریہ کے دور میں شروع ہوا“

(تجلیات صفحہ مطبوعہ اشاعت العلوم الخفیہ فیصل آباد ج ۲ ص ۴۱۰، دیکھئے اکاڑوی جھوٹ نمبر ۸)

”اور یہ سب ملکہ و کٹوریہ سے بہت پہلے گزرے ہیں“

مجاہد سلطان المرانسی رحمہ اللہ کا حوالہ اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۱۳) کے رد میں گزر چکا ہے۔
یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کے دور سے صدیوں پہلے حافظ ابن حزم اندلسی
نے تقلید شخصی و غیر شخصی کی سخت مخالفت کی تھی۔

شیخ قاسم بن محمد القرطبی (متوفی ۶۷۲ھ) نے کتاب الايضاح فی الرد علی المقلدین لکھی تھی۔
(دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱۳/۳۲۹)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 15

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ”صلوة الیل مثنیٰ مثنیٰ
فإذا أردت أن تنصرف فاركع ركعة تو ترلك ماصليت“

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳۵ ح ۹۹۳)

”رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھنی چاہیے لیکن جس وقت تم نماز ختم کرنے کا ارادہ کرو تو
اخیر میں ایک رکعت پڑھ لو کیونکہ جس قدر نماز تم پڑھ چکے وہ سب کی سب وتر (طاق) بن
جائے۔“ (صحیح بخاری مع اردو ترجمہ: عبدالدائم جلالی بخاری دیوبندی ج ۱ ص ۵۵۳ ح ۹۴۸)

اب اس حدیث کا ترجمہ اوکاڑوی صاحب کے الفاظ میں پڑھ لیں:

”رات کی نماز دو دو رکعت ہے پھر جب دو رکعت بعد تو (التحیات پڑھ کر) سلام کا ارادہ
کرے تو کھڑا ہو کر ایک رکعت ملا لے وہ وتر ہو جائیں گے.....“ (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۱۱)
یہ ترجمہ جھوٹا اور خود ساختہ ہے۔ ”(التحیات پڑھ کر)“ کے الفاظ حدیث میں
قطعاً موجود نہیں ہیں۔

تنبیہ: حکیم صادق سیالکوٹی صاحب نے سبیل الرسول میں لکھا ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کی پوری خلافت میں اور
خلافت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دو برس میں (یکبارگی) تین طلاقیں ایک شمار کی جاتی
تھیں۔“ (ص ۲۶۸، دوسرا نسخہ ص ۱۴۴)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اوکاڑوی لکھتا ہے: ”تیسرا جھوٹ: اسی حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے

”یکبارگی“ کا لفظ اپنی طرف سے بڑھایا جو حدیث میں مذکور نہیں“ (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۱۲)
 معلوم ہوا کہ حدیث کی تشریح میں کوئی جملہ یا لفظ بریکٹوں میں لکھا جائے تو وہ
 اوکاڑوی صاحب کے نزدیک جھوٹ ہوتا ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 16

ایک روایت میں خارجیوں کے بارے میں آیا ہے:

”يَقْرَأُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ“ إلخ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۵۶)

اس کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”گلہ پھاڑ پھاڑ کر قرآن۔ حدیث
 پڑھیں گے (تھوٹھا چننا بے گھنا) مگر گلے سے آگے اتر نہیں ہوگا۔“ (مجموعہ رسائل ج ۲ ص ۲۳۹)
 ”حدیث پڑھیں گے“ کے الفاظ حدیث میں قطعاً موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 17

یزید بن ابی زیاد (ضعیف راوی) کی بیان کردہ ترکِ رفعِ یدین والی روایت کے بارے میں
 اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

”(۱) پھر یزید بن ابی زیاد سے دس شاگردوں نے اس کو مکمل متن سے روایت کیا ہے.....
 (۸) شعبہ ۱۶۰ھ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۰۳)“

(جزء رفع الیدین مع تحریفات الاوکاروی ص ۲۹۶، ۲۹۷ تحت ج ۳۴)

تبصرہ: حالانکہ مسند احمد میں ”رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین افتتح
 الصلوة رفع یدیه“ کے الفاظ ہیں۔ (ج ۴ ص ۳۰۳ ج ۱۸۸۹۶)
 رفع یدین نہ کرنے والے متن کا کوئی نام و نشان تک نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 18

امین اوکاڑوی نے کہا: ”جیسے محمد جو ناگڑھی جس کی طرف نسبت کر کے اہل حدیث اپنے
 آپ کو محمدی کہتے ہیں۔“ (مجموعہ رسائل طبع اول ستمبر ۱۹۹۴ء ج ۳ ص ۱۶)
 یہ اوکاڑوی دعویٰ صریح جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس عام اہل حدیث اپنے آپ کو سیدنا محمد

صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے محمدی کہتے ہیں اور بعض جامعہ محمدیہ سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد محمدی کہلاتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 19

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”جیسے امام بخاری کو ان کے اساتذہ امام ابو زرہ اور ابو حاتم نے متروک قرار دیا“ (تجلیات صفر، امدادیہ ج ۲ ص ۶۶)

تبصرہ: امام ابو زرہ اور امام ابو حاتم دونوں امام بخاری کے شاگرد تھے دیکھئے تہذیب الکمال (۸۶/۱۶، ۸۷) استناد نہیں تھے۔ ان دونوں سے امام بخاری کو ”متروک“ قرار دینا ثابت نہیں ہے۔ الجرح والتعديل (۱۹۱/۷) کی عبارت کا جواب یہ ہے کہ کسی راوی سے روایت ترک کر دینا اس کی دلیل نہیں ہے کہ وہ راوی روایت ترک کرنے والے کے نزدیک متروک ہے۔ مثلاً امام عبد اللہ بن المبارک نے امام ابو حنیفہ سے آخری عمر میں روایت ترک کر دی تھی (الجرح والتعديل ج ۸ ص ۴۴۹) کیا اوکاڑوی کا کوئی مقلد یہ کہہ سکتا ہے کہ امام عبد اللہ بن المبارک کے نزدیک امام ابو حنیفہ ”متروک“ تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 20

اوکاڑوی نے کہا: ”ان ائمہ اربعہ میں سے فارسی النسل بھی صرف امام صاحب ہی ہیں“ (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۳)

امام ابو حنیفہ کا فارسی النسل ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے، اس کے برعکس ان کے شاگرد ابو نعیم الفضل بن دیکین الکونی (متوفی ۲۱۸ھ) فرماتے ہیں: ”أبو حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی، أصله من کابل“ یعنی امام ابو حنیفہ اصلاً کابلی تھے۔

(تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۲۴، ۳۲۵ وسند صحیح)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 21

اوکاڑوی صاحب نے کہا: ”حضرات غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اور اپنے صحابہ کا خون دے کر قرآن وحدیث لوگوں تک پہنچایا مگر ان قربانیوں کا اثر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال تک ہی رہا۔ ابھی آپ کی نماز جنازہ بھی ادا نہ ہوئی تھی کہ حضرت عمرؓ نے قیاس کا دروازہ کھول دیا.....“ (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۲)

یہ سارا بیان کذب و افترا پر مبنی ہے۔ کسی اہل حدیث عالم یا ذمہ دار شخص سے یہ بیان قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 22

اوکاڑوی صاحب نے کہا: ”امام عبداللہ بن المبارکؒ جیسے محدثین کے سردار خود فقہ حنفی کو خراسان تک پھیلا رہے۔“ (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۳۶)

امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ کا فقہ حنفی خراسان میں پھیلا نا کسی صحیح و مقبول روایت سے ثابت نہیں ہے، اس کے برعکس امام ابن المبارک کے چند مسائل درج ذیل ہیں:

۱: آپ رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔

دیکھئے سنن الترمذی (۲۵۶)

۲: آپ فاتحہ خلف الامام کے قولاً و فعلاً قائل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۳۱۱)

۳: آپ جرابوں پر مسح کے قائل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (۹۹)

تنبیہ: سنن الترمذی میں امام ابن المبارک کے اقوال کی سندوں کے لیے دیکھئے امام ترمذی کی کتاب العلل الصغیر (ص ۸۸۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 23

اوکاڑوی ایک وتر کے بارے میں لکھتا ہے:

”اور حضرت عثمانؓ بھی کوئی ایک حدیث پیش نہ فرما سکے.....“ (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۶۶)

تبصرہ: یہ کہنا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ حدیث پیش نہ کر سکے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی گستاخی بھی ہے اور آپ پر جھوٹ بھی ہے۔ اوکاڑوی تو حدیثیں پیش کرنے کی کوشش کرتا ہے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہتا ہے کہ آپ ”ایک حدیث پیش نہ فرما سکے“ سبحان اللہ!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 24

اوکاڑوی لکھتا ہے: ”خود دور عثمانی میں بیس تراویح کے ساتھ سب تین وتر پڑھتے تھے جس پر کسی نے انکار نہیں کیا“ (مجموعہ رسائل ج ۳ ص ۶۶)

تبصرہ: کسی صحیح وثابت روایت میں، دور عثمانی میں لوگوں کا بیس تراویح پڑھنا اور سب لوگوں کا تین وتر پڑھنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔ (نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر: ۲۶)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 25

اوکاڑوی نے کہا: ”قال ابو بکر بن ابی شیبہ سمعت عطاء سئل عن المرأة..... امام بخاری کے استاد ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء سے سنا کہ ان سے عورت کے بارے میں پوچھا گیا کہ.....“

(مجموعہ رسائل مطبوعہ جون ۱۹۹۳ء ج ۲ ص ۹۶ بحوالہ ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹)

حالانکہ ابو بکر بن ابی شیبہ کی عطاء سے ملاقات ہی ثابت نہیں ہے۔

امام ابو بکر بن ابی شیبہ فرماتے ہیں: ”حدثنا هشيم قال: أنا شيخ لنا قال: سمعت عطاء سئل عن المرأة“ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۹ ج ۱ ص ۲۴۷)

اس سند سے معلوم ہوا کہ اس میں ایک راوی ”شیخ لنا“ ہے۔ جس کا کوئی اتا پتا اسماء الرجال کی کتابوں میں نہیں ہے یعنی مجہول راوی ہے، جسے اوکاڑوی صاحب نے چھپا کر ضعیف سند کو صحیح سند ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 26

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ عہد فاروقی میں لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی۔ اور لوگ لمبے قیام کی وجہ سے لٹھیوں پر سہارا لیتے تھے۔ (بیہقی ج ۴ ص ۴۹۶)“

(مجموعہ رسائل، مطبوعہ نومبر ۱۹۹۴ء ج ۴ ص ۱۴)

تبصرہ: ج ۴ تو کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح یہ ہے کہ ج ۲ ہے، تاہم یاد رہے کہ السنن الکبریٰ

للہیہ قتی (ج ۲ ص ۴۹۶) پر اس بات کا قطعاً ثبوت نہیں ہے کہ ”حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بھی“ لوگ بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔! (نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر: ۲۴)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 27

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”جب ائمہ اربعہ نے دین کو مدون اور مرتب فرمادیا تو سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے“ (مجموعہ رسائل ص ۱۸)

تبصرہ: ”دین کو مدون اور مرتب“ کے ثبوت سے قطع نظر کرتے ہوئے عرض ہے کہ ”سب اہل سنت ان میں سے کسی ایک کی تقلید کرنے لگے“ والی بات دروغ بے فروغ ہے۔

دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر (۹)

اس کے برعکس ائمہ اربعہ سے تقلید کی ممانعت مروی ہے۔ مثلاً امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا ہے۔ (کتاب الام/مختصر المزنی ص ۱، ماہنامہ الحدیث حضور: ص ۹ ص ۴۵)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 28

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”ثالثاً حضرت جابر کا وصال ۷۰ھ کے بعد مدینہ منورہ میں ہی ہوا اور کم از کم پچپن سال آپ کے سامنے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں بیس رکعت تراویح کی بدعت جاری رہی...“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ بیان کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے بلکہ سراسر جھوٹ ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کے سامنے لوگوں کا بیس رکعات پڑھنا کسی حدیث سے بھی ثابت نہیں ہے۔

نیز دیکھئے اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 29

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 29

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”اور سیدہ عائشہؓ کا وصال ۵۷ھ میں ہوا۔ پورے بیالیس سال اماں جان کے حجرہ کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں بیس رکعات تراویح کی بدعت جاری رہی۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۰)

تبصرہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے ساتھ متصل مسجد نبوی میں، آپ کے سامنے بیس

رکعات کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اس کے برعکس صحیح حدیث میں آیا ہے:

”أن عمر جمع الناس على أبي وتميم فكانوا يصلون إحدى عشرة ركعة“
 ”بے شک عمر (رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کو ابی (بن کعب) اور تميم (داری) پر جمع کیا، دونوں
 گیارہ رکعتیں پڑھاتے تھے۔“ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۹۱/۲ و آثار السنن تحت ح ۷۷۵)

دیوبندیوں کا کیا خیال ہے کہ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سیدنا تميم الداری رضی اللہ عنہ گیارہ
 رکعتیں پڑھانے کے لیے مدینہ طیبہ سے باہر تشریف لے جاتے تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 30

حنفیوں و دیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نمازِ عیدین میں چھ تکبیریں کہی جائیں، بارہ
 تکبیریں نہ کہی جائیں۔ اس سلسلے میں حنفی مذہب کی تائید میں کچھ روایات نقل کر کے
 اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”ان احادیث مقدسہ سے ماہ نیم ماہ اور آفتاب نیم روز کی طرح
 رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور عمل صحابہ کرام کے اجماع سے نمازِ عید کا یہ طریقہ
 ثابت ہے۔ مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ میں خیر القرون میں اسی طریقے سے نمازِ عید پڑھی جاتی
 تھی۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۹)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹے اجماع کے مقابلے میں امام نافع رحمہ اللہ (مشہور تابعی)
 فرماتے ہیں: ”میں نے (سیدنا) ابو ہریرہ (المدنی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ عید الاضحیٰ اور عید الفطر کی
 نماز پڑھی۔ پس آپ نے پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے سات تکبیریں کہیں اور دوسری
 رکعت میں قراءت سے پہلے پانچ تکبیریں کہیں۔“

(موطأ امام مالک مترجم ج ۱ ص ۱۸۰ ح ۴۳۴ و سندہ صحیح)

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بھی (5+7) بارہ تکبیروں کے قائل تھے۔

(احکام العیدین للفریابی: ۱۲۸ و سندہ صحیح)

اوکاڑوی صاحب نے کذب و افتراء کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے اجماع کا دعویٰ

کر رکھا ہے جس سے سیدنا عبد اللہ بن عباس اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما باہر ہیں۔ سبحان اللہ!

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 31

اہل حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں:

”اختلافی احادیث میں سے یہ حضرات اس حدیث کو تلاش کرتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہو“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۸)

تبصرہ: دیوبندیوں کا یہ نظریہ ہے کہ نماز میں مرد تو ناف کے نیچے اور عورتیں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ جب کہ اہل حدیث کی تحقیق ہے کہ مرد و عورت دونوں سینہ پر ہاتھ باندھیں۔ اہل حدیث اپنے دلائل میں درج ذیل احادیث بھی پیش کرتے ہیں:

”ورأیتہ یضع ہذہ علی صدرہ“ اور میں نے آپ (ﷺ) کو دیکھا آپ یہ (ہاتھ) اپنے سینے پر رکھتے تھے۔ (مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ ح ۲۲۳۱۳ و سندہ حسن)

یہ حدیث قرآن کی کونسی آیت کے خلاف ہے؟ کوئی بتائے کہ ہم بتلائیں کیا؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 32

اہل حدیث کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”پھر شور مچایا کہ سات سمندر دور دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں جو مسند حمیدی کا قلمی نسخہ ہے اس میں اگرچہ یرفع ید یدہ بھی رکوع کے ساتھ نہیں ہے تو فلا یرفع بھی نہیں ہے.....“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۴۴)

تبصرہ: اس محرف کلام کے مقابلے میں اہل حدیث صرف یہ کہتے ہیں کہ دمشق شام کے مکتبہ ظاہریہ میں مسند حمیدی والے نسخہ میں رفع نہ کرنے والے الفاظ نہیں ہیں۔ جنہیں دیوبندی حضرات آج کل پیش کر رہے ہیں۔ رہا یہ کہ ”سات سمندر دور“ کے الفاظ تو یہ اوکاڑوی صاحب کا صریح جھوٹ ہے کیونکہ پاکستان کے ساتھ ملا ہوا ایران ہے ایران کے ساتھ عراق ملا ہوا ہے اور عراق کے ساتھ شام ملا ہوا ہے۔ سات سمندروں کے بجائے ایک سمندر بھی حائل نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 33

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”غیر مقلدین کا دعویٰ تو یہ ہے کہ مقتدی کا امام کے پیچھے ایک سو

تیرہ سورتیں پڑھنی حرام ہیں اور ایک سورت فاتحہ پڑھنی فرض ہے۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۴۷)
تبصرہ: یہ اوکاڑوی بیان سراسر دروغ ہے۔ اس کے برعکس اہل حدیث ظہر وعصر میں امام
کے پیچھے سورہ فاتحہ کے علاوہ بھی قراءت کرنے کو جائز سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ سری نمازوں
میں امام کے پیچھے، فاتحہ کے علاوہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ والحمد للہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 34

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں: ”نماز تراویح کے بارے میں بیس رکعت سے کم کسی امام کا
مذہب نہیں۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۵۱)

تبصرہ: اس کے سراسر برعکس امام مالک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ
”میں اپنے لیے قیام رمضان (تراویح) گیارہ رکعتیں اختیار کرتا ہوں۔“

(کتاب التہجد/عبدالحق اشبیلی ص ۱۷۶، الحدیث حضور: ۵ ص ۳۸)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ

”اس چیز (تراویح) میں ذرہ برابر تنگی نہیں ہے اور نہ کوئی حد ہے کیونکہ یہ نفل نماز ہے۔ اگر
رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور مجھے زیادہ پسند ہے۔ اور اگر رکعتیں زیادہ ہوں تو بھی
بہتر ہے۔“ (مختصر قیام اللیل للمرنی ص ۲۰۲، ۲۰۳ الحدیث حضور: ۵ ص ۳۸)

معلوم ہوا کہ امام شافعی رحمہ اللہ کم رکعتوں کو زیادہ پسند کرتے تھے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 35

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”حالانکہ ذہبی نے ابو داؤد سے بیس رکعت ہی نقل کیا ہے۔“
(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۵۲)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک حافظ ذہبی نے امام ابو داؤد سے بیس
راتوں کا لفظ نقل نہیں کیا۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں: ”أثر: (د) یونس بن عبید عن الحسن أن عمر جمع الناس
على أبي فكان يصلي بهم عشرين ليلة...“ (المہذب فی اختصار السنن الکبیر ج ۱ ص ۶۴)

معلوم ہوا کہ ذہبی نے ابو داؤد سے بیس راتیں نقل کی ہیں جس کے خلاف اوکاڑوی صاحب شور مچا رہے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 36

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حضرات انبیاء علیہم السلام (اپنی امتوں کے) قائدین اور فقہاء (اپنے مقلدوں کے) سردار ہیں“

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۶۹)

تبصرہ: اوکاڑوی کا یہ کلام کالا جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت کسی حدیث میں نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 37

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”مثلاً نماز باجماعت میں ساتھی کے ٹخنے پر ٹخنہ مارنا سنت ہے جو مردہ ہو چکی ہے اس پر عمل کرنا سوشہید کا ثواب ہے“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۱۲)

تبصرہ: ٹخنے سے ٹخنہ ملانا تو حدیث میں آیا ہے لیکن ”ٹخنے پر ٹخنہ مارنا“ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور نہ اہل حدیث کا یہ مسلک ہے بلکہ اوکاڑوی صاحب کا اہل حدیث پر یہ صریح افتراء ہے اور حدیث رسول ﷺ کے ساتھ استہزاء ہے۔ (العیاذ باللہ)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 38

اوکاڑوی صاحب نے اہل حدیث سے منسوب کیا ہے کہ

”ہم تو صرف بخاری مسلم اور زیادہ مجبوری ہو تو صحاح ستہ کو مانتے ہیں۔ باقی حدیث کی سب کتابوں کا پوری ڈھٹائی سے نہ صرف انکار کرو بلکہ استہزاء بھی کرو اور اتنا مذاق اڑاؤ کہ پیش کرنے والا ہی بے چارہ شرمندہ ہو کر حدیث کی کتاب چھپالے اور آپ کی جان چھوٹ جائے“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۱۲)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے کسی اہل حدیث عالم سے ایسا کلام ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اہل حدیث کا مذہب یہ ہے کہ صحیح حدیث حجت ہے چاہے وہ جہاں ہو اور جس کتاب میں ہو۔ والحمد للہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 39

ایک اہل حدیث استاد کے بارے میں اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”استاد جی تاکید فرماتے تھے کہ جو نماز نہیں پڑھتا اس کو نہیں کہنا کہ نماز پڑھو۔ ہاں جو نماز پڑھ رہا ہو، اس کو ضرور کہنا کہ تیری نماز نہیں ہوئی“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۱۵)

تبصرہ: یہ سارا بیان جھوٹ ہے اور کسی اہل حدیث عالم یا استاد سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 40

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اب سنیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حدیث یوں ہے کہ نماز نہیں ہوتی اس کی جو فاتحہ اور کچھ اور حصہ قرآن کا نہ پڑھے۔ (!) عن عبادہ مسلم ج ۱ ص ۱۶۹...“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۴۰)

تبصرہ: ان الفاظ والی کوئی حدیث صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں لکھا ہوا ہے کہ ”لا صلوة لمن لم يقرأ بام القرآن... وزاد بفصاعداً“

(ج ۱ ص ۱۶۹ ح ۳۶، ۳۷/۳۹۴ وتر قیام دار السلام: ۸۷۶، ۸۷۷)

ترجمہ: جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں... اور (راوی نے یہ لفظ) زیادہ کیا: پس زیادہ معلوم ہوا کہ صحیح مسلم میں فصاعداً (پس زیادہ) کا لفظ ہے و صاعداً (اور زیادہ) کا لفظ نہیں ہے۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”پھر احناف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس حدیث سے مراد فاتحہ اور سورت ملانے کا وجوب ہے لیکن یہ بات لغت کے خلاف ہے کیونکہ اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ ”ف“ کے بعد جو ہو وہ غیر ضروری ہوتا ہے۔ سیبویہ (نحوی) نے (اپنی) الکتاب کے باب الاضافہ میں اس کی صراحت کی ہے۔“

(العرف الشذی ص ۶۷ نیز دیکھئے میری کتاب نصر الباری فی تحقیق جزء القراءة للبخاری ص ۴۸)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 41

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”ابن زبیر کہتے ہیں، میرے سامنے ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی، میں نے بھی پوچھا یہ کیا ہے؟ یہ جملہ بتا رہا ہے کہ

حضرت صدیقؓ نے ایسی نماز پڑھی کہ اور کوئی صحابی نماز نہ پڑھتے تھے اسی لئے تو پوچھنے کی ضرورت پڑی۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۳)

تبصرہ: یہ ساری عبارت جھوٹ کا پلندہ ہے اس کے برعکس اسنن الکبریٰ للبیہقی میں لکھا ہوا ہے کہ ”فقال عبد اللہ بن الزبیر: صلیت خلف ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فکان یرفع یدیه إذا افتتح وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الركوع وقال أبو بکر بصلیت خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکان یرفع یدیه إذا افتتح الصلوۃ وإذا رکع وإذا رفع رأسه من الركوع، رواه ثقات“

ترجمہ: تو (سیدنا) عبد اللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے (سیدنا) ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے اور ابوبکر (الصدیق رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی ہے پس آپ شروع نماز، رکوع سے پہلے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت رفع یدین کرتے تھے (بیہقی نے فرمایا) اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔

معلوم ہوا کہ نہ تو سیدنا عبد اللہ بن الزبیر (رضی اللہ عنہ) نے سیدنا ابوبکر الصدیق (رضی اللہ عنہ) سے کوئی سوال کیا ہے اور نہ یہ فرمایا ہے کہ ”ایک دفعہ حضرت صدیقؓ نے نماز میں رکوع والی رفع یدین کی“ ایک دفعہ کا لفظ بھی اوکاڑوی کا گھڑا ہوا ہے۔ (ج ۲ ص ۷۳)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 42

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”الغرض اس تیسری صدی کے شروع میں ساری دنیا میں یہی ایک آدمی رفع یدین کرنے والا تھا جس کا دماغ چل گیا تھا“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۶۲)

تبصرہ: اس اوکاڑوی جھوٹ کے برخلاف امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) کا قول درج ذیل ہے: میں نے معتمر (بن سلیمان) [متوفی ۱۸۷ھ] یحییٰ بن سعید (القطان) [متوفی ۱۹۸ھ] عبد الرحمن (بن مہدی) [متوفی ۱۹۸ھ] یحییٰ (بن معین) [متوفی ۲۳۳ھ] اور اسماعیل (بن علیہ) [وفات ۱۹۳ھ] کو دیکھا وہ رکوع کے وقت اور جب رکوع سے سر

اٹھاتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۲۱)

کیا خیال ہے تیسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام یحییٰ بن معین اور امام احمد بن حنبل وغیرہما کس وقت رفع یدین کرتے تھے؟ یاد رہے کہ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں مثلاً امام بخاری رحمہ اللہ کس صدی میں رفع یدین کرتے تھے؟ دوسری صدی ہجری میں وفات پانے والے امام عبدالرحمن بن مہدی کسی وقت رفع یدین کرتے تھے؟

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 43

اوکاڑوی لکھتا ہے کہ ”امام زہری عظیم محدث ہیں مگر غیر مقلدین کی تحقیق میں وہ شیعہ تھے چنانچہ غیر مقلدین کے مایہ ناز محقق حکیم فیض عالم صدیقی خطیب جامع مسجد اہل حدیث محلہ مستریاں جہلم...“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۷۱)

تبصرہ: حکیم فیض عالم صدیقی ایک ناصبی اور گمراہ شخص تھا جس کی گمراہیوں سے تمام اہل حدیث بری ہیں۔ راقم الحروف نے حکیم فیض عالم کا شدید رد لکھا ہے۔

دیکھئے الحدیث حضور: ۳ ص ۴۳، الحدیث حضور: ۸ ص ۱۶، ۱۷

امام زہری کی جلالت شان و عدالت و ثقاہت کے لیے دیکھئے الحدیث: ۳ ص ۴۱، ۴۲

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 44

اوکاڑوی صاحب سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ”اور پہلی تکبیر کے بعد ہر جگہ رفع یدین کا ترک بھی ثابت ہے..... (المدونۃ الکبریٰ

ص ۶۸ ج ۱)“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۷۳)

تبصرہ: ہمارے نسخہ میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت صفحہ ۱۷ پر موجود ہے۔

”کان یرفع یدیه حدو منکیہ إذا فتحت التکبیر للصلوة“ یعنی آپ ﷺ جب نماز

کے لیے تکبیر افتتاح کہتے تو کندھوں تک رفع یدین کرتے تھے۔ (المدونۃ ج ۱ ص ۷۱)

اس میں ترک رفع یدین کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

تنبیہ: المدونۃ الکبریٰ امام مالک کی کتاب نہیں ہے۔ صاحب مدونہ ”سخون“ تک متصل

سند نامعلوم ہے۔ لہذا یہ ساری کتاب بے سند ہوئی۔ ایک مشہور عالم ابو عثمان سعید بن محمد المغربی رحمہ اللہ نے مدونہ کے رد میں ایک کتاب لکھی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ج ۱۳ ص ۲۰۶) وہ اس کتاب کو ”مدودہ“ (کیڑوں والی کتاب) کہتے تھے۔ (العبر فی خبر من غیر ۱۱۲۲) نیز دیکھئے میری کتاب القول المتین فی الجہر بالتأمین (ص ۷۳)

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 45

سیدنا ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”اسی طرح ساری نماز (بغیر رفع یدین اور بغیر جلسہ استراحت) کے پڑھائی اور نماز کے بعد فرمایا: لوگو! یہ ہے وہ نماز جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھ کر دکھاتے تھے (رواہ احمد و اسنادہ حسن آثار السنن ص ۱۲۰، ۱۲۱ ج ۱)“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۱۹۰) تبصرہ: یہ روایت آثار السنن (ج ۲۵۰) و مسند احمد (ج ۵ ص ۳۲۳ ح ۲۳۲۹۴) میں طویل متن کے ساتھ موجود ہے لیکن اس میں نہ تو ترک رفع یدین کا ذکر ہے اور نہ ترک جلسہ استراحت کا، یہ دونوں باتیں اوکاڑوی صاحب نے گھڑ کر بریکٹ میں لکھ دی ہیں۔

تنبیہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی شہر بن حوشب ہے جو کہ موثق عند المجہور اور حسن الحدیث ہے۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 46

غیر مستند کتاب المدونہ کی ایک روایت (جس کا ذکر اوکاڑوی جھوٹ نمبر ۴۴ میں گزر چکا ہے) کا ترجمہ کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۱۷)

تبصرہ: یہ ترجمہ جھوٹ اور افترا پر مبنی ہے۔ اس حدیث ((إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یرفع یدیه حدو منکبیه إذا افتتح الصلوۃ)) کا صحیح ترجمہ درج ذیل ہے: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ

کندھوں تک اٹھاتے تھے۔

”صرف پہلی تکبیر کے وقت ہی“ کے الفاظ سرے سے اس حدیث میں موجود نہیں ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 47

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”تکبیر تحریمہ کے وقت سب رفع یدین کرتے ہیں، کسی کو اختلاف نہیں، کیونکہ اس رفع یدین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بھی دیا اور اس پر عمل بھی فرمایا۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۷)

تبصرہ: تکبیر تحریمہ کے وقت، رفع یدین کا حکم ہمیں کسی حدیث میں نہیں ملا۔ اگر دیوبندی حضرات یہ حکم باحوالہ پیش کریں تو جھوٹ نمبر: ۴۷ سے اوکاڑوی صاحب کو باہر نکال سکتے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 48

مشہور ثقہ عندا لجمہور راوی عبد الحمید بن جعفر کے بارے میں اوکاڑوی لکھتا ہے کہ

”اس کی سند میں عبد الحمید بن جعفر ضعیف ہے (میزان)“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۸۲)

تبصرہ: حالانکہ میزان الاعتدال میں یہ لکھا ہوا ہے کہ ”وقال ابن معین ثقة۔“ اسے علی بن المدینی نے ثقہ اور نسائی و احمد بن حنبل نے: لیس بہ بأس کہا، ابوحاتم اور سفیان نے جرح کی۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۳۹)

معلوم ہوا کہ جمہور کے نزدیک عبد الحمید مذکور ثقہ و لیس بہ بأس ہے۔ حافظ ذہبی

لکھتے ہیں: ”صح“ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۵۳۹ ت ۶۷۷)

حافظ ذہبی جب ”صح“ کی علامت لکھیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عمل اس راوی کے ثقہ ہونے پر (ہی) ہے۔ (لسان المیزان ج ۲ ص ۱۱۵۹ البدر المنیر لابن الملقن ۶۰۸/۱)

یعنی ایسا راوی ثقہ ہوتا ہے۔

تنبیہ: حافظ ذہبی نے میزان میں عبد الحمید بن جعفر کو ضعیف نہیں لکھا۔ اور اکاشف میں لکھا

ہے کہ ”ثقة“ (ج ۲ ص ۱۳۳) والحمد للہ

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 49

اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”علماء غیر مقلدین کا دعویٰ ہے کہ ہم صرف قرآن و حدیث کے مسائل لکھتے ہیں۔ اس دعویٰ سے انہوں نے ہدیۃ المہدی، نزل الابرار، نہج المقبول، بدور الالہ، الروضۃ النندیۃ، فقہ محمدیہ، عرف الجادی وغیرہ بہت سی کتابیں لکھیں، ان کتابوں کے بارے میں علماء غیر مقلدین اور عوام غیر مقلدین میں بہت جھگڑا ہے، علماء کہتے ہیں، یہ قرآن و حدیث کے خالص مسائل ہیں، ان میں قیاس و رائے کا کوئی دخل نہیں، عوام غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ہمارے علماء قرآن و حدیث کا نام لے کر جھوٹ لکھ رہے ہیں۔ یہ مسائل تو قرآن و حدیث کے خلاف ہیں۔ الغرض علماء کے نزدیک عوام غیر مقلدین ان کتابوں کا انکار کر کے قرآن و حدیث کے مسائل کے منکر ہیں اور عوام غیر مقلدین کے نزدیک علماء قرآن و حدیث پر جھوٹ بولنے والے تھے۔“

(مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۳۰۹ غیر مقلدین کے رسالہ مکتوب مفتوح پر ایک نظر)

تبصرہ: اوکاڑوی صاحب کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث علماء کے نزدیک الروضۃ النندیۃ، ہدیۃ المہدی، نزل الابرار، عرف الجادی اور بدور الالہ وغیرہ کتابیں مقبول ہیں۔ دوسری جگہ خود اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”نواب صدیق حسن نے فقہ حنفی کو تو جھوٹ فریب کہا مگر زیدی شیعہ شوکانی یمن کی فقہ کی کتاب الدر البھیہ کو من وعن قبول کر لیا اور اس کی شرح الروضۃ النندیۃ لکھ کر اپنے مذہب کی فقہ بنالیا۔ اس کے بعد نواب وحید الزمان نے ہدیۃ المہدی، نزل الابرار من فقہ النبی المختار اور کنز الحقائق، میر نور الحسن نے عرف الجادی من جنان ہدی الہادی اور صدیق حسن نے بدور الالہ وغیرہ کتابیں لکھیں مگر ان کتابوں کا جو حشر ہوا وہ خدا کسی دشمن کی کتاب کا بھی نہ کرے۔ نہ ہی غیر مقلد مدارس نے ان کو قبول کیا کہ ان میں سے کسی کتاب کو داخل نصاب کر لیتے، نہ ہی غیر مقلد مفتیوں نے ان کو قبول کیا کہ اپنے فتاویٰ میں ان کو لیتے اور نہ ہی غیر مقلدین عوام نے ان کو قبول کیا۔ وہ مرزا قادیانی اور سوامی دیانند کی کتابوں سے اتنا نہیں جلتے جتنا ان کتابوں کے نام سے جلتے ہیں۔“

(تجلیات صفدر، جمعیت اشاعۃ العلوم الخفیہ فیصل آباد ج ۱ ص ۶۲۰، ۶۲۱)

اوکاڑوی کے اس کلام سے معلوم ہوا کہ اہل حدیث مدرسین و مفتیان کے نزدیک ہدیۃ المہدی، نزل الابرار اور عرف الجادی وغیرہ غیر مقبول (مردود) کتابیں ہیں۔

اسی طرح اوکاڑوی صاحب دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ ”غیر مقلدین میں اگرچہ کئی فرقے اور بہت سے اختلافات ہیں۔ اتنے اختلافات کسی اور فرقے میں نہیں ہیں مگر ایک بات پر غیر مقلدین کے تمام فرقوں کا اتفاق اور اجماع ہے وہ یہ ہے کہ غیر مقلدین کو نہ قرآن آتا ہے نہ حدیث۔ کیونکہ نواب صدیق حسن خان، میاں نذیر حسین، نواب وحید الزمان، میر نور الحسن، مولوی محمد حسین اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ نے جو کتابیں لکھی ہیں اگرچہ وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے قرآن و حدیث کے مسائل لکھے ہیں لیکن غیر مقلدین کے تمام فرقوں کے علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں بلکہ برملا تقریروں میں کہتے ہیں کہ ان کتابوں کو آگ لگا دو۔“ (مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۲۲ تحقیق مسئلہ تقلید ص ۶)

اس بیان سے معلوم ہوا کہ تمام اہل حدیث علماء کے نزدیک نواب وحید الزمان و میر نور الحسن وغیرہما کی کتابیں (مثلاً ہدیۃ المہدی، نزل الابرار اور عرف الجادی) غلط اور مسترد ہیں۔

ایک جگہ اوکاڑوی صاحب کہتے ہیں کہ اہل حدیث علماء ان کتابوں کو ”قرآن و حدیث کے خالص مسائل“ مانتے ہیں اور دوسری جگہ کہہ رہے ہیں کہ ”علماء اور عوام بالاتفاق ان کتابوں کو غلط قرار دے کر مسترد کر چکے ہیں“ ان دونوں متضاد دعوؤں میں سے ایک دعوے میں اوکاڑوی صاحب خود جھوٹے ہیں۔

اوکاڑوی جھوٹ نمبر: 50

رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے بارے میں اہل حدیث پر تنقید کرتے ہوئے اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ ”کبھی تنازعہ رفع یدین کی حدیث کے متواتر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔“ (مجموعہ رسائل ج ۴ ص ۲۸۴)

تبصرہ: معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے نزدیک رفع یدین کو متواتر کہنا جھوٹ ہے۔ اس کے برعکس انور شاہ کشمیری دیوبندی فرماتے ہیں کہ ”وليعلم أن الرفع متواتر

إسناداً وعملاً لا يشك فيه ولم ينسخ ولا حرف منه وإنما بقي الكلام في الأفضلية“ (نیل الفرقین ص ۲۲)

ترجمہ: اور جاننا چاہیے کہ رفع یدین، بلحاظ سند و بلحاظ عمل متواتر ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ یہ منسوخ نہیں ہوا اور نہ اس کا کوئی حرف منسوخ ہوا ہے۔ صرف افضلیت میں کلام باقی ہے۔

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی صاحب کے ظہور و شیوع سے پہلے ہی انور شاہ کشمیری صاحب کے نزدیک اوکاڑوی صاحب کذاب ہیں۔

قارئین کرام! ماسٹر امین اوکاڑوی صاحب کے پچاس جھوٹ مکمل ہو گئے۔ ان کے علاوہ بھی اوکاڑوی صاحب کے اور بہت سے جھوٹ ہیں مثلاً اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ حدیث دہم: ”عن عبد الله بن مسعود[ؓ] ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان اذا كبر سكت هنيئة واذا قال غير المغضوب عليهم ولا الضالين سكت هنيئة واذا قام في الركعة الثانية لم يسكت وقال الحمد لله رب العالمين -“ (ابوبکر بن ابی شیبہ)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔ کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کہ تکبیر کہتے تھے۔ تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتے تھے تب بھی تھوڑا سا سکتہ کرتے تھے۔ اور جب دوسری رکعت میں کھڑا ہوتے تھے تو سکتہ نہ کرتے تھے بلکہ کہتے تھے الحمد للہ رب العالمین“

(مجموعہ رسائل ج ۱ ص ۱۳۸، ۱۳۹ تحقیق مسئلہ آئین ص ۲۶، ۲۷)

یہ روایت ہمیں نہ تو مصنف ابن ابی شیبہ میں ملی ہے اور نہ مسند ابن ابی شیبہ میں اور نہ حدیث کی کسی اور کتاب میں!

تنبیہ: ماسٹر محمد امین اوکاڑوی دیوبندی حیاتی کے یہ پچاس جھوٹ مع تبصرہ، راقم الحروف کی کتاب ”اکاذیب آل دیوبند“ سے پیش کئے گئے ہیں۔ وما علينا إلا البلاغ

حبیب اللہ ڈیروی کے دس (10) جھوٹ

... حافظ حبیب اللہ ڈیروی صاحب کے دس صریح جھوٹ پیش خدمت ہیں:

① محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”تاہم پھر بھی جمہور کے ہاں وہ صدوق اور ثقہ ہے۔“ (نور الصباح ص ۱۶۴)

ڈیروی صاحب کا یہ بیان سراسر جھوٹ پڑتی ہے۔ اس کے برعکس بوسیری فرماتے ہیں:

”ضعفه الجمهور“ اسے جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ (زوائد سنن ابن ماجہ: ۸۵۴)

طحاوی فرماتے ہیں: ”مضطرب الحفظ جداً“

اس کے حافظے میں بہت زیادہ اضطراب ہے۔ (مشکل الآثار ج ۳ ص ۲۲۶)

بلکہ ڈیروی صاحب کے اکابر علماء میں سے انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں:

”فہو ضعیف عندي كما ذهب إليه الجمهور“

(وہ [ابن ابی لیلیٰ] میرے نزدیک ضعیف ہے جیسا کہ جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔)

دیکھئے فیض الباری (ج ۳ ص ۱۶۸)

② امام یحییٰ بن معین امام ابو حنیفہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”لایکتب حدیثہ“ ان کی حدیث نہ لکھی جائے۔

(الکامل لابن عدی ج ۷ ص ۲۴۷۳ و سندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۸ ص ۲۳۶)

یہ قول مولانا ارشاد الحق اثری نے تاریخ بغداد (۱۳/۴۵۰) سے نقل کرنے کے بعد اکامل

لابن عدی (۲۴۷۳/۷) کا حوالہ دیا ہے۔ (توضیح الکلام ۲/۶۳۳، وطبعة جدیدہ ص ۹۳۹)

اس کا جواب دیتے ہوئے ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ”الکامل لابن عدی میں امام ابن معین

کی یہ جرح منقول ہی نہیں بلکہ امام اعظم کا ترجمہ ص ۲۴۷۷ ج ۷ سے شروع ہوتا ہے یہ اثری

صاحب کا خالص جھوٹ و بے ایمانی ہے۔“ (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۰۹)

حالانکہ امام ابو حنیفہ کا ترجمہ کامل ابن عدی میں صفحہ ۲۴۷۲ (ج ۷) سے شروع ہوتا ہے جو شخص اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہو تو وہ ہمارے ہاں آکر اصل کتاب دیکھ سکتا ہے۔
 کامل ابن عدی کے محمولہ صفحے پر امام ابو حنیفہ پر امام ابن معین کی جرح بعینہ منقول ہے لہذا ڈیروی صاحب بذاتِ خود جھوٹ اور..... کے مرتکب ہیں۔

③ ضعیف و مردود سند کے ساتھ کامل ابن عدی میں امام نصر بن شمیل سے مروی ہے:

”کان أبو حنیفة متروک الحدیث لیس بثقة“

ابو حنیفہ متروک الحدیث تھے، ثقہ نہیں تھے۔ (ج ۷ ص ۲۴۷۲، نسخہ جدیدہ ج ۸ ص ۲۳۸)
 یہ ضعیف و مردود قول مولانا اثری صاحب نے بحوالہ کامل ابن عدی نقل کیا ہے۔

(توضیح الکلام ۲/۶۲۸، طبعہ جدیدہ ص ۹۳۷)

اور اس کے راوی احمد بن حفص پر جرح کی ہے۔ (توضیح الکلام طبع اول ج ۲ ص ۶۲۸)
 اس حوالے کے بارے میں ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ”امام نصر کا یہ قول الکامل ابن عدی میں نہیں ہے۔ یہ مولانا اثری صاحب کا خالص جھوٹ ہے۔“

(توضیح الکلام پر ایک نظر، طبع اول ۱۴۲۳ھ ص ۳۱۰)

حالانکہ یہ قول الکامل لابن عدی کے دونوں نسخوں میں موجود ہے اور اس کا راوی احمد بن حفص مجروح ہے۔

④ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک ضعیف روایت میں آیا ہے کہ انھوں نے صرف تکبیر اُولیٰ کے ساتھ ہی رفع یدین کیا۔ اس حدیث کے بارے میں ڈیروی صاحب مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں: ”قوله ثم لم يعد قد تکلم ناس في ثبوت هذا الحديث والقوي أنه ثابت من رواية عبد الله بن مسعود.....“ ثم لم يعد جمله کے ثبوت کے بارے میں لوگوں نے کلام کیا ہے اور قوی بات یہ ہے کہ یہ حدیث بے شک صحیح اور ثابت ہے عبداللہ بن مسعود کے طریق سے.....“

(نور الصباح ص ۲۷ بحوالہ التعليقات السلفية ج ۱ ص ۱۲۳)

یہ روایت التعلیقات السلفیہ (ج ۱ ص ۱۲۳ حاشیہ: ۴) میں بحوالہ ”س“ یعنی حاشیہ السندھی علی سنن النسائی منقول ہے اور یہی عبارت حاشیہ السندھی میں اس طرح لکھی ہوئی ہے۔ (ج ۱ ص ۱۵۸)

ڈیروی صاحب نے سندھی کا قول بھوجیانی کے ذمے لگا دیا ہے جو کہ صریح جھوٹ اور خیانت ہے۔

⑤ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”چنانچہ صحیح سند سے ثابت ہے کہ حضرت ابو قتادہؓ کی نماز جنازہ حضرت علیؓ نے پڑھائی ہے دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۱۱۶، شرح معانی الآثار ج ۱ ص ۲۳۹، سنن الکبریٰ للبیہقی ج ۴ ص ۳۶ تاریخ بغداد ج ۱ ص ۱۶۱ طبقات ابن سعد ج ۶ ص ۹“ (نور الصباح ص ۲۰۹)

عرض ہے کہ اس روایت کے راوی موسیٰ بن عبد اللہ بن یزید کی سیدنا علیؓ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔ امام بیہقی یہ روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ”وہو غلط“

اور یہ غلط ہے۔ (سنن الکبریٰ ج ۴ ص ۳۶)

غلط روایت کو صحیح سند کہہ کر پیش کرنا بہت بڑا جھوٹ ہے۔

⑥ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ”چنانچہ امام ابو حاتمؒ۔ امام بخاریؒ کو متروک الحدیث قرار دیتے ہیں (مقدمہ نصب الراية ص ۵۸)“ (نور الصباح ص ۱۵۷)

مقدمہ نصب الراية ہو یا کتاب الجرح والتعديل، کسی کتاب میں بھی امام ابو حاتم الرازی رحمہ اللہ نے امام بخاریؒ کو ”متروک الحدیث“ نہیں کہا۔ ”ثم تركه حديثه“ کو ”متروک الحدیث“ بنادینا ڈیروی صاحب کا سیاہ جھوٹ ہے۔

تنبیہ: چونکہ ابو حاتم الرازی اور ابو زرہ الرازی دونوں نے امام بخاریؒ سے روایت کی ہے۔ دیکھئے تہذیب الکمال (۸۷، ۸۶، ۸۷)

لہذا ”ثم تركه حديثه“ والی بات منسوخ ہے۔

④ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ”دونوں سندوں میں الاوزاعی بھی مدلس ہے اور روایت

عن سے ہے۔“ (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۳۱۳)

عرض ہے کہ کسی ایک محدث سے بھی صراحۃً امام اوزاعی کو مدلس کہنا ثابت نہیں ہے۔

⑧ ڈیروی صاحب لکھتے ہیں:

”لیکن اس کی سند میں ابو عمرو والحارثی مجہول ہے اور“ (توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۲۷۳)

عرض ہے کہ ابو عمرو احمد بن محمد بن احمد بن حفص بن مسلم النیسابوری الحمری الحارثی کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ”الحافظ الإمام الرحال“ اور الذہلی سے نقل کیا کہ ”ابو

عمرو حجة“ ابو عمرو حجت ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ ۳/۷۹۸، ۷۹۹، ۷۸۸ ت)

ایسے مشہور امام کو زمانہ تدوین حدیث کے بعد ڈیروی صاحب کا مجہول کہنا باطل اور

مردود ہے۔

⑨ سعید بن ایاس الجریری ایک راوی ہیں جو آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

ان کے شاگردوں میں ایک امام اسماعیل بن علیہ بھی ہیں جن کے بارے میں ڈیروی

صاحب لکھتے ہیں: ”جبکہ اس کا شاگرد یہاں ابن علیہ ہے اور وہ قدیم السماع نہیں۔“

(توضیح الکلام پر ایک نظر ص ۱۶۲)

عرض ہے کہ (ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب) الالبانی (متوفی ۸۰۲ھ) فرماتے ہیں:

”وممن سمع منه قبل التغير شعبة وسفيان الثوري والحمدان وإسماعيل

بن علي...“ اور اس (الجریری) کے اختلاط سے پہلے، شعبہ، سفیان ثوری، حماد بن زید،

حماد بن سلمہ اور اسماعیل بن علیہ..... نے سنا ہے۔

(الکواکب البيرات في معرفة من اختلط من الرواة الثقات ص ۳۶، نسخہ محققہ ص ۱۸۳)

نیز دیکھئے حاشیہ نہایتہ الاعتباط بمن رمی من الرواة بالاختلاط (ص ۱۲۹، ۱۳۰)

لہذا ڈیروی صاحب کا بیان جھوٹ پر مبنی ہے۔

⑩ سجدوں میں رفع یدین کی ایک ضعیف روایت سعید (بن ابی عروبہ) سے مروی ہے جو

کہ نسخ یا کاتب کی غلطی سے السنن الصغریٰ للنسائی کے نسخوں میں شعبہ بن گیا ہے۔

اس کے بارے میں انور شاہ کاشمیری دیوبندی فرماتے ہیں: شعبہ کانسائی کے اندر موجود ہونا غلط ہے جیسا کہ فتح الباری کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔“ (نور الصباح ص ۲۳۰)

اس کے بعد جواب دیتے ہوئے ڈیروی صاحب لکھتے ہیں: ”مگر علامہ کشمیریؒ کا حافظ ابن حجرؒ کے بارے میں یہ حسن ظن صحیح نہیں ہے کیونکہ جس طرح شعبہ کانسائی میں موجود ہیں اس طرح صحیح ابوعوانہ میں بھی موجود ہیں معلوم ہوا کہ شعبہ گا ذکر نہ تو کانسائی میں غلط اور نہ صحیح ابوعوانہ میں بلکہ یہ حافظ ابن حجرؒ کا وہم ہے اور علامہ سید کشمیریؒ کا نرا حسن ظن ہے۔“

(نور الصباح ص ۲۳۰)

عرض ہے کہ ”[شعبۃ] عن قتادة عن نصر بن عاصم عن مالك بن الحويرث“ (النسائی: ۱۰۸۶) والی روایت، جس میں سجدوں میں رفع یدین کا ذکر آیا ہے، مسند ابی عوانہ میں اس متن کے ساتھ موجود نہیں ہے۔ (مثلاً دیکھئے مسند ابی عوانہ ج ۲ ص ۹۴، ۹۵)

لہذا اس بیان میں ڈیروی صاحب نے مسند ابی عوانہ پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

ڈیروی صاحب کے بہت سے اکاذیب و افتراءات میں سے یہ دس جھوٹ بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔



الیاس گھمن کے ”قافلہ حق“ کے پچاس (50) جھوٹ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد :
محمد الیاس گھمن دیوبندی حیاتی کی زیرِ ادارت ایک سہ ماہی رسالہ ”قافلہ حق“ نامی شائع ہوتا ہے جو حقیقت میں قافلہ باطل ہے۔ اس مضمون میں عام مسلمانوں کی خیر خواہی کے لئے ”قافلہ حق“ رسالے سے پچاس (۵۰) جھوٹ باحوالہ مع ردِ پیش خدمت ہیں :

۱) سیف اللہ سیفی دیوبندی نے لکھا: ”حضرت عمر بن خطابؓ کے زمانے میں بیس تراویح پر صحابہؓ کا اجماع ہو گیا لہذا بیس تراویح کا منکر اجماع کا منکر ہے اور علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدين المحمدين ، لازم ہے تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت۔ کا منکر دوزخی ہے (فتاویٰ نذیریہ ص ۶۳۴ ج ۱) اس کے جواب میں آج کا غیر مقلد کہتا ہے کہ کیا میں ان کو مقلد ہوں؟“ (قافلہ ج اشارہ ص ۵۵)

سیفی کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ مولانا سید نذیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ نے یہ لکھا ہے کہ ”بیس تراویح پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہو گیا لہذا بیس تراویح کا منکر اجماع کا منکر ہے... دوزخی ہے۔“ حالانکہ فتاویٰ نذیریہ (ج ۱ ص ۶۳۴) میں اس مفہوم کی عبارت کے آخر میں ”العبدا المحب محمد وصیت مدرس مدرسہ حسین بخش“ کا نام لکھا ہوا ہے جو کہ اہل حدیث نہیں بلکہ تقلیدی تھا۔ مدرسہ ”حسین بخش“ کے اس محمد وصیت نامی شخص پر رد کرتے ہوئے سید محمد نذیر حسین الدہلوی رحمہ اللہ نے اسی فتوے کے متصل بعد اگلے صفحے پر لکھا:

”سوال مذکور کا یہ جواب جو مجیب نے لکھا ہے بالکل غلط ہے...“ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۶۳۵)
ثابت ہوا کہ سیفی دیوبندی نے جھوٹ بولتے ہوئے مولانا نذیر حسین رحمہ اللہ سے وہ بات منسوب کی ہے جسے انھوں نے علانیہ ”بالکل غلط“ قرار دیا تھا۔

مشہور و مطبوع کتاب کے حوالے میں جھوٹ بولنے والے اپنی نجی محفلوں میں کیا کیا جھوٹ نہ بولتے ہوں گے؟!

۲) محمد اللہ دتہ بہاولپوری دیوبندی نے لکھا: ”امام ترمذیؒ فرماتے ہیں اے فقہاء کے گروہ تم طبیب ہو اور ہم دوا خانے والے (پنساری)۔“ (قافلہ ج اشارہ ۲ ص ۴۳، ۴۴)

امام ترمذی کی طرف اللہ دتہ کا منسوب کردہ کلام امام ترمذی رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے لہذا اللہ دتہ مذکور نے امام ترمذی پر جھوٹ بولا ہے۔

۳) اللہ دتہ نے امام ترمذی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا: ”دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ فقہاء حدیث کے معنی کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔“ (قافلہ ج اشارہ ۲ ص ۴۴)

امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایسی کوئی بات ارشاد نہیں فرمائی کہ ”فقہاء حدیث کے معنی کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔“ لہذا اللہ دتہ مذکور نے عبارت مذکورہ میں امام ترمذی پر جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: امام ترمذی نے امام مالک اور امام شافعی کے اقوال نقل کر کے فرمایا: ”و كذلك قال الفقهاء و هم أعلم بمعاني الحديث“ اور اسی طرح فقہاء نے کہا اور وہ حدیث

کے معانی کو بہت زیادہ جانتے ہیں۔ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز باب ماجاء فی غسل الميت ج ۹۹۰)

امام ترمذی کے اس کلام میں فقہاء سے مراد امام مالک اور امام شافعی وغیرہ ہیں۔ یاد رہے کہ امام ترمذی نے اپنے آپ کو ان فقہاء سے علیحدہ شمار نہیں کیا بلکہ آپ بھی فقہاء میں سے تھے۔ دیکھئے سیر اعلام النبلاء (ج ۳ ص ۶۷۱ و فقہہ)

۴) عبد الغفار دیوبندی نے لکھا: ”جھوٹا آدمی بتصریح اللہ تعالیٰ لعنتی ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ ”الا لعنة الله على الكذابين“...“ (قافلہ ج اشارہ ۲ ص ۵۷)

اس طرح کی کوئی آیت قرآن مجید میں نہیں ہے جسے عبارت مذکورہ بالا میں لکھا گیا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں اللہ تعالیٰ سے یہ جملہ ثابت ہے لہذا عبد الغفار نے اللہ تعالیٰ پر

جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: قافلہ... ج اشارہ ۳ ص ۶۲ پر لکھا گیا ہے کہ ”ص ۵۷ کے تحت کمپوزر نے سہواً آیت

الالعة اللہ علی الکذبین کو چھوڑ دیا ہے اور اشتباہاً لفظ الا کو آیت لعنت اللہ علی الکذبین کے ساتھ جوڑ دیا ہے اور یہ غلط ہے۔۔۔“

عرض ہے کہ کمپوزر کی طرف ”الا“ کے اضافے کا انتساب محل نظر ہے جس کے لئے کمپوزر کی حلفیہ گواہی پیش ہونے کے بعد ہی فیصلہ ہو سکتا ہے۔

عبد الغفار نے حافظ ندیم ظہیر حفظہ اللہ کو مخاطب کر کے لکھا ہے: ”مگر آپ کے استاد حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے خود الا لعنة الله على الكاذبين لکھا ہے۔ دیکھئے (تعاقب امین اوکاڑوی للعلیاری ص ۱۸ طمعی ۲۰۰۵)“ (قافلہ ج ۲ ص ۲۴۲)

عرض ہے کہ ”اوکاڑوی کا تعاقب“ کتاب میں اردو رسم الخط میں الالعة اللہ علی الکاذبین کو بطور آیت یا قول باری تعالیٰ کے نہیں لکھا گیا بلکہ یہ میرا کلام ہے اور مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں اللہ سے دعا کروں کہ وہ کاذبین (جھوٹوں) پر لعنت فرمائے۔

۵) الیاس گھمن نے لکھا ہے: ”غیر مقلدین عارضی منافع کے لئے اپنے آپ کو سعودیہ میں جنبلی اور سلفی کہتے ہیں“ (قافلہ ج ۳ ص ۶)

عرض ہے کہ یہ گھمن مذکور کا صریح جھوٹ ہے۔ میں کئی دفعہ سعودیہ گیا ہوں مگر کبھی اپنے آپ کو وہاں جنبلی نہیں کہا اور رہا سلفی ہونے کا مسئلہ تو عرض ہے کہ مروجہ تقلید کے بغیر، سلف صالحین کے فہم کتاب وسنت اور اجماع پر عمل کرنے والے بعض اہل حدیث علماء وعوام اپنے آپ کو پاکستان، ہندوستان اور سعودیہ بلکہ ہر جگہ سلفی کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور ایسا کرنا جائز ہے جبکہ بہتر یہ ہے کہ ہر جگہ اہل حدیث کے بہترین لقب سے اپنے آپ کو علانیہ ملقب سمجھا جائے۔

۶) عبد الغفار دیوبندی نے لکھا: ”نصوص کی صراحت ترک و نسخ رفع یدین سوائے تکبیرۃ الاحرام فی الصلاۃ مکتوبہ والسنن والنوافل سوی الوتر والعیدین ہی کو ثابت کرتی ہیں اور۔۔۔“

(قافلہ ج ۳ ص ۱۸)

عرض ہے کہ کسی ایک نص (صحیح حدیث) سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہے کہ وتر اور عیدین

کو چھوڑ کر فرض، سنن اور نوافل میں تکبیر تحریمہ کے سوارفع یدین متروک و منسوخ ہے لہذا عبدالغفار نے عبارت مذکورہ میں بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

(۷) عبدالغفار نے لکھا ہے: ”صحیح حدیث مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ

(۲) امام ابو عوانہ ۳۱۶ھ وقال صحیح (صحیح ابو عوانہ ج ۲ ص ۹۵)“ (قافلہ ج ۳ ص ۲۴)

عرض ہے کہ صحیح ابی عوانہ کے محولہ صفحے پر حدیث مذکور کے بارے میں ”صحیح“ کا لفظ لکھا ہوا نہیں ہے۔ نیز دیکھئے صحیح ابی عوانہ کا دوسرا نسخہ (ج ۱ ص ۳۳۶ ج ۳ ص ۱۲۶)

اگر کوئی کہے کہ امام ابو عوانہ کا کسی حدیث کو روایت کر دینا ہی اس کو صحیح قرار دینا ہے تو عرض ہے کہ ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا تھا: ”پھر چوتھا جھوٹ ابن خزیمہ پر بولا کہ ابن خزیمہ نے سینے پر ہاتھ باندھنے والی حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ ج ۱/ ص ۴۵)“

(تجلیات صفحہ ج ۲ ص ۲۳۴)

اوکاڑوی کے اس اصول کے مطابق عبدالغفار کی عبارت مذکورہ جھوٹ ہے۔

(۸) اللہ دتہ بہاولپوری نے اوکاڑوی ملفوظات سے نقل کیا:

”انگریز کے دور سے پہلے زندہ یا مردہ کسی غیر مقلد کا ثبوت نہیں ملتا...“ (قافلہ ج ۳ ص ۳۴)

عرض ہے کہ یہ ملفوظ بالکل جھوٹ کا پلندہ ہے کیونکہ امین اوکاڑوی نے خود لکھا ہے:

”ابن حزم غیر مقلد نے تو یہ لکھا ہے کہ...“ (تجلیات صفحہ ج ۲ ص ۵۹۲)

نیز دیکھئے سرفراز کی کتاب الکلام المفید (ص ۸۰) اور ماہنامہ الحدیث حضور: ص ۵۷، ۲۹، ۳۰

(۹) الیاس گھمن نے لکھا ہے:

”جبکہ اہلحدیث اجماع صحابہؓ اور اجماع کے منکر ہیں۔“ (قافلہ ج ۳ ص ۳)

عرض ہے کہ اہل حدیث علماء کے نزدیک اجماع شرعی حجت ہے۔

دیکھئے ”ابراء اہل الحدیث والقرآن“ (ص ۳۲) اور ماہنامہ الحدیث حضور (عدد: ۱ ص ۴، ۵)

لہذا گھمن مذکور نے جھوٹ بولا ہے۔

(۱۰) الیاس گھمن نے لکھا: ”جبکہ اہلحدیث قیاس شرعی کے منکر ہیں۔“ (قافلہ ج ۳ ص ۳)

عرض ہے کہ اہل حدیث کے نزدیک اگر نص صریح نہ ہو تو قیاس جائز ہے بشرطیکہ نص کے خلاف نہ ہو۔

(۱۱) الیاس گھمن نے لکھا: ”جبکہ اہلحدیث آئمہ کے منکر ہیں۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۴۳) عرض ہے کہ یہ گھمن مذکور کا کالا جھوٹ ہے کیونکہ اہل حدیث اُن آئمہ کے قطعاً منکر نہیں جنہیں جمہور نے ثقہ و صدوق اور صحیح العقیدہ قرار دیا ہے۔

(۱۲) الیاس گھمن نے لکھا: ”مکے مدینے والوں کے نزدیک غیر مجتہد کیلئے اجتہاد حرام اور تقلید واجب ہے جبکہ اہلحدیثوں کے نزدیک غیر مجتہد کے لئے تقلید حرام اور اجتہاد واجب ہے۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۴۳)

اس عبارت میں گھمن مذکور نے دو جھوٹ بولے ہیں:
 اول: مکے مدینے والوں (یعنی مکہ و مدینہ میں رہنے والے تمام عرب علماء و عوام) کی طرف اجتہاد حرام اور تقلید واجب کا قول منسوب کیا ہے جو کہ صریح جھوٹ ہے۔
 دوم: اہل حدیث کے نزدیک اجتہاد واجب نہیں بلکہ جائز ہے۔
 دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ص ۵

(۱۳) الیاس گھمن نے لکھا: ”جبکہ اہلحدیث فقہ کے منکر ہیں۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۴۳) اگر فقہ سے مراد تمام صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مسلمین کے فقہی اجتہادات و تشریحات ہیں تو گھمن نے جھوٹ بولا ہے اور اگر فقہ سے مراد حنفی یا دیوبندی فقہ ہے تو پھر شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ وغیرہم بھی حنفی اور دیوبندی فقہ کے منکر ہیں لہذا اُن پر کیا فتویٰ ہے!؟

(۱۴) الیاس گھمن نے لکھا: ”مکے مدینے والوں کے نزدیک روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھا ہوا ”دور و سلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بذاتِ خوت“ سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں“ (قافلہ ج ۱ ص ۴۳، ۵)

یہ عبارت مکے اور مدینے والے عربوں پر جھوٹ ہے۔
 (۱۵) الیاس گھمن نے لکھا: ”جبکہ اہلحدیث صوم و صلوة والسلام عند القبر کے منکر ہیں اور

قائلین کو مشرک کہتے ہیں۔“ (قافلہ ج ۴ ص ۵)

اس عبارت میں کمپوزنگ کی غلطیوں سے قطع نظر گھمن مذکور نے دو جھوٹ بولے ہیں:

اول: اہل حدیث کو قبر (یعنی حجرہ مبارکہ کا دروازہ کھول کر رسول اللہ ﷺ کی قبر) کے پاس آپ ﷺ پر سلام کہنے کا منکر قرار دیا ہے حالانکہ ایسی حالت میں اہل حدیث کے نزدیک سلام کہنا جائز ہے بلکہ ہر قبرستان (میں اموات المسلمین) پر السلام علیکم کہنا جائز ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم کتاب الطہارہ باب استحباب اطالة الغرة والتجلیل فی الوضوء ج ۲ ص ۲۴۹، ترتیب دار السلام: ۵۸۴)

دوم: قبر پر سلام کے قائل کو اہل حدیث کے نزدیک مشرک لکھا ہے حالانکہ ایسے قائل کو اہل حدیث کے نزدیک مشرک نہیں کہا جاتا بلکہ اس کے دوسرے عقائد کو دیکھا جاتا ہے۔

۱۶) ایک مجہول دیوبندی نے محمد بن السائب الکلی اور محمد بن مروان السدی کی تفسیر کے بارے میں لکھا: ”ارباب علم کی خدمت میں گزارش ہے کہ تفسیر ابن عباسؓ کی سند میں موجود محمد بن سائب الکلی اور محمد بن مروان جیسے مجروح راوی ہیں تو اس خیال واہی کی اصول محدثین سے تباہی اور حاشیہ خیال میں بھی اس کو جاگزین نہ ہونے دیں تو مشہور محدثین مثلاً امام یحییٰ بن سعید القطان م 198ھ اور محدث امام بیہقی م 458ھ وغیرہا کا مقتفہ اصول ہے کہ ان مذکورہ حضرات کی روایت حدیث میں تو نہیں لیکن تفسیر میں قابل قبول ہے۔ دیکھیے دلائل النبوة للبیہقی 1/32, 33 و میزان الاعتدال للذہبی 1/340 و تہذیب التہذیب لابن حجر 1/398 وغیرہا)

تو ہم نے بھی ان کی روایت تفسیر قرآن میں لی ہے نہ کہ حدیث میں۔“ (قافلہ ج ۳ ص ۴) عرض ہے کہ دلائل النبوة کے مذکورہ صفحات پر ایسی کوئی بات لکھی ہوئی نہیں کہ کلبی اور محمد بن مروان کی روایت تفسیر میں قابل قبول ہے بلکہ صرف امام یحییٰ بن سعید القطان کا یہ قول لکھا ہوا ہے کہ ”و یکتب التفسیر عنہم“ اور ان سے تفسیر لکھی جاتی ہے۔ (دلائل النبوة ۱/۳۶، ۳۷)

نیز دیکھئے میزان الاعتدال ۲۲۳/۱ دوسرا نسخہ ۱۶۱، تہذیب التہذیب ۱۲۲/۲، دوسرا نسخہ ۱۰۷)

تفسیر کلبی میں ﴿ثم استوی علی العرش﴾ کی تفسیر میں لکھا ہوا ہے:

”استقر و يقال امتلاً به العرش“ (تنویر المقباس ص ۱۳۰)

امام بیہقی نے یہ تفسیر نقل کر کے فرمایا: ”فہذہ الروایۃ منکرۃ“ پس یہ روایت منکر ہے۔

(الاسماء والصفات ص ۴۱۳، دوسرا نسخہ ص ۵۲۱)

بلکہ امام بیہقی نے فرمایا کہ علماء کے نزدیک یہ ابوصالح، کلبی اور محمد بن مروان سارے متروک ہیں، کثرتِ مناکیر کی وجہ سے اُن کی کسی روایت سے حجت نہیں پکڑی جاتی اور ان کی

روایتوں میں جھوٹ ظاہر ہے۔ (الاسماء والصفات ص ۴۱۴، دوسرا نسخہ ص ۵۲۱)

کلبی کی تفسیر کے بارے میں امام مروان بن محمد نے فرمایا: ”تفسیر الکلبی باطل“

کلبی کی تفسیر باطل ہے۔ (الجرح والتعديل ۲۷۱/۷، وسندہ صحیح)

(۱۷) الیاس گھسن نے لکھا: ”جبکہ الحمدیث ہمیشہ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں اور اس کو سنت

سمجھتے ہیں۔“ (قافلہ ج ۴ ص ۵)

اگر گھسن کی مراد تمام اہل حدیث ہیں تو عرض ہے کہ ہم کبھی ننگے سر نماز نہیں پڑھتے۔

نیز دیکھئے میری کتاب ہدیۃ المسلمین (ج ۱۰) لہذا گھسن نے ہم پر جھوٹ بولا ہے اور اگر

مراد بعض اہل حدیث ہیں تو تمام اہل حدیث پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے؟ کیا بہت سے

دیوبندی عوام داڑھی منڈوا کر نماز نہیں پڑھتے اور کیا اُن کے اس عمل کی وجہ سے تمام

دیوبندیوں کو مطعون کرنا جائز ہے؟!

(۱۸) الیاس گھسن نے لکھا: ”آج بھی مکے اور مدینے شریف میں صرف اور صرف بیس

(۲۰) رکعت تراویح ہی پڑھی جاتی ہیں جبکہ الحمدیث بیس (۲۰) رکعت سنت تراویح کو

بدعت کہتے ہیں اور ہمیشہ آٹھ (۸) رکعت تراویح پڑھتے ہیں۔“ (قافلہ ج ۴ ص ۵)

مکہ اور مدینہ میں حرمین کے علاوہ کئی سو مسجدیں ہیں اور ان مسجدوں میں سے بہت سی

مساجد میں گیارہ رکعات (۸+۳) تراویح پڑھی جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات کسی شرعی عذر کی

وجہ سے راقم الحروف جب حرم میں قیام رمضان سے رہ جاتا تو جس مسجد میں بھی یہ نماز

پڑھنے کا موقع ملتا تو وہاں گیارہ رکعتیں (۸+۳) پڑھتے تھے۔ اب بھی رمضان میں مکہ جا

کر تجربہ کیا جاسکتا ہے۔ گھمن نے عبارت مذکورہ میں دو جھوٹ بولے ہیں:

اول: تمام اہل مکہ و اہل مدینہ کی طرف سے صرف بیس کا عدد منسوب کیا ہے حالانکہ اُن میں بہت سے صرف گیارہ رکعات پڑھتے ہیں۔

دوم: اہل حدیث کی طرف سے منسوب کیا ہے کہ وہ بیس تراویح کو بدعت کہتے ہیں حالانکہ اہل حدیث کے نزدیک گیارہ سنت ہیں اور بیس کا عدد رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین سے ثابت نہیں ہے اور نوافل پر کوئی پابندی نہیں لہذا جس کی جتنی مرضی نوافل پڑھے لیکن انھیں سنت نہ کہے۔

(۱۹) الیاس گھمن نے لکھا: ”مکے مدینے والے رمضان اور غیر رمضان میں صرف اور صرف تین (۳) رکعت وتر ہی پڑھتے ہیں۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۴۵)

گھمن کی یہ عبارت بہت بڑا جھوٹ ہے کیونکہ میں نے حرمین میں کئی دفعہ رمضان میں نماز پڑھی ہے اور وہ دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دیتے ہیں، بعد میں ایک وتر علیحدہ پڑھتے ہیں۔ رمضان المبارک میں ٹی وی پر اس عمل کو دیکھا جاسکتا ہے۔

(نیز دیکھئے مغنی ابن قدامہ ج ۱ ص ۴۷ مسئلہ ۱۰۷، اور حنابلہ کی کتاب: المحرر فی الفقہ ج ۱ ص ۸۸)

(۲۰) الیاس گھمن نے لکھا: ”مکے مدینے والوں کے نزدیک نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ اور دیگر سورہ پڑھنا واجب نہیں ہے جبکہ۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۴۶)

عرض ہے کہ مکے مدینے والے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھتے ہیں۔ حنابلہ کی مشہور کتاب مغنی ابن قدامہ (ج ۲ ص ۱۸۰، مسئلہ: ۱۵۵۷) میں لکھا ہوا ہے کہ جنازے میں الحمد پڑھنی چاہئے بلکہ قراءۃ کو واجب تک لکھا ہوا ہے۔

(۲۱) محمد امجد سعید لاہوری دیوبندی نے لکھا: ”اس سلسلہ میں امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ جس مسجد میں امام و مؤذن مقرر ہوں اور وہاں ایک مرتبہ لوگ نماز پڑھ چکے ہوں تو اس میں دوبارہ جماعت کروانا مکروہ ہے۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۹)

امام ابو حنیفہ سے درج بالا قول صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں اور العرف الشذی (چودھویں صدی

کے ایک دیوبندی کی کتاب) کا حوالہ فضول ہے لہذا امجد نے امام ابو حنیفہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۲۲) اللہ تہ بہاؤ پوری دیوبندی نے ملفوظاتِ اوکاڑوی میں لکھا:

”بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ غیر مقلدین امام بخاری، امام مسلم، اور علامہ ابن حجر، وغیرہ کو مقلد ہونے کی حیثیت سے مشرک بھی سمجھتے ہیں پھر انہی کی مرتب کردہ احادیث و روایات پر اعتماد کر کے خود کو عامل بالحدیث اور موحد بھی کہتے ہیں۔“ (قافلہ ج ۴ ص ۲۲)

بہاؤ پوری دیوبندی کا بیان کردہ یہ ملفوظ کالا جھوٹ ہے اور حق یہ ہے کہ اہل حدیث کے نزدیک امام بخاری، امام مسلم اور حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہم اللہ مشرک نہیں بلکہ سچے مسلمان اور مومن بندے تھے۔

(۲۳) عبدالغفار نے لکھا: ”امام اعظم فی الفقہاء ابی حنیفہ العمان بن ثابت التابعی الکوفی م ۱۵۰ھ نے اپنے سے علم کی تقلید کو جائز اور عامی پر تقلید کو تقریباً واجب اور تقلیدی ایمان کو صحیح قرار دیا ہے“ (قافلہ ج ۴ ص ۳۳)

عبارت مذکورہ امام ابو حنیفہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہذا عبدالغفار مذکور نے امام ابو حنیفہ پر بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: جصاص، ابن الحاج اور بزدوی وغیرہ کے بے سند حوالے مردود ہیں کیونکہ یہ لوگ امام ابو حنیفہ کی وفات کے صدیوں بعد پیدا ہوئے تھے اور سرفراز خان صفدر دیوبندی نے لکھا ہے: ”اور بے سند بات حجت نہیں ہو سکتی۔“ (احسن الکلام ج ۱ ص ۳۲۷، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۴۰۳)

راقم الحروف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا تھا کہ ”یہ چاروں مجتہدین و دیگر علماء تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں...“ (امین اوکاڑوی کا تعاقب ص ۳۸)

اسے عبدالغفار دیوبندی نے بار بار جھوٹ قرار دیا۔ مثلاً دیکھئے قافلہ... (ج ۴ ص ۳۳ وغیرہ) حالانکہ امام شافعی وغیرہ سے صراحۃً تقلید کی ممانعت سند صحیح سے ثابت ہے اور کسی امام سے تقلید کا جواز یا وجوب باسند صحیح ثابت نہیں لہذا عبدالغفار کا مذکورہ حوالہ جھوٹ ہے۔

(۲۴) عبدالغفار دیوبندی نے لکھا: ”امام اوزاعی ۱۵۷ھ (یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم وغیرہ)

کے راوی ہیں) نے بھی مطلق تقلید کو جائز اور تقلیدی ایمان کو صحیح قرار دیا ہے اور مقلد کو مومن اور اہل اسلام قرار دیتے ہیں، (قافلہ ج ۱ ص ۳۴)

مذکورہ قول امام اوزاعی رحمہ اللہ سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہذا عبارت مذکورہ میں عبدالغفار نے امام اوزاعی رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۲۵) عبدالغفار نے لکھا: ”امام سفیان ثوریؒ م ۱۶۱ھ یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے راوی ہیں نے بھی مطلق تقلید کو جائز اور تقلیدی ایمان کو صحیح قرار دیا ہے مثلاً...“ (قافلہ ج ۱ ص ۳۵) مذکورہ قول امام سفیان ثوری رحمہ اللہ سے باسند صحیح و مقبول ثابت نہیں ہے لہذا عبدالغفار نے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۲۶) عبدالغفار نے لکھا ہے: ”امام مالک المدنیؒ م ۱۷۹ھ (صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہا کے راوی ہیں) نے مطلق تقلید محمود کو جائز اور تقلیدی ایمان کو صحیح اور مقلد کو مومن اور س اہل اسلام قرار دیتے ہیں مثلاً...“ (قافلہ ج ۱ ص ۳۵)

مذکورہ قول امام مالک رحمہ اللہ سے باسند صحیح یا حسن ثابت نہیں ہے لہذا عبدالغفار نے امام مالک رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۲۷) عبدالغفار نے لکھا: ”امام ابو یوسف القاضیؒ م ۱۸۲ھ جو کہ مشہور امام۔ قاضی القضاۃ ہیں نے مطلق تقلید کو بھی جائز اور عامی پر تقلید محمود کو جائز قرار دیا ہے مثلاً...“

(قافلہ ج ۱ ص ۳۶)

مذکورہ قول قاضی ابو یوسف سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے اور رازی، سمرقندی اور الکفایہ کے بے سند حوالے مردود ہیں۔

(۲۸) عبدالغفار نے لکھا: ”امام محمد بن ادریس الشافعیؒ م ۲۰۴ھ (یہ صحیح بخاری معلقاً و سنن اربعہ کے راوی ہیں) نے مطلق تقلید محمود کو جائز اور تقلیدی ایمان اور مقلد کے ایمان کو صحیح قرار دیا ہے...“ (قافلہ ج ۱ ص ۳۷)

امام شافعی رحمہ اللہ سے مذکورہ قول باسند صحیح ثابت نہیں ہے بلکہ امام شافعی رحمہ اللہ

نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع فرمایا تھا۔

دیکھئے مختصر المزنی (ص ۱) اور میری کتاب: دین میں تقلید کا مسئلہ (ص ۳۸)

(۲۹) محمد رضوان عزیز دیوبندی نے مولانا عبدالحق بنارسى رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا:

”اس شخص نے ۱۲۴۶ھ غالباً 1825ء میں غیر مقلدیت کی بنیاد رکھی۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۵۰)

مولانا عبدالحق بن فضل اللہ العثمانی النیوتینی البنارسى رحمہ اللہ ۱۲۰۶ھ میں پیدا ہوئے

تھے۔ (دیکھئے نزہۃ الخواطر ج ۷ ص ۲۶۶)

جبکہ اُن سے صدیوں پہلے فوت ہونے والے حافظ ابن حزم کو ماسٹر امین اوکاڑوی نے

غیر مقلد لکھا ہے۔ دیکھئے تجلیاتِ صفدر (ج ۲ ص ۵۹۲) اور یہی مضمون فقرہ نمبر ۸

(۳۰) سیف اللہ سیفی دیوبندی نے میر نور الحسن بن نواب صدیق حسن خان کی کتاب

”عرف الجادی“ (ص ۲۶) سے رفع یدین کے بارے میں نقل کیا:

”رکوع سے پہلے رکوع کے بعد اور تیسری رکعت کے شروع میں رفع یدین آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے کبھی نہیں کیا پس اس کے کرنے پر ثواب اور اسکو چھوڑنے والے پر کوئی ملامت

نہیں“ (قافلہ ج ۱ ص ۵۴)

عرف الجادی کے مذکورہ صفحے پر اس طرح کی کوئی عبارت سرے سے موجود نہیں ہے

بلکہ کتاب تو فارسی میں ہے لہذا اُردو کہاں سے آگئی؟

عرف الجادی کے محولہ صفحے پر رفع یدین کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ ”باری آنحضرت صلّم

کرد و باری نکرد پس فاعل آن مثاب باشد و تارک آن غیر ملام...“ (ص ۲۶)

عبارت مذکورہ کا اردو ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بعض دفعہ رفع یدین کیا اور بعض

دفعہ رفع یدین نہیں کیا لہذا رفع یدین کے فاعل کو ثواب ملے گا اور تارک پر ملامت نہیں کرنی

چاہئے۔ سیفی نے اس عبارت کی تحریف کر کے بہت بڑا جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: نور الحسن کی عبارت مذکورہ میں کئی باتیں غلط ہیں مثلاً آپ ﷺ کے نام کے ساتھ

”صلّم“ لکھا ہوا ہے حالانکہ پورا درود و سلام لکھنا چاہئے اور یہ دعویٰ کہ آپ نے کبھی رفع یدین

کیا اور کبھی نہیں کیا، بھی غلط ہے کیونکہ ترکِ رفعِ یدین کا کوئی ثبوت صحیح یا حسن لذاتہ سند سے کہیں بھی نہیں ہے۔ دیکھئے میری کتاب: نور العینین فی مسئلہ رفع الیدین (۳۱) سیفی نے اہل حدیث کے بارے میں لکھا کہ ان کے نزدیک:

”۱۔ روضہ اطہر کے پاس صلاۃ و سلام کا عقیدہ شرک ہے“ (قافلہ ج ۱ ص ۵۶)

عرض ہے کہ یہ صریح جھوٹ اور بہتان ہے جو اہل حدیث پر باندھا گیا ہے۔ نیز دیکھئے یہی مضمون فقرہ نمبر ۱۵

(۳۲) موجودہ دور کے اہل حدیث کے بارے میں سیفی دیوبندی نے لکھا کہ اُن کے

نزدیک: ”۴۔ ایک مٹھی سے زائد داڑھی کے بال کٹوانے حرام ہیں۔“ (قافلہ ج ۱ ص ۵۶)

اگر اس سے مراد تمام اہل حدیث ہیں تو سیفی کی یہ عبارت صریح جھوٹ ہے کیونکہ راقم الحروف

نے علانیہ لکھا ہے: ”ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مشیت سے زیادہ داڑھی کا ٹٹا اور

رخساروں کے بال لینا جائز ہے تاہم بہتر یہ ہے کہ داڑھی کو بالکل قینچی نہ لگائی جائے۔ واللہ اعلم“

(ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۷ ص ۵۸)

اگر بعض اہل حدیث مراد ہیں تو تمام اہل حدیث کے خلاف اسے پیش کرنا غلط ہے۔

(۳۳) محمد عمران صفدر دیوبندی نے اہل حدیث پر تہمت لگاتے ہوئے لکھا ہے:

”غیر مقلدین نے اپنا سارا زور فروعی مسائل میں صرف کر دیا اور....“ (قافلہ ج ۱ ص ۵۷)

عرض ہے کہ ہمارے استاذ محترم شیخ بدیع الدین الراشدی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور

کتاب ”توحید خالص“ لکھی۔ کیا یہ فروعی مسائل پر زور صرف کیا ہے؟

اس طرح کی کتب عقیدہ کے تعارف کے لئے ایک مفصل کتاب کی ضرورت ہے۔

(۳۴) امام نماز میں تکبیریں اونچی کہے اور مقتدی آہستہ، اس مسئلے کے بارے میں ابن

خان محمد نے بغیر کسی حوالے کے لکھا: ”میں نے کہا کہ مسئلہ فقہ حنفی کا ہے“ (قافلہ ج ۱ ص ۶۱)

عرض ہے کہ یہ مسئلہ صراحت کے ساتھ امام ابو حنیفہ، قاضی ابو یوسف اور ابن فرقد الشیبانی

سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہذا یہ کہنا کہ ”یہ مسئلہ فقہ حنفی کا ہے“ جھوٹ ہے۔

تنبیہ: تکبیرات کے سلسلے میں دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۶ ص ۱۶-۱۹)

۳۵ تا ۳۸) سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ اٹھاتے ہوئے دیکھتا ہوں؟ نماز میں سکون کرو۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱)

یہ حدیث ذکر کر کے ایک مجہول دیوبندی (جو دیوبندی قافلہ کے ادارے میں سے ہے) نے لکھا: ”اس حدیث سے امام الائمہ، المحدث، الفقہی ابو حنیفہ م ۱۵۰ھ و امام سفیان ثوری م ۱۶۱ھ امام ابن ابی لیلیٰ م ۱۴۸ھ اور امام، محدث، فقہی، مالک بن انس م ۱۷۹ھ نے ترک رفع یدین پر استدلال کیا تو اگر جاہل تجھے نظر نہ آئے تو ہم کیا کریں“ (قافلہ ج ۳ ص ۵) عرض ہے کہ کذاب مجہول نے اس عبارت میں چار علماء پر جھوٹ بولا ہے لہذا یہ دیوبندی جھوٹ نمبر ۳۵ تا جھوٹ ۳۸ ہے، مجہول نے کوئی حوالہ پیش نہیں کیا۔

اس کے بیان پر تبصرہ درج ذیل ہے:

اول: امام ابو حنیفہ سے حدیث مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا یقیناً ثابت نہیں ہے۔
دوم: امام سفیان ثوری سے حدیث مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا قطعاً ثابت نہیں ہے۔

سوم: محمد بن ابی لیلیٰ (فقہ) سے حدیث مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا کہیں ثابت نہیں ہے۔

چہارم: امام مالک سے حدیث مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کرنا بالکل ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ ثابت ہے کہ امام مالک رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کے قائل و فاعل تھے۔ دیکھئے سنن الترمذی (ج ۲ ص ۲۵۶) تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۳۴/۵۵، سندہ حسن) اور میری کتاب نور العینین (ص ۱۷۹ تا ۱۷۷)

جو شخص سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو رفع یدین کے خلاف پیش کرتا ہے۔ علامہ نووی نے اُس کے فعل کو جہالتِ قبیحہ کہا ہے۔ دیکھئے المجموع شرح المہذب (ج ۳ ص ۴۰۳)

امام بخاری نے ایسے شخص کا سختی سے رد کیا ہے۔ دیکھئے جزء رفع الیدین (تحقیقی: ۳۷) ابن ملقن نے اسے انتہائی بُری جہالت میں سے قرار دیا۔ دیکھئے البدرا لمیر (۳۸۵/۳) محمود حسن دیوبندی نے کہا: ”باقی اذُناب خیل کی روایت سے جواب دینا بروئے انصاف درست نہیں کیونکہ وہ سلام کے بارہ میں ہے....“ (الورد الشذی ص ۶۳، نور العینین ص ۲۹۸) محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا: ”لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث سے حنفیہ کا استدلال مشتبہ اور کمزور ہے....“ (درس ترمذی ج ۲ ص ۳۶)

ان تصریحات کے باوجود مجہول نے حدیث مذکور کو رفع یدین کے خلاف پیش کیا ہے بلکہ امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری، فقیہ محمد بن ابی لیلیٰ اور امام مالک پر بہتان لگا دیا ہے جس کا جواب اُسے اللہ کے دربار میں دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

(۳۹) عبدالغفار دیوبندی نے میرے بارے میں لکھا:

”.... اور اپنے آپ کو امام ذہبیؒ و امام بخاریؒ خیال کرتا ہے“ (قافلہ ج ۳ ش ۱ ص ۴۴)

یہ عبدالغفار کا مجھ پر بہت بڑا جھوٹ، افتراء اور بہتان ہے کیونکہ میں اپنے آپ کو نہ امام ذہبی خیال کرتا ہوں اور نہ امام بخاری سمجھتا ہوں بلکہ میرے بارے میں ڈاکٹر خالد ظفر اللہ حفظہ اللہ نے ”محققِ دوراں“ لکھ دیا تھا جس پر میں نے ناشر سے احتجاج کیا اور اسے کتاب نور العینین سے خارج کر دیا۔ پرانا اور جدید ایڈیشن اس پر گواہ ہیں۔

(۴۰) محمد رضوان عزیز دیوبندی نے ڈاکٹر مسعود الدین عثمانی کے بارے میں لکھا:

”اور غیر مقلدین کی فتنہ پرور کوکھ سے جنم لینے والا ابوالفتن مسعود الدین عثمانی اپنی پمفلٹی ”یہ مزار یہ میلے“ ص ۱۰ پر قمر طراز ہے....“ (قافلہ ج ۳ ش ۱ ص ۵۵)

عرض ہے کہ ڈاکٹر عثمانی کبھی اہل حدیث نہیں تھا بلکہ دیوبندیوں کے وفاق المدارس ملتان کا فارغ التحصیل اور یوسف بنوری کا شاگرد تھا جس پر اس کی کتابیں اور اس کے ساتھی گواہ ہیں لہذا رضوان عزیز نے جھوٹ کا ”لک“ توڑ دیا ہے۔

(۴۱) عبدالغفار نے لکھا:

”جبکہ امام بخاریؒ کا اپنا قاعدہ یہ ہے کہ جو راوی و روایت اصالتاً ہے وہی متابعتاً بھی ہے اور جو راوی و روایت متابعتاً ہے وہی اصالتاً بھی ہے کما ذکرہ“ (قافلہ ج ۲ شمارہ ۲ ص ۴۵)

عرض ہے کہ امام بخاری کا یہ قاعدہ امام بخاری رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے لہذا عبدالغفار نے امام بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

(۴۲) محمد انصرباجوہ دیوبندی نے لکھا:

”غیر مقلدین کے بانی نواب صدیق خان...“ (قافلہ ج ۲ شمارہ ۲ ص ۴۹)

اس کے مقابلے میں امین اکاڑوی نے لکھا ہے کہ ”فرقہ غیر مقلدین کا بانی عبدالحق بنارسی ہے۔ (تجلیات صفحہ ج ۳ ص ۶۳۳)

ان دو عبارتوں سے معلوم ہوا کہ انصرباجوہ کے نزدیک اوکاڑوی کذاب تھا اور اوکاڑوی کے نزدیک انصرباجوہ کذاب ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں نے ہی جھوٹ بولا ہے کیونکہ سرفراز خان صفدر دیوبندی نے نواب صدیق حسن اور مولانا عبدالحق رحمہ اللہ سے صدیوں پہلے فوت ہو جانے والے ابن حزم کو ”غیر مقلد“ لکھا ہے۔

دیکھئے الکلام المفید (ص ۸۰) اور ماہنامہ الحدیث: ۵۷ ص ۲۹

(۴۳) اللہ دتہ بہاولپوری نے ملفوظات اوکاڑوی میں لکھا:

”یہ ایک مسلمہ اور تاریخی حقیقت ہے کہ پاک و ہند میں انگریز کے دور حکومت سے پہلے غیر مقلدین کا وجود نہ تھا...“ (قافلہ ج ۲ شمارہ ۲ ص ۵۹)

یہ ملفوظ صریح جھوٹ ہے کیونکہ انگریز دور حکومت سے پہلے ہندوستان میں تقلید نہ کرنے والے لوگ موجود تھے مثلاً فخر الدین زراوی (متوفی ۷۸۷ھ) نے کہا:

”والأمر بالسؤال من غير تعيين يدل على أن اختيار المذهب المعين بدعة“
 بغیر تعین کے مسئلہ پوچھنے کا حکم اس پر دلالت کرتا ہے کہ متعین مذہب کو اختیار کرنا بدعت

ہے۔ (نزہۃ النواطر ج ۲ ص ۱۰۸ تا ۱۸۱)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے مولانا محمد حیات سندھی رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا:

”...مولوی محمد حیات سے پہلے سندھ میں، مولوی عبداللہ الغزنوی سے پہلے امرتسر میں، میاں نذیر حسین سے پہلے دہلی میں، مولانا میر ابراہیم سیالکوٹی سے پہلے پاک و ہند میں کوئی غیر مقلد موجود نہ تھا۔“ (تجلیات صفدر ج ۵ ص ۳۵۵)

مولانا محمد حیات رحمہ اللہ ۱۱۶۳ھ میں فوت ہوئے۔ دیکھئے تجلیات صفدر (۲/۲۳۸)

یہ ۱۷۵۰ء، ۱۷۵۹ء عیسوی کا دور تھا۔ دیکھئے تقویم تاریخی (ص ۲۹۱)

اس دور میں ہندوستان پر مغلوں کی حکومت تھی اور انگریزوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ اوکاڑوی کے اپنے اعتراف کے مطابق انگریزوں کے دور سے پہلے برصغیر میں اہل حدیث میں موجود تھے۔

(۴۴) نور محمد قادری تونسوی دیوبندی نے لکھا: ”ائمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار فرماتے ہیں کہ ایک عام مسلمان جو اتنی صلاحیت نہیں رکھتا براہ راست بذریعہ اجتہاد کتاب و سنت سے مسائل کا استنباط کر سکے اس کے لئے کسی مجتہد کی تقلید اور پیروی ضروری ہے کہ وہ اپنے امام مجتہد کی رہنمائی میں قرآن و حدیث پر آسانی سے عمل کر سکے“ (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۲)

تونسوی مذکور نے اپنے مذکورہ بیان میں ائمہ اربعہ پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام سے بھی یہ ثابت نہیں کہ اس نے یہ کہا ہو: ”عامی پر مجتہد کی تقلید اور پیروی ضروری ہے“ بلکہ اس کے برعکس امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی اور دوسروں کی تقلید سے منع کیا۔ دیکھئے مختصر المرنی (ص ۱) اور یہی مضمون فقرہ: ۲۸

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”ولا تقلدونی“ اور میری تقلید نہ کرو۔

(آداب الشافعی و مناقبہ لابن ابی حاتم ص ۵۱، وسندہ حسن، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۳۸)

(۴۵) نور محمد قادری تونسوی نے لکھا: ”لیکن عصر ہذا کے غیر مقلدین اس زمین والی قبر کی جزا و سزا میں شرکت کے قائل نہیں ہیں نہ ہی اعادہ روح اور تعلق کے قائل ہیں اور نہ ہی دنیا والے جسد کے جزا و سزا میں شرکت کے قائل ہیں بلکہ یہ لوگ روح کے لئے ایک اور جسد تجویز کرتے ہیں اور....“ (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۲)

اس بیان مذکور میں تو نسوی نے بہت سے جھوٹ بولے ہیں مثلاً یہ کہ ”اہل حدیث قبر میں اعادہ روح کے قائل نہیں ہیں“ حالانکہ اہل حدیث کے نزدیک اعادہ روح ثابت ہے اور اعادہ روح والی حدیث صحیح یا حسن لذاتہ ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۱۴ ص ۲۹

تو نسوی کے دیگر کاذب کے رد کے لئے دیکھئے الحدیث (۱۴ ص ۲۱ تا ۳۲، عدد ۱۸ ص ۴۳ تا ۴۵)

(۴۶) نور محمد تو نسوی نے لکھا: ”ائمہ اربعہ“ اور ان کے مقلدین کا یہ عقیدہ ہے کہ وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں متعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں اور جواب مرحمت فرماتے ہیں....“ (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۲)

عرض ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک سے بھی یہ عقیدہ باسند صحیح ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر پر حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ و سلام سنتے ہیں لہذا تو نسوی نے عبارت مذکورہ میں جھوٹ بولا ہے بلکہ اس عبارت میں اور جھوٹ بھی ہیں۔

(۴۷) تو نسوی نے لکھا: ”ائمہ اربعہ اور ان کے مقلدین کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار اقدس کی زیارت کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استشفاع (شفاعت کی درخواست کرنا) جائز ہے کیونکہ....“ (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۳)

عرض ہے کہ ائمہ اربعہ (امام مالک، شافعی، احمد اور ابو حنیفہ) سے یہ ثابت نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کے وقت آپ سے شفاعت کی درخواست کرنا جائز ہے لہذا تو نسوی نے ایک ہی سانس میں چار اماموں پر جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: امام مالک رحمہ اللہ سے بھی استشفاع عند القبر باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔ دیکھئے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی کتاب: قاعدہ جلیلیۃ فی التوسل والوسیلہ (ص ۶۶، ۶۷، اردو ترجمہ ص ۱۱۹، ۱۲۰)

(۴۸) تو نسوی نے لکھا: ”ائمہ اربعہ کے نزدیک توسل بالانبياء والصالحین جائز و ثابت ہے“ (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۱۳)

عرض ہے کہ ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک امام سے بھی انبیاء اور صالحین کی وفات کے بعد اُن کے توسل (وسیلہ پکڑنے) کا جواز ثابت نہیں ہے لہذا تونسوی نے ائمہ اربعہ پر جھوٹ بولا ہے۔ اگر تونسوی کو اپنے جھوٹ اور افتراء سے انکار ہے تو اس پر یہ ضروری ہے کہ باسند صحیح ائمہ اربعہ میں سے ہر امام سے توسل بالاموات کا عقیدہ صراحۃً ثابت کرے! (۴۹) سیدنا جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ایک رات باہر تشریف لائے تو لوگوں کو چوبیس رکعتیں اور تین وتر پڑھائے۔ (تاریخ جرجان طبع قدیم ص ۳۱۷، ۵۵۶، طبع جدید ص ۱۴۲)

اس حدیث کو نقل کرتے ہوئے ”أربعة و عشرين ركعة“ میں سے عبدالغفار دیوبندی نے ”أربعة“ (چار) کا لفظ کاٹ دیا اور درج ذیل ترجمہ لکھا: ”یعنی ایک رات رمضان میں ۲۰ رکعت تراویح پڑھائی (تاریخ جرجان ^{للسہمی} ص ۱۴۲ ط بیروت)“ (قافلہ ج ۲ ش ۳ ص ۳۱)

چوبیس رکعتوں کو عبدالغفار نے بیس رکعتیں کر کے تاریخ جرجان پر جھوٹ بولا ہے۔ تنبیہ: روایت مذکورہ کی سند محمد بن حمید الرازی، عمر بن ہارون، ابرہیم بن الحناز (?) اور عبدالرحمن کی وجہ سے سخت باطل و مردود ہے بلکہ اس کے راوی محمد بن حمید الرازی کے بارے میں حافظ ظہور احمد الحسینی (حضروی دیوبندی حیاتی) نے علانیہ لکھا ہے کہ ”قیام اللیل وغیرہ میں اس روایت کو یعقوب قتی سے نقل کرنے والا محمد بن حمید الرازی بھی ائمہ رجال کے نزدیک نہایت ضعیف، کذاب اور متروک راوی ہے۔“

(رکعات تراویح ایک تحقیقی جائزہ طبع جنوری ۲۰۰۷ء ص ۲۳۷) یہ وہی ظہور احمد ہے جس کی ایک کتاب پر ابوالحسن دیوبندی نے تبصرہ لکھ کر بڑی تعریف کی ہے۔ دیکھئے الیاس گھمن کا قافلہ... (ج ۳ ش ۱ ص ۶۰، ۶۱)

دیوبندیوں کا یہ عجیب و غریب اصول ہے کہ اگر ایک راوی اُن کی مرضی کی سند میں آجائے تو اس کی توثیق کرتے ہیں اور حسن درجے کا راوی قرار دیتے ہیں جیسے کہ عبدالغفار

نے یہاں حرکت کی ہے اور اگر وہی راوی مرضی کے خلاف والی حدیث میں آجائے تو اسے کذاب اور متروک لکھ دیتے ہیں جیسا کہ ظہور احمد کی تحریر سے ظاہر ہے۔ بتائیں کہ یہ دو پیمانے کیوں رکھے ہوئے ہیں؟ کیا سیدنا شعیب علیہ السلام کی قوم کے انجام سے بے خبر ہیں؟! (۵۰) اللہ دتہ بہاولپوری دیوبندی نے ملفوظاتِ اوکاڑوی میں لکھا:

”ارشاد فرمایا کہ بخاری شریف میں رفع یدین کا صرف اتنا ثبوت ہے جتنا کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کا (کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنے کی کوئی روایت موجود نہیں) اگر ہے تو وہ بھی صرف شافعیوں کا رفع یدین کا ثبوت ہے غیر مقلدین کی رفع یدین کا نہیں کیونکہ دس جگہ کی روایت موجود نہیں ہے۔“ (قافلہ ج ۲ ص ۳۵)

عبارتِ مذکورہ میں اوکاڑوی اور اللہ دتہ دونوں نے کئی جھوٹ بولے ہیں مثلاً:

اول: صحیح بخاری میں رفع یدین کی روایت دو صحابیوں سے ہے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کی صرف ایک صحابی سے لہذا ”صرف اتنا ثبوت ہے“ کہنا جھوٹ ہے۔

دوم: صحیح بخاری میں رفع یدین کی دونوں مرفوع حدیثوں (جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل مبارک رفع یدین ہے) کے ساتھ دونوں صحابیوں کا عمل بھی مذکور ہے جبکہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بارے میں صرف مرفوع حدیث ہے اور صحابی کا عمل نہیں۔

سوم: صحیح بخاری میں بیٹھ کر قضائے حاجت کرنے والی حدیث ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (کتاب الوضوء باب التبرز فی البیوت ح ۱۴۹، درسی نسخہ ج ۱ ص ۲۷)

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”فرایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاعدًا علیٰ لبنتين مستقبل بیت المقدس“

پس میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ بیت المقدس کی طرف رُخ کئے ہوئے دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اس حدیث کا ترجمہ عبد الدائم جلالی دیوبندی نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

”.... اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف منہ کئے دو اینٹوں پر بیٹھے ہوئے

دیکھا۔“ (مطبوعہ المکتبۃ العربیہ اقبال ٹاؤن لاہور ج ۱ ص ۷۷ ح ۱۴۸)

حدیث مذکور سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر قضائے حاجت فرما رہے تھے اور یہ عام لوگوں کو بھی معلوم ہے کہ پیشاب اور پاخانہ دونوں قضائے حاجت میں سے ہیں۔
تنبیہ: ماسٹر امین اکاڑوی کے حواشی کے ساتھ صحیح بخاری کا جو ترجمہ چھپا ہے، اس میں
”قاعداً“ [بیٹھے ہوئے] کا ترجمہ اُڑا دیا گیا ہے۔

دیکھئے صحیح بخاری (مطبوعہ مکتبہ مدنیہ اردو بازار لاہور ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲ ح ۱۴۹)

اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ کس کی حرکت ہے؟ مترجم کی یا محشی کی؟ یا.....؟

قارئین کرام! اس مضمون میں حیاتی دیوبندیوں کے محمد الیاس گھمن کے رسالے
”قافلہ حق“ جو کہ اصل میں قافلہ باطل ہے، سے پچاس جھوٹا حوالہ مع رد پیش کر دیئے
ہیں تاکہ عام مسلمان بھی ان لوگوں کے فتنے سے بچ جائیں۔

ان لوگوں کے جھوٹ، اکاذیب اور افتراءات اور بھی بہت ہیں مگر مشتے از خروارے
کے طور پر اہل انصاف کے لئے یہی نمونے کافی ہیں اور اہل ضد و عناد کے لئے ہزاروں
حوالے بھی بے کار ہیں۔ وما علینا إلا البلاغ (۴/فروری ۲۰۰۹ء)



اسماعیل جھنگوی کے پندرہ (15) جھوٹ

کچھ لوگ اہل حدیث کے خلاف دن رات پروپیگنڈا کرتے اور فروغِ اکاذیب میں مصروف رہتے ہیں جن میں سے ابو بلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی بھی ہیں۔ اس مختصر مضمون میں جھنگوی مذکور کی کتاب ”تحفۃ الہمدیث“ حصہ اول سے پندرہ جھوٹ اور ان کا رد تبصرہ کے عنوان سے باحوالہ پیش خدمت ہے:

جھوٹ نمبر ۱: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

”بیٹھ کر پیشاب کرنا بخاری میں نہیں“ (تحفۃ الہمدیث ص ۴ نیز دیکھئے ص ۱۰)

تبصرہ: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”فَرَأَيْتَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاعِدًا عَلَى لَبْنَتَيْنِ، مُسْتَقْبِلَ بَيْتِ الْمَقْدَسِ“ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ دو اینٹوں پر (قضائے حاجت فرماتے ہوئے) بیت المقدس کی طرف رخ کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷ ح ۱۴۹، ارشاد القاری للمقسطانی ج ۱ ص ۲۳۸)

تنبیہ (۱): اگر کوئی یہ کہے کہ ”قضائے حاجت میں صرف بڑا پیشاب ہی ہوتا ہے چھوٹا پیشاب نہیں ہوتا“ تو یہ قول بلا دلیل اور مردود ہے۔

تنبیہ (۲): اہل حدیث کے نزدیک صحیح و حسن لذاتہ حدیث حجت اور معیارِ حق ہے، چاہے صحیح بخاری میں ہو یا صحیح مسلم میں یا حدیث کی کسی بھی معتبر و مستند کتاب میں۔ اہل حدیث کا قطعاً یہ دعویٰ نہیں ہے کہ صرف صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث ہی حجت ہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کھڑے ہو کر پیشاب نہیں کرتے تھے۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی ۱۰۲/۱ وسندہ حسن)

ایک روایت میں نبی ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے سے اشارتاً منع فرمایا۔

(دیکھئے کشف الاستار ۱/۲۶۶ ح ۵۴۷ وسندہ حسن) معلوم ہوا کہ پیشاب بیٹھ کر ہی کرنا

چاہئے اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنا منسوخ ہے یا حالتِ عذر میں جواز پر محمول ہے۔
 جھوٹ نمبر ۲، ۳: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:
 ”نبی کریم ﷺ تو ننگے سر آدمی کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے (مشکوٰۃ)“

(تحفۃ الہدیٰ ص ۱۳)

تبصرہ: یہ بالکل جھوٹ اور دروغ بے فروغ ہے۔ اس میں نبی کریم ﷺ اور صاحبِ مشکوٰۃ دونوں پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ مشکوٰۃ میں اس طرح کی کوئی حدیث نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۴: اہل حدیث اور اہل سنت کے بارے میں اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:
 ”پیارے ان کو ایک نہیں کیا جاسکتا ہے۔ ان دو کے درمیان بعد المشرقین ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمارا نام اہل سنت والجماعت رکھا ہے۔ اہل حدیث نہیں رکھا۔“ (تحفۃ الہدیٰ ص ۵۰)
 تبصرہ: اہل حدیث اور اہل سنت کو علیحدہ علیحدہ اور بعد المشرقین قرار دینا بھی جھوٹ ہے اور یہ تو بہت بڑا جھوٹ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دیوبندیوں کا نام اہل سنت والجماعت رکھا ہے۔
 تنبیہ: عبدالحق حقانی (تقلیدی) لکھتے ہیں: ”اور اہل سنت شافعی حنبلی مالکی حنفی ہیں اور اہل حدیث بھی ان ہی میں داخل ہیں“ (عقائد الاسلام ص ۳)

یہ کتاب محمد قاسم نانوتوی کی مطالعہ شدہ اور پسندیدہ ہے۔ دیکھئے عقائد الاسلام (ص ۲۶۴)
 محمد کفایت اللہ دہلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

”ہاں اہل حدیث مسلمان ہیں اور اہل سنت والجماعت میں داخل ہیں۔ ان سے شادی بیاہ کا معاملہ کرنا درست ہے۔ محض ترکِ تقلید سے اسلام میں فرق نہیں پڑتا اور نہ اہل سنت والجماعت سے تارکِ تقلید باہر ہوتا ہے۔ فقط“ (کفایت المفتی ج ۱ ص ۳۲۵ جواب نمبر ۳۷۰)

جھوٹ نمبر ۵: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

”اہل سنت قبر میں عذاب و ثواب کے قائل ہیں جبکہ موجودہ غیر مقلد اہل حدیث اس کے قائل نہیں ہیں۔“ (تحفۃ الہدیٰ ص ۵۳)

تبصرہ: ہم اور ہمارے تمام اساتذہ قبر میں عذاب و راحت کے قائل ہیں۔ مثلاً ہمارے

استاد شیخ ابو محمد بدیع الدین شاہ الراشدی السندھی رحمہ اللہ نے منکرینِ عذابِ قبر کے رد میں ایک کتاب ”القضاء والجزاء بأمر اللہ متلیٰ یشاء“ لکھی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں: ”اور عذابِ قبر کا انکار کرنا دینتداری کے خلاف ہے۔“ (ص ۴)

ہمارے ایک قابلِ احترام دوست ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دمانوی حفظہ اللہ تو منکرینِ عذابِ قبر کے خلاف بے نیام تلوار اور اس فن کے امام ہیں۔ میرے انتہائی محترم استاد حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے اس مسئلے پر کتاب لکھی ہے اور منکرینِ عذابِ قبر کا زبردست رد کیا ہے۔ اس مسئلے پر راقم الحروف کی کتاب ”تحقیق وترجمۃ عذاب القبر للشیخ“ ابھی تک غیر مطبوع ہے۔ جھوٹ نمبر ۶: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

”اہل سنت حضور ﷺ کے روضہ کی زیارت کو ثواب سمجھتے ہیں جبکہ غیر مقلد اہل حدیث اسے حرام کہتے ہیں۔“ (تحفۃ الہدایت ص ۵۴)

تبصرہ: یہ بالکل کالا جھوٹ ہے۔ اہل حدیث کے نزدیک نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت نبی ﷺ سے محبت کی علامت ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا ہے کیونکہ یہ آخرت کی یاد کا ذریعہ ہے۔ (صحیح مسلم: ۹۷۷، الترمذی: ۱۰۵۴)

تنبیہ: کسی خاص قبر کی زیارت کے لئے دور سے سفر کرنے کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور اہل حدیث علماء کے نزدیک رائج یہی ہے کہ مسجد نبوی کی نیت سے سفر کیا جائے اور بعد میں نبی کریم ﷺ کی قبر یا حجرے کی زیارت کی جائے۔ والحمد للہ

جھوٹ نمبر ۷: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

”اہل سنت بیس تراویح سے کم کے قائل نہیں“ (تحفۃ الہدایت ص ۵۴)

تبصرہ: قاضی ابوبکر بن العربی المالکی (متوفی ۵۴۳ھ) فرماتے ہیں:

”اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں“

کیا قاضی صاحب اہل سنت سے خارج تھے؟

علامہ قرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) لکھتے ہیں: ”اور کثیر علماء یہ کہتے ہیں کہ گیارہ رکعتیں ہیں“

(المفہم من تلخیص کتاب مسلم ۳۹۰/۲، تعداد رکعات قیام رمضان ص ۸۶)

امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اگر رکعتیں کم اور قیام لمبا ہو تو بہتر ہے اور مجھے زیادہ پسند

ہے۔۔۔“ (مختصر قیام اللیل للمروزی ص ۲۰۲، ۲۰۳، تعداد رکعات قیام رمضان ص ۸۵)

کیا یہ سب اہل سنت سے خارج تھے؟

جھوٹ نمبر ۸: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

”اہل سنت نماز میں قرآن شریف کو دیکھ کر پڑھنا ناجائز سمجھتے ہیں۔“ (تحفۃ الہدایت ص ۵۲)

تبصرہ: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا غلام (رمضان میں) قرآن مجید دیکھ کر امامت کراتا تھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۳۳۸/۲ ج ۲۱۵، وسندہ صحیح، صحیح بخاری قبل ج ۶۱۰)

مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کے نزدیک قرآن مجید دیکھ کر امامت کرنے میں کوئی حرج

نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۱۴، وسندہ صحیح)

تابعیہ عائشہ بنت طلحہ بن عبید اللہ التیمیہ رحمہا اللہ اپنے غلام یا کسی شخص کو حکم دیتیں تو وہ انھیں

مصحف (قرآن) دیکھ کر نماز پڑھاتا تھا۔ (ابن ابی شیبہ: ۲۱۷، وسندہ صحیح)

حکم بن عتیبہ رحمہ اللہ نے قرآن دیکھ کر نماز پڑھانے کی اجازت دی۔

(ابن ابی شیبہ: ۲۱۸، وسندہ صحیح)

حسن بصری بھی اسے جائز سمجھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۲۱۹، وسندہ صحیح)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا غلام مصحف ہاتھ میں پکڑے ہوئے قرآن دیکھ کر لقمہ دیتا تھا۔

(ابن ابی شیبہ: ۲۲۲، وسندہ حسن)

امام محمد بن سیرین نماز پڑھتے اور ان کے قریب ہی مصحف ہوتا تھا، جب انھیں کسی (آیت)

میں تردد ہوتا تو مصحف دیکھ لیا کرتے تھے۔ (مصنف عبدالرزاق ۴۲۰/۲ ج ۳۹۳، وسندہ صحیح)

امام ابن شہاب الزہری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا قرآن مجید دیکھ کر نماز پڑھائی جاسکتی ہے؟

تو انھوں نے فرمایا: جی ہاں، جب سے اسلام ہے، لوگ یہ کر رہے ہیں۔

(المصاحف لابن ابی داود ص ۲۲۲ وسندہ حسن)

یحییٰ بن سعید الانصاری رحمہ اللہ نے فرمایا: میں رمضان میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا۔ (المصاحف ص ۲۲۲ وعندہ: ”معاویۃ عن صالح بن یحییٰ بن سعید الأنصاری“

والصواب: ”معاویۃ بن صالح عن یحییٰ بن سعید الأنصاری“ وسندہ حسن)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور استاد امام عطاء بن ابی رباح المکی التابعی رحمہ اللہ نماز میں قرآن دیکھ کر قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

(المصاحف لابن ابی داود ص ۲۲۲ وسندہ حسن، رباح بن ابی معروف حسن الحدیث وثقة الجہور و باقی السند صحیح)

کیا خیال ہے؟ یہ صحابہ کرام و تابعین و سلف صالحین اہل سنت سے خارج تھے؟ جو شخص انھیں اہل سنت سے خارج سمجھتا ہے وہ بذات خود اہل سنت سے خارج اور گمراہ ہے۔

تنبیہ: بعض علماء مثلاً حماد اور قتادہ وغیرہما مصحف دیکھ کر قرآن پڑھنا ناپسند کرتے یا مکروہ سمجھتے تھے۔ (مثلاً دیکھئے ابن ابی شیبہ: ۷۲۳۰ وسندہ صحیح)

یہ قول اس پر محمول ہے کہ صحیح العقیدہ حافظ ہونے کے باوجود جان بوجھ کر قرآن دیکھ کر نماز میں قراءت کی جائے۔

دوسرے یہ کہ صحابہ اور کبار تابعین کے مقابلے میں ان اقوال کی کیا حیثیت ہے؟

جھوٹ نمبر ۹: اسماعیل جھنگوی صاحب کہتے ہیں:

”اہل سنت مغرب کی اذان کے بعد نفل نہیں پڑھتے“ (تحفۃ المجدیث ص ۵۵)

تبصرہ: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”و کنا نصلي على عهد رسول الله

ﷺ ركعتين بعد غروب الشمس قبل صلاة المغرب“ اور ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں غروب آفتاب کے بعد نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔

(صحیح مسلم: ۸۳۶/۳۰۲)

معلوم ہوا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام نماز مغرب کی اذان کے بعد دو رکعتیں

پڑھتے تھے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کبار (بڑے) صحابہ کو مغرب کے وقت (دور کعتوں کے لئے) ستونوں کی طرف جلدی جلدی جاتے ہوئے دیکھا ہے۔

(صحیح بخاری: ۵۰۳۰ و السنن الکبریٰ للبیہقی ۶/۲۷۷ و سفیان الثوری صرح بالسماع عندہ)
جلیل القدر کبار تابعین میں سے سیدنا ابومقیم عبد اللہ بن مالک الحیشانی رحمہ اللہ نماز مغرب سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے اور سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایسا کرتے تھے۔ (صحیح بخاری: ۱۱۸۴)

یاد رہے کہ یہ رکعتیں فرض و واجب نہیں ہیں انھیں چھوڑ دینا بھی جائز ہے لیکن پڑھنا بہتر ہے۔

(عبدالرحمن) بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ مغرب (کی نماز) سے پہلے دو رکعتیں پڑھتے تھے۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ۶/۲۳۵ ج ۳۸۰ و سندہ صحیح)

کیا یہ صحابہ و تابعین اہل سنت نہیں تھے؟

جھوٹ نمبر ۱۰: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

”جبکہ غیر مقلدین کے ہاں فاتحہ قرآن میں نہیں۔“ (تحفۃ الہدیٰ ص ۵۵)

تبصرہ: معاذ اللہ، نستغفر اللہ، ألا لعنة الله على الظالمين .

تمام اہل حدیث علماء کے نزدیک سورۃ فاتحہ قرآن میں سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فلا تقرؤا بشیء من القرآن إذا جهرت إلا بأَم القرآن))

جب میں جہری نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں تو قرآن میں سے سورۃ فاتحہ کے سوا کچھ بھی نہ پڑھو۔

(سنن ابی داود ۸۲۴ و سندہ صحیح، نافع بن محمود ثقۃ و ثقۃ الجہور و کحول لم یفرد بہ، تابعہ حرام بن حکیم و الحمد للہ)

کس اہل حدیث عالم نے کہا ہے کہ سورۃ فاتحہ قرآن میں سے نہیں ہے؟ حوالہ پیش کریں

ورنہ جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

”اہل سنت کے ہاں وتر تین ہیں جبکہ غیر مقلدین اہل حدیث کے نزدیک وتر ایک ہے۔“

(تحفۃ الہدیٰ ص ۵۶)

تبصرہ: ایک وتر کے بارے میں اتنی روایات ہیں کہ اس مختصر مضمون میں ان کا جمع کرنا انتہائی مشکل ہے۔ فی الحال چند روایات پیش خدمت ہیں:

نبی ﷺ نے ایک وتر پڑھا۔

(سنن الدارقطنی ج ۲ ص ۳۴ ح ۶۵۶۱ وسندہ صحیح، وقال النیموی فی آثار السنن [۵۹۷]: ”وإسنادہ صحیح“)

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ایک وتر پڑھتے اور اسے اپنا وتر کہتے تھے۔

(سنن دارقطنی: ۱۶۵۷ وسندہ حسن وقال النیموی فی آثار السنن [۶۰۴]: ”وإسنادہ حسن“)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا۔ (صحیح بخاری: ۶۳۵۶)

سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد ایک وتر پڑھا۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۵، ۳۷۶۵)

سیدنا ابویوب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص تین وتر پڑھنا چاہتا ہے تو تین پڑھ لے اور جو شخص

ایک وتر پڑھنا چاہتا ہے تو ایک وتر پڑھ لے۔ (سنن النسائی ۲۳۹۹/۳، ۱۷۱۳، وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک وتر پڑھا۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۲۷۳/۳ وسندہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۲/۲ ح ۶۸۰۶ وسندہ صحیح)

امام عطاء بن ابی رباح فرماتے تھے کہ اگر چاہتے ہو تو ایک وتر پڑھ لو۔

(دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ: ۶۸۱۱ وسندہ صحیح، ابواسامہ بری من التذلیس)

آل سعد اور آل عبد اللہ بن عمر ایک وتر پڑھتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: ۶۸۱۲ وسندہ صحیح)

تفصیل کیلئے مولانا ابوعمر عبدالعزیز النورستانی حفظہ اللہ کی عظیم الشان کتاب ”الدلیل الواضح

علی أن الإیتار برکعة واحدة مستقلة شرعة الرسول الناصح ﷺ“

(ص ۲۹۱ تا ۲۹۲) ملاحظہ فرمائیں۔

ان آثارِ صحیحہ کے باوجود یہ راگ الاپنا کہ اہل سنت (صرف) تین وتر پڑھتے ہیں (اور ایک

وتر نہیں پڑھتے) بالکل غلط ہے۔ خلیل احمد سہارنپوری انیٹھوی دیوبندی لکھتے ہیں: ”وتر کی

ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہما صحابہؓ اس کے مقرر اور مالکؓ وشافعیؓ و احمدؓ کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان کا کیا ٹھکانا“ الخ (براہین قاطعہ ص ۷)

جھوٹ نمبر ۱۲: اسماعیل جھنگوی لکھتے ہیں:

”امام صاحب نے پچپن حج کیے ہیں۔“ (تحفۃ الہمدیث ص ۵۹)

تبصرہ: جھنگوی صاحب اور ان کی ساری پارٹی والے مل کر بھی باسند صحیح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پچاس یا پچپن حج ادا کرنے کا ثبوت کبھی پیش نہیں کر سکتے۔

جھوٹ نمبر ۱۳: اسماعیل جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

”صحابہ کرامؓ میں جا کر نمازیں پڑھی ہیں۔“ (تحفۃ الہمدیث ص ۵۹)

تبصرہ: یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہ نے صحابہ کرامؓ میں جا کر ان کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں، صحیح یا حسن سند سے قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ امام ابوحنیفہ کا کسی ایک صحابی کے دیدار سے مشرف ہونا بھی قطعاً ثابت نہیں ہے۔ فی الحال دو دلیلیں پیش خدمت ہیں:

اول: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ”ما رأیت أفضل من عطاء“

میں نے عطاء (بن ابی رباح) سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔

(اکال لابن عدی ج ۷ ص ۳۷۲ و سندہ صحیح، دوسرا نسخہ ج ۸ ص ۲۳۷، کتاب الاسامی والکنی لابن احمد الحاکم الکبیر ج ۳ ص ۱۷۶، و سندہ صحیح)

امام صاحب کا دوسرا قول ہے کہ میں نے جابر الجعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔ (العلل الصغیر للترمذی مع السنن ص ۸۹۱ و سندہ حسن)

امام صاحب کے اس قول سے ثابت ہوا کہ انھوں نے بشمول سیدنا انسؓ کسی صحابی کو نہیں دیکھا تھا ورنہ وہ یہ کبھی نہ کہتے کہ میں نے عطاء سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔

دوم: امام ابوحنیفہ کے دو شاگردوں (جمہور محدثین کے نزدیک مجروح) قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی نے اپنی کسی کتاب میں امام ابوحنیفہ کی تابعیت کا ثبوت پیش نہیں کیا۔

محدث کبیر امام علی بن عمر الدارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا اور نہ کسی صحابی سے ملاقات کی ہے۔

(سوالات حمزہ بن یوسف السہمی: ۳۸۳ و تاریخ بغداد ۴/۲۰۸ و سندہ صحیح)

ان دو دلیلوں اور قول دارقطنی کے مقابلے میں خطیب وغیرہ متاخرین کے حوالے بے کار و مردود ہیں۔

جھوٹ نمبر ۱۴: اسماعیل جھنگوی صاحب ائمہ کرام کے بارے میں لکھتے ہیں: ”بھئی وہ مقلد نہیں تھے لیکن غیر مقلد بھی نہیں ہے۔ وہ مجتہد تھے۔ غیر مقلد کی تعریف ان پر فٹ نہیں آتی۔ غیر مقلد تو وہ ہوتا ہے۔ جو خود بھی اجتہاد نہ کر سکے اور مجتہد کی تقلید بھی نہ کرے بلکہ فقہاء کو گالیاں دے اور ان کے مقلدین کو مشرک کہے۔“ (تحفۃ المحدث ص ۶۳) تبصرہ: درج بالا سارا بیان جھوٹ پر مبنی ہے۔

ائمہ محدثین کے بارے میں شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ مقلدین نہیں تھے اور نہ مجتہد مطلق تھے۔ (مجموع فتاویٰ ج ۲۰ ص ۴۰، دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۵۰، ۵۱)

امام ابوحنیفہ کے بارے میں اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں: ”کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ کا غیر مقلد ہونا یقینی ہے“

(مجالس حکیم الامت از مفتی محمد شفیع دیوبندی ص ۳۴۵، حقیقت حقیقت الالحاد از امداد الحق شینوی دیوبندی ص ۷۰،

دین میں تقلید کا مسئلہ ص ۵۷)

کیا خیال ہے؟ کیا امام ابوحنیفہ سے اوکاڑوی حضرات یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ وہ فقہاء کو گالیاں دیتے اور ان کے مقلدین کو مشرک کہتے تھے؟ اگر نہیں کر سکتے تو پھر ان کی بیان کردہ ”غیر مقلد کی تعریف“ باطل و مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۵: اسماعیل جھنگوی صاحب قاضی ابو یوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی کے بارے میں لکھتے ہیں:

”وہ تو قسمیں اٹھاتے ہیں کہ ہمارا استاد سے کوئی اختلاف نہیں (شامی)“ (تحفۃ المحدث ص ۷۰)

تبصرہ: فتاویٰ شامی سے اصل عبارت پیش کریں اور پھر ابن عابدین شامی سے لے کر قاضی ابویوسف اور محمد بن الحسن الشیبانی تک صحیح سند پیش کریں۔

تنبیہ: محمد بن الحسن الشیبانی کی طرف منسوب کتاب الآثار میں امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے کہ وہ سبزیوں میں صدقے (عشر) کے قائل تھے۔ اس کے بعد شیبانی نے کہا: ”وَأَمَّا فِي قَوْلِنَا فَلَيْسَ فِي الْخَضِرِ صَدَقَةٌ“ اور ہمارے قول میں سبز ترکاریوں میں زکوٰۃ نہیں۔“ (کتاب الآثار مترجم ص ۴۳ باب زکوٰۃ الزرع والعشر ح ۳۰۲)

قارئین کرام! ابوبلال محمد اسماعیل جھنگوی دیوبندی کی چھوٹی سی کتاب ”تحفۃ الہدایت“ کے پندرہ جھوٹ باحوالہ و باتصرہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب ”تحفۃ الہدایت“ میں اور بھی بہت سے جھوٹ ہیں جنہیں طوالت کے خوف کی وجہ سے حذف کر دیا گیا ہے۔ جھنگوی مذکور کی دوسری کتابوں میں بھی بہت زیادہ جھوٹ لکھے ہوئے ہیں، مثلاً سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ترک رفع یدین کی ایک روایت کے بارے میں جھنگوی صاحب لکھتے ہیں:

”زیر علی زئی غیر مقلد نے نور العینین میں صحیح کہا۔“ (تحفۃ الہدایت حصہ دوم ص ۱۵۹)

حالانکہ اس ضعیف روایت کے بارے میں راقم الحروف نے علانیہ لکھا ہے کہ

”یہ حدیث علتِ قادحہ کے ساتھ معلول ہے اور سند ۱۱ اور متنا دونوں طرح سے ضعیف ہے“

(نور العینین طبع اول ص ۹۶ طبع دوم [کمپوزنگ کے بعد اول] اپریل ۲۰۰۲ء ص ۱۱۹، طبع سوم مارچ ۲۰۰۴ء ص ۱۱۵،

طبع چہارم [جدید و ترمیم شدہ مع اضافات ایڈیشن] دسمبر ۲۰۰۶ء ص ۱۳۰)

بعض جگہ ”سنداً، متناً“ اور بعض جگہ ”سنداً و متناً“ چھپا ہے۔

معلوم ہوا کہ جھنگوی صاحب نے جھوٹ بولنے میں ماسٹر امین اوکاڑوی کو مات اور

کذابین کا عالمی ریکارڈ قائم کرنے کی کوشش کی ہے۔ (۱۳ فروری ۲۰۰۷ء)



چن محمد دیوبندی کے پندرہ (15) جھوٹ

اب قاری چن محمد دیوبندی مماتی کے پندرہ جھوٹ پیش خدمت ہیں، چونکہ قاری چن صاحب کے نزدیک حوالے کی غلطی بھی جھوٹ ہوتی ہے، اس لئے ان کے اپنے غلط حوالوں کو بھی جھوٹوں میں ہی شامل کیا گیا ہے۔ یہ پندرہ جھوٹ قاری چن صاحب کے ایک پمفلٹ قرأۃ خلف الامام (۴۸ صفحے) اور ایک تقریر (۵ صفحے) سے جمع کئے گئے ہیں۔

جھوٹ نمبر: 1

چن صاحب لکھتے ہیں کہ ”کیونکہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے۔

”من كان له امام فقرأه الامام له قراءة (موطا مالک)“

(قرأۃ خلف الامام، ناشر: اشاعت التوحید والسنۃ، موضع حمید ضلع انک ص ۳۲)

ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موطا مالک میں قطعاً موجود نہیں ہے۔

تنبیہ: یہ روایت سنن ابن ماجہ وغیرہ میں سخت ضعیف سندوں کے ساتھ مروی ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی کہتے ہیں کہ ”وله طرق عن جماعة من الصحابة وكلها معلولة“ صحابہ کی ایک جماعت سے اس کی (کئی) سندیں ہیں اور وہ ساری معلول (یعنی ضعیف) ہیں۔ (التلخیص الحیجر ج ۱ ص ۲۳۲ ح ۳۴۵)

جھوٹ نمبر: 2

قاری چن صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت ابوسعید خدری فرماتے ہیں:

”لا صلوة الا بفاتحة الكتاب وماتيسر (ابوداود ج ۱ ص ۱۱۸) کہ فاتحہ اور ماتیسر کے بغیر نماز نہیں ہوتی“ (قرأۃ خلف الامام ص ۳۲)

ان عربی الفاظ کے ساتھ یہ روایت سنن ابی داود میں قطعاً موجود نہیں ہے۔

تنبیہ: سنن ابی داؤد میں سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ ”أمرنا أن نقرأ بفاتحة الكتاب وماتيسر“ (ح ۸۱۸) یہ روایت قتادہ کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”لم يذكر قتادة سماعاً من أبي نصر. في هذا“ قتادہ نے اس روایت میں ابونصرہ سے سماع کی تصریح نہیں کی ہے۔ (جزء القراءة: ۱۰۴) جھوٹ نمبر: 3

قاری چن صاحب نے تین روایتیں لکھی ہیں:

۱: ابوداؤد ج ۱ ص ۱۱۸ (ح ۸۱۸، اس میں قتادہ مدلس ہیں)

۲: ترمذی ج ۱ ص ۳۲ (ح ۲۳۸، اس میں ابوسفیان طریف السعدی ضعیف ہے)

۳: نصب الراية ج ۱ ص ۳۶۵ (اس روایت کے ساتھ ہی نصب الراية میں لکھا ہوا ہے کہ ”وضعف عمر بن يزيد وقال إنه منكر الحديث“، یعنی اس کا راوی عمر بن یزید منکر الحديث ہے)

یہ تین روایتیں لکھ کر قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ ”ان روایات صحیحہ کی رو سے ہمارے عالمین بالحدیث کو فاتحہ خلف الامام کیساتھ سورت بھی پڑھنی چاہیے“ (قراءة خلف الامام ص ۳۲) روایات ضعیفہ و مردودہ کو ”روایات صحیحہ“ کہنا قاری چن صاحب جیسے لوگوں کا ہی کام ہے۔

جھوٹ نمبر: 4

سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مروی حدیث میں ”واذا قرأ فانصتوا“ کے الفاظ آئے ہیں اس حدیث کے بارے میں حوالہ دیتے ہوئے قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ ”رواه مسلم ص ۱۷۴، النسائی ص ۱۴۶....“ (قراءة خلف الامام ص ۱۱) سنن نسائی میں سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت قطعاً موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر: 5

جماعت حقہ اہل حدیث کے بارے میں قاری چن محمد دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ

”مگر افسوس صد افسوس کہ مسلمانوں کا ایک چھوٹا سا فرقہ جسے غیر مقلدین کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور وہ اپنے زعم باطل میں اہل حدیث ہونے کا مدعی ہے جو کہ بالکل خلاف حقیقت ہے جس کا وجود دور انگریز سے پہلے نہیں ملتا۔ اس نئے پیدا شدہ فرقے کو...“ (قرآنہ خلف الامام ص ۲) قاری چن صاحب کے نزدیک اہل حدیث کا وجود انگریزی دور سے پہلے نہیں ملتا، جب کہ مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ”تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہل حق میں فروغی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف انظار کے پیش نظر پانچ مکاتب فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث۔ اس زمانے سے لے کر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا“ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶)

مفتی رشید احمد کے نزدیک مذاہب اربعہ اور اہل حدیث کا وجود ۲۰۱ھ یا ۱۰۱ھ سے روئے زمین پر موجود ہے۔ قاری چن کی تکذیب کے لئے صرف یہی ایک بیان کافی ہے۔

جھوٹ نمبر: 6

قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ ”لیکن صرف ایک غیر مقلدین ہیں جو امام کے پیچھے فاتحہ فرض سمجھتے ہیں چاہے وہ جہر سے قرآن پڑھ رہا ہو۔“ (فاتحہ خلف الامام ص ۷) امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ”کسی آدمی کی نماز جائز نہیں ہے جب تک وہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ نہ پڑھ لے، چاہے وہ امام ہو یا مقتدی، امام جہری قرأت کر رہا ہو یا سری، مقتدی پر یہ لازم (فرض) ہے کہ سری اور جہری (دونوں نمازوں) میں سورہ فاتحہ پڑھے“ اس کے راوی ربیع بن سلیمان کہتے ہیں: ”یہ امام شافعی کا آخری قول ہے جو ان سے سنا گیا ہے“ (معرفۃ السنن والآثار ج ۲ ص ۵۸ ح ۹۲۸ و سندہ صحیح)

یاد رہے کہ اس آخری قول کے مقابلے میں ”کتاب الام“ وغیرہ کے کسی مجمل و مبہم قول کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ اسے اس صریح نص کی وجہ سے منسوخ سمجھا جائے گا۔

امام اہل شام، امام اوزاعی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ ”امام پر یہ (لازم و) حق ہے کہ وہ نماز شروع کرتے وقت، تکبیر اولیٰ کے بعد سکتے کرے اور سورہ فاتحہ کی قرأت کے بعد ایک سکتے

کرے تاکہ اس کے پیچھے نماز پڑھنے والے سورہ فاتحہ پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو وہ (مقتدی) اسی کے ساتھ سورہ فاتحہ پڑھے اور جلدی پڑھ کر ختم کرے پھر کان لگا کر سنے “
(کتاب القراءۃ للشیخ ص ۱۰۶ ج ۱ ص ۲۴۷ وسندہ صحیح)

جھوٹ نمبر: 7

سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ”امام کے پیچھے کوئی قرأت نہیں ہے“

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/۳۷۷ ج ۱ ص ۹۲)

اس کا ترجمہ قاری چن صاحب نے درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

”امام کے پیچھے کوئی قرأت فاتحہ یا غیر نہیں“ (قراءۃ خلف الامام ص ۲۴)

اور آخر میں لکھا ہے کہ ”یہ تمام آثار مصنف ابی بکر ابن شیبہ میں بسند صحیح مذکور ہیں (ملاحظہ ہو

مصنف ابی ابن شیبہ جلد اول ص ۳۷۶ و ص ۳۷۷ مطبوعہ دکن“ (قراءۃ خلف الامام ص ۲۵)

سیدنا سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے منسوب اثر کی سند درج ذیل ہے:

”حدثنا هشيم عن أبي بشر عن سعيد بن جبير“ (ج ۱ ص ۳۷۷ ج ۱ ص ۹۲)

ہشیم مشہور مدلس ہیں۔ دیکھئے طبقات المدلسین المرتبۃ الثالثہ (۳/۱۱۱)

یہ روایت عن سے ہے۔ اصول حدیث کا یہ مسئلہ ہے کہ مدلس کی عن والی روایت

ضعیف ہوتی ہے۔ قاری چن صاحب نے بذات خود محدث مبارکپوری رحمہ اللہ سے نقل کیا

ہے کہ ”یعنی مدلس کا عنہ قبول نہیں“ (قراءۃ خلف الامام ص ۳۸)

معلوم ہوا کہ یہ روایت قاری چن صاحب کے نزدیک بھی ضعیف ہے جسے وہ ”بسنَد صحیح“

کہہ رہے ہیں۔ اس کے برعکس عبد اللہ بن عثمان بن خثیم کہتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر

رحمہ اللہ سے کہا: کیا میں امام کے پیچھے قرأت کروں؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں اور اگرچہ تو

اس کی قرأت سن رہا ہو۔ (جزء القراءۃ للبخاری: ۳۷۳ وسندہ حسن)

جھوٹ نمبر: 8

قاری صاحب لکھتے ہیں کہ ”یہ حدیث مختصر ہے اس کے ساتھ اور الفاظ بھی ہیں جو امام

مسلم نے ذکر فرمائے ہیں، اصل حدیث اس طرح ہے۔

”لا صلوة لمن لم يقرأ بفاتحة الكتاب فصاعداً“

(مسلم ج ۳ ص ۱۲۹ نسائی ج ۱ ص ۱۰۵) [قرآنہ خلف الامام ص ۳۱]

مذکورہ عبارت کے ساتھ یہ روایت سنن نسائی میں تو ہے لیکن صحیح مسلم میں موجود نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ”فصاعداً“ کا مطلب ”پس زیادہ ہے“ نہ کہ ”اور زیادہ“ یعنی فاتحہ فرض ہے اور اس کے علاوہ فرض نہیں ہے دیکھئے العرف الشذی ص ۷۶

جھوٹ نمبر: 9

سیدنا عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث ہے کہ ”جس نے سورہ فاتحہ نہ پڑھی اس کی نماز نہیں ہوتی“ اس کے بارے میں قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ

”یہ حدیث منفرد کے لئے ہے حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ یہ حکم منفرد ہے (موطامالک ص ۲۹)“ (قرآنہ خلف الامام ص ۳۰)

موطامالک مالک ہو یا حدیث کی کوئی دوسری کتاب، کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ نے سیدنا عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو منفرد کے لئے قرار دیا ہے۔

جھوٹ نمبر: 10

ایک روایت کے بارے میں قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ ”اس کی سند میں ضعیف اور مجہول راوی ہیں مثلاً محمد بن یحییٰ الصفار وغیرہ ایسے مجہول جن کا اسماء رجال کی کتابوں میں عدالت تو درکنار ذکر تک نہیں ملتا“ (قرآنہ خلف الامام ص ۴۳، ۴۴)

روایت مذکورہ کی سند درج ذیل ہے:

”وأخبرنا أبو محمد عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن بالويه الزكي : ثنا أبو الحسن أحمد بن الخضر الشامي ، ثنا أبو أحمد محمد بن سليمان بن فارس : ثنا محمد بن يحيى الصفار والد ابراهيم الصيد لاني ح وأخبرنا أبو عبد الله الحافظ : ثنا أبو جعفر محمد بن صالح بن هاني وأبو إسحاق

ابراہیم بن محمد بن یحیٰ وأبو طیب محمد بن أحمد الذہلی قالو: ثنا محمد بن سلیمان بن فارس: حدثنی ابو ابراهیم محمد بن یحی الصفار وکان جارنا ثنا عثمان بن عمر عن یونس عن الزہری عن محمود بن الربیع عن عبادة بن الصامت ...“ (کتاب القراءات للبیہقی ص ۷۰ ج ۱۳۳، ۱۳۵)

اس سند کا ایک راوی محمد بن یحییٰ الصفار ہے جس کے دو شاگرد ہیں:

۱۔ محمد بن سلیمان بن فارس

۲۔ محمد بن عبدالسلام (تاریخ بغداد ج ۶ ص ۳۴۹)

لہذا وہ مجہول العین نہیں ہے۔ اس کا ترجمہ تاریخ نیسا بور للحاکم میں موجود ہے جیسا کہ اس کی مختصر سے ظاہر ہے۔ امام بیہقی نے اس کی حدیث کو ”إسناده صحیح“ کہہ کر اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ اس سند کے باقی سارے راوی مشہور و معروف ہیں کوئی بھی مجہول نہیں ہے (مثلاً دیکھئے تاریخ نیسا بوری ص ۴۷۱ ت ۱۰۰۰، سیر اعلام النبلاء ج ۷ ص ۲۴۰، ج ۱۵ ص ۵۰۱ و تاریخ الاسلام للذہبی ج ۲۳ ص ۴۴۰ والعبر للذہبی ج ۱ ص ۴۶۵)

جھوٹ نمبر: 11

قاری چن صاحب لکھتے ہیں: ”اقرأ بها في نفسك كما معني غورا وتذكرنا ہے (القاموس ج ۱ ص ۱۵)“ (قرأت خلف الامام ص ۴۷)

یہ دروغ بے فروغ ہے جو کہ القاموس المحیط پر بولا گیا ہے۔

جھوٹ نمبر: 12

قاری چن صاحب کہتے ہیں کہ ”ابن عمرؓ بچے تھے وائل بن حجرؓ مسافر تھے غیر مقلدین یا تو مسافروں کی یا بچوں کی روایت پیش کرتے ہیں“ (الدین ج ۱ شمارہ: ۲۵، اکتوبر ۲۰۰۰ء ص ۲۷)

قاری چن نے یہ جھوٹ بولا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ بچے تھے۔ اس کے برعکس نبی ﷺ نے فرمایا کہ ”إن عبد الله رجل صالح“ بے شک عبداللہ (بن عمر) نیک مرد ہے۔ (صحیح بخاری: ۷۰۲۹ واللفظ لہ، صحیح مسلم: ۲۴۷۹ ودار السلام: ۶۳۷۰)

جھوٹ نمبر: 13

قاری چن صاحب کہتے ہیں کہ ”غیر مقلدین ہر روایت پر جرح کر دیتے ہیں“

(الدین مذکورہ شمارہ ص ۲۶)

یہ بات کالا جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر: 14

صحیح بخاری کی ایک مرفوع حدیث کے بارے میں قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ ”ورفع ذلك والے یہ الفاظ امام بخاری کے ہیں اور مرفوع بیان کیا گیا ہے نبی کی طرف اس کو۔ تو امام بخاری نے اس کو مرفوع بیان کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ امام ابی داود نے اس کو عبد اللہ بن پر موقوف کیا ہے“ (الدین ایضاً ص ۲۵)

حالانکہ سنن ابی داود (۱۱۵/۱ ح ۷۴۱) میں لکھا ہوا ہے کہ

”ویرفع ذلك إلى رسول الله ﷺ“ اور وہ اسے رسول اللہ ﷺ تک مرفوع بیان کرتے تھے۔ (سنن ابی داود ۱۱۵/۱ ح ۷۴۱)

معلوم ہوا کہ مرفوع کے الفاظ امام بخاری کی کوشش نہیں بلکہ روایت حدیث میں موجود ہیں۔ تنبیہ: صحیح بخاری کی اس حدیث پر امام ابوداود کی جرح جمہور کے مخالف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

جھوٹ نمبر: 15

محدث ابن جریج کے بارے میں قاری چن صاحب لکھتے ہیں کہ ”ایک سند میں ابن جریج راوی ہیں اور ابن جریج نے 90 عورتوں سے متعہ کیا ہے“ (الدین ایضاً ص ۲۶)

ابن جریج کا 90 عورتوں سے متعہ کرنا کسی صحیح روایت سے ثابت نہیں ہے۔

یہ چند نمونے اس کی دلیل ہیں کہ قاری چن صاحب نے بہت جھوٹ بولے ہیں لہذا وہ بذات خود اپنی تحقیق میں بھی بڑے جھوٹے اور کذاب ہیں۔ وما علينا إلا البلاغ

ماسٹر امین اوکاڑوی کے دس (10) جھوٹ

[ماہنامہ الحدیث حضور، عدد: ۲۸ میں امین اوکاڑوی دیوبندی کے پچاس جھوٹ باحوالہ شائع ہوئے تھے۔ (ص ۲۲ تا ۴۲) جن کا جواب آج تک نہیں آیا۔

محترم محمد زبیر صادق آبادی حفظہ اللہ نے ان پچاس اوکاڑوی جھوٹوں کے علاوہ امین اوکاڑوی کے مزید دس جھوٹ باحوالہ پیش کر دیئے ہیں۔ اہل انصاف سے درخواست ہے کہ دل کی آنکھیں کھول کر اس مضمون کا مطالعہ کریں۔]

جھوٹ نمبر ۱: ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا:

”قرآن پاک میں واقعہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک دن سیر کرتے کرتے سمندر کی طرف جانکے وہاں کیا دیکھا کہ ایک انسانی لاش پڑی ہے، اسے مچھلیاں اور مگرچھ بھی کھا رہے ہیں، کوئے اور چیلیں بھی کھا رہے ہیں، اور کچھ ذرات زمین میں بھی ملتے جا رہے ہیں۔“ (فتوحات صفحہ ۳ ص ۳۶۵)

قرآن پاک میں یہ واقعہ بالکل موجود نہیں لہذا اوکاڑوی نے قرآن پاک پر صریح

جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲: اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ”قرآن پاک میں یہ ہے کہ ابو جہل کی پارٹی بتوں والی آیتیں نبیوں کے بارے میں پڑھا کرتی تھی۔ قرآن نے ان کو بل ہم قوم خصمون کہا ہے“ (فتوحات صفحہ ۳ ص ۴۰۷)

قرآن پاک میں یہ الفاظ بالکل نہیں ہیں لہذا یہ اوکاڑوی کا قرآن پاک پر بہتان ہے۔

جھوٹ نمبر ۳: اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ”حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نمازیں پڑھائیں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟۔

حضور ﷺ کا اپنا فعل سنیں۔

فاستفتح النبی ﷺ من السورة

ابن ابی شیبہ اور مسند احمد میں روایت ہے ^(۱)۔ ابن ابی ماجہ میں اخذ کا لفظ ہے کہ ابو بکر سورۃ پڑھ رہے تھے۔“ (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۳۶ تا ۳۳۷، دوسرا نسخہ ص ۳۰۰، ۳۰۱)

مذکورہ روایت کے متعلق ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ بیان بالکل جھوٹ ہے کہ ”حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں حضور ﷺ تشریف لاتے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔“ جبکہ آل دیوبند کے ”شیخ الحدیث“ فیض احمد ملتانی نے اس روایت کے بارے میں لکھا: ”کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرض وفات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے، حضرت حضرت ابو بکرؓ مکبر بنے۔“ (نماز مدلل ص ۱۱۵)

اوکاڑوی کی پیش کردہ ضعیف روایت کے مطابق بھی نبی ﷺ امام بنے تھے لیکن اوکاڑوی نے جھوٹ بولتے ہوئے کہا کہ ”اور آپ کے پیچھے نماز کی نیت باندھی۔“ جھوٹ نمبر ۴: ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ”اسی طرح جب آنحضرت ﷺ نے نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض نہیں فرمایا تو تمہارا نماز جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض قرار دینا اپنے جنازہ میں یقیناً شیطان کا حصہ شامل کرنا ہے، کیا ہم غیر مقلدوں سے یہ امید رکھیں کہ وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد سے ڈریں گے اور اپنے جنازوں کو شیطان کے دخل سے پاک کر لیں گے، ہاں دیکھنا شیطان کی طرح یہ پروپیگنڈہ نہ کرنا کہ فاتحہ کو شیطان کا حصہ کہہ دیا بلکہ غیر ضروری کو ضروری قرار دینے کو خود حضور ﷺ نے شیطان کا حصہ فرمایا ہے۔“

(تجلیات صفدر ج ۲ ص ۵۸۳)

ماسٹر امین اوکاڑوی نے نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ

الفاظ ثابت نہیں ہیں۔

جھوٹ نمبر ۵: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی رفع یدین سے متعلقہ حدیث کے بارے

میں اوکاڑوی نے لکھا ہے: ”اور ابو عوانہ میں بھی فلا یرفعہما ہے۔“

(جزر فعیٰن مترجم امین اوکاڑوی ص ۲۵۵)

یہ بھی صریح جھوٹ ہے کیونکہ ابو عوانہ میں یہ الفاظ بالکل نہیں اور ماسٹر امین اوکاڑوی کے اصول میں کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا یا کوئی ایسے الفاظ کسی کتاب کی طرف منسوب کرنا جو اصل کتاب میں نہ ہوں جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے تجلیات صفحہ (ج ۲ ص ۲۳۴، غیر مقلدین کی قسمت میں اتباع حدیث کہاں)

جھوٹ نمبر ۶: ماسٹر امین اوکاڑوی نے لکھا ہے: ”حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک مرتبہ رفع یدین کی۔ جب اعتراض ہوا تو حدیث سنادی۔ اصولی محدثین پر تو یہ حدیث موقوف ہے، کیونکہ اس کو مرفوع کرنے میں سالم منفرد ہے اور باقی چھ موقوفاً ہی روایت کرتے ہیں۔ جماعت کے خلاف سالم کا تفرّد قابلِ حجت کیسے ہو سکتا ہے اسی لیے امام ابوداؤد نے فرمایا ہے کہ لیس بمرفوع کہ یہ مرفوع نہیں۔“ (تجلیات صفحہ ج ۲ ص ۲۶۷)

ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ کہنا کہ اصولی محدثین پر یہ روایت موقوف ہے کیونکہ اس کو بیان کرنے میں سالم منفرد ہے بالکل جھوٹ ہے کیونکہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے شاگرد نافع رحمہ اللہ بھی مرفوع بیان کرتے ہیں۔ دیکھئے صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲ ح ۷۳۹، شرح السنۃ للبخاری ۲/۳ ح ۵۶۰ وقال: ”هذا حديث صحيح“)

اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے جس روایت کو لیس بمرفوع کہا ہے وہ سالم کے طریق (سند) سے نہیں بلکہ نافع کے طریق (سند) سے ہے اور اس میں رفع یدین کا لفظ دومرتبہ آیا ہے جبکہ صحیح بخاری میں نافع کے طریق (سند) سے جو روایت ہے اس میں رفع یدین کا لفظ چار مرتبہ ہے، نیز سرفراز صفحہ دیوبندی نے لکھا ہے: ”سو فیصدی محدثین کا اتفاق پہلے نقل کیا جا چکا ہے کہ زیادت جو ثقہ راوی سے منقول ہو وہ واجب القبول ہوتی ہے۔“

(احسن الکلام ج ۲ ص ۳۶، دوسرا نسخہ ص ۳۹)

سرفراز صفحہ نے اپنی تائید میں مزید لکھا ہے: ”امام بیہقیؒ، علامہ حازمیؒ، حافظ ابن حجرؒ اور امام

نووی لکھتے ہیں۔ واللفظ له

ہم بیان کر آئے ہیں کہ صحیح بلکہ خالص حق بات یہ ہے جس پر فقہاء، علماء اصول اور محقق محدثین متفق ہیں کہ جب کوئی حدیث مرفوع اور موقوف روایت کی گئی ہو۔ یا موصول اور مرسل بیان ہوئی ہو تو اس صورت میں حدیث مرفوع اور متصل ہی سمجھی جائے گی چاہے رفع اور وصل کرنے والے حفظ اور عدد میں زیادہ ہوں یا کم حدیث بہر حال مرفوع ہو گی۔“ (احسن الکلام ج ۱ ص ۲۲۷، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۲۸۲ واللفظ له)

لہذا ثابت ہوا کہ اگر سالم رحمہ اللہ منفرد بھی ہوتے تو بھی اصول محدثین پر یہ روایت مرفوع ہوتی۔

جھوٹ نمبر ۷: مشہور اہل حدیث مناظر قاضی عبدالرشید ارشد حفظہ اللہ سے مخاطب ہو کر ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے کہا: ”غیر مقلد مناظر نے اپنی لکھی ہوئی شرائط کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے سے انکار کر دیا ہے اور بہانہ یہ بنایا ہے کہ تو نے جو باتیں لکھی ہیں اپنے امام اعظم سے ثابت کر دے۔ اگر تم اپنے امام کو مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مانیں گے اگر تم اپنے امام کو نہیں مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو نہیں مانیں گے۔ یہ تھی پہلی بات جو انہوں نے کہی ہے۔“ (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۴۵، دوسرا نسخہ ص ۱۲۳) حالانکہ قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ نے بالکل یہ بات نہیں کہی کہ ”اگر تم اپنے امام کو مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو مانیں گے اگر تم اپنے امام کو نہیں مانو گے تو ہم بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو نہیں مانیں گے۔“ یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا مناظر اسلام قاضی عبدالرشید حفظہ اللہ پر صریح جھوٹ ہے۔ اس کا ثبوت دینے والے دیوبندی کو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔ اوکاڑوی کی اس بات کی تردید خود قاضی صاحب سے محمود عالم دیوبندی نے بھی نقل کر رکھی ہے۔ دیکھئے فتوحات صفدر (ج ۱ ص ۱۴۹، دوسرا نسخہ ص ۱۲۷)

جھوٹ نمبر ۸: ماسٹر امین اوکاڑوی نے (رفع یدین کی حدیث کے بارے میں) علانیہ کہا: ”ابن عمر رضی اللہ عنہ کا شاگرد کہہ رہا ہے کہ یہ نبی ﷺ کی حدیث نہیں ہے بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ

کافعل ہے۔“ (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۶۰، دوسرا نسخہ ص ۱۳۸)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کسی شاگرد نے یہ بات نہیں فرمائی کہ ”یہ نبی ﷺ کی حدیث نہیں بلکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فعل ہے“ لہذا یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے شاگرد پر صریح جھوٹ ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: مشہور اہل حدیث عالم مولانا بدیع الدین راشدی سندھی رحمہ اللہ سے مخاطب ہو کر اوکاڑوی نے کہا: ”حضرت نے سنن نسائی سے ایک روایت پیش کی ہے اس میں بسم اللہ کے ساتھ تو لفظ جہر ہے۔ جہر کا معنی اونچا پڑھنا ہوتا ہے آمین کے ساتھ اس میں جہر کا لفظ بالکل نہیں ہے۔“ (فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۸۳، مناظرہ آمین بالجہر، دوسرا نسخہ ج ۱ ص ۳۴۷)

مولانا بدیع الدین رحمہ اللہ کی پیش کردہ حدیث میں بسم اللہ کے ساتھ جہر کا لفظ بالکل نہیں، یہ ماسٹر امین اوکاڑوی کا اپنے ہی اصول کے مطابق جھوٹ ہے کیونکہ ماسٹر امین اوکاڑوی کے نزدیک کسی کتاب کا غلط حوالہ دینا یا کوئی ایسے الفاظ کسی کتاب کی طرف منسوب کرنا جو اس کتاب میں نہ ہوں جھوٹ ہوتا ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے تجلیات صفدر ج ۲ ص ۲۳۴)

تنبیہ: اوکاڑوی کے اس جھوٹ سے پہلے خود محمود عالم صفدر دیوبندی نے مولانا بدیع الدین رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کر رکھا ہے: ”کہتے ہیں اس میں بسم اللہ میں جہر کا لفظ ہے۔ آمین کے ساتھ جہر کا لفظ نہیں ہے۔ حالانکہ یہاں قرأ کا لفظ ہے“

(فتوحات صفدر ج ۱ ص ۳۶۱، دوسرا نسخہ ص ۳۲۴)

شیخ بدیع الدین کی اس وضاحت کے بعد اوکاڑوی کا اصرار بڑا عجیب و غریب ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: رفع یدین کی ایک حدیث جو صحیح بخاری (ج ۱ ص ۱۰۲) میں موجود ہے اس کا انکار کرتے ہوئے ماسٹر امین اوکاڑوی نے علانیہ کہا: ”اور یہ جو دسویں انہوں نے گنی ہے۔ اذا قام من الركعتین یہ بھی موطا میں نہیں ہے۔ اب یہاں پانچ کو جو دس بنایا گیا ہے اس کا جواب ہمیں دیا جائے۔ مدینے میں پانچ ہے اور بخارے میں جا کر دس ہو گئی ہے۔ مدینے میں امتی کا قول ہے اور بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔“

(فتوحات صفدر ج ۱ ص ۱۵۳، دوسرا نسخہ ص ۱۳۱)

ماسٹر امین اوکاڑوی کا یہ اعتراض کہ ”بخارے میں جا کر نبی ﷺ کی حدیث بن گئی ہے۔“ بالکل جھوٹ ہے اس کے لئے علماء دیوبند کی دو گواہیاں پیش خدمت ہیں:

(۱) محمد اسحاق ملتانی دیوبندی امام بخاری رحمہ اللہ کا قول یوں نقل کرتے ہیں:

”اس کے بعد میرے دل میں ”صحیح بخاری“ کی تدوین و ترتیب کا خیال پیدا ہوا اور سولہ سال کی مدت میں اسکی تکمیل کی۔ سب سے پہلے اس کا مسودہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لکھا۔“

(شیع رسالت کے پروانوں کے ایمان افروز واقعات ص ۳۷۳)

(۲) دیوبندیوں کے ”حکیم الاسلام“ قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

”کہ امام بخاریؒ نے مکہ مکرمہ (زاد ہا اللہ شرفاً و کرامتاً) میں سولہ برس گزارے ہیں اور وہیں بخاریؒ کی تکمیل فرمائی ہے۔“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۶ ص ۷۲، دوسرا نسخہ ص ۲۳۴)

ماسٹر امین اوکاڑوی کے مربی و محسن اور دیوبندیوں کے امام سرفراز صفدر نے لکھا ہے:

”اور امت کا اس پر اجماع و اتفاق ہے۔ کہ بخاری و مسلم دونوں کی تمام روایتیں صحیح ہیں۔“

(احسن الکلام ج ۱ ص ۱۸۷، حاشیہ)

اور اجماع کے متعلق امین اوکاڑوی نے لکھا ہے:

”اجماع اُمت کا مخالف ہنص کتاب و سنت دوزخی ہے۔“ (تجلیات صفدر ج ۱ ص ۲۸۷)

اوکاڑوی نے مزید کہا: ”آنحضرت ﷺ نے اجماعی فیصلوں سے انحراف کرنے والوں کو شیطان اور دوزخی قرار دیا ہے (مشکوٰۃ)“ (تجلیات صفدر ج ۶ ص ۱۸۹)

دیوبندیوں کے ”رئیس محققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام“ محمد ابو بکر غازی پوری نے لکھا ہے:

”امت کا اتفاق ہے کہ کتاب اللہ کے بعد صحیح بخاری سے زیادہ صحیح کوئی دوسری کتاب نہیں، علماء سلف و خلف نے اس کتاب کو زبردست حسن قبول عطا کیا، درس و تدریس، شرح و تعلیق، استدلال و استخراج، افادہ و استفادہ ہر ممکن شکل سے یہ کتاب علماء امت کی دل چسپی کا محور بنی ہوئی ہے، کسی حدیث کی صحت کیلئے بس یہ کافی ہے کہ وہ بخاری شریف میں موجود ہے،

اور بلاشبہ یہ کتاب اسلام کا وہ علمی کارنامہ ہے کہ اہل اسلام اس پر جتنا بھی فخر کریں کم ہے، اس کی عظمت شان کا انکار صرف شیعوں نے کیا یا منکرین حدیث نے یا پھر آج کے غیر مقلدین نے۔“ (آئینہ غیر مقلدیت از ابو بکر غازی پوری ص ۲۰۶، ۲۰۷)

☆ غازی پوری کے نزدیک یہاں غیر مقلدین سے مراد حکیم فیض عالم صدیقی اور وحید الزمان حیدر آبادی ہیں۔ دیکھئے آئینہ غیر مقلدیت (ص ۲۰۷)

ہمارے نزدیک یہ دونوں ہی اہل حدیث نہیں تھے، ایک ناصبیت کی طرف مائل تھا تو دوسرا شیعیت کی طرف مائل تھا۔ [شیخ بدیع الدین راشدی سندھی رحمہ اللہ نے لکھا ہے:

”نواب وحید الزمان اہل حدیث نہ ہو۔“ نواب وحید الزمان اہل حدیث نہیں ہے۔ دیکھئے مروجہ فقہ جی حقیقت (ص ۹۲)

آل دیوبند یہ بھی بتائیں! کہ امین اوکاڑوی شیعہ تھا یا منکر حدیث یا غیر مقلد یا پھر بدعتی، کیونکہ صحیح بخاری کی عظمت کو گھٹانے والے پر یہ سب فتوے آل دیوبند یا ان کے اکابر نے لگائے ہوئے ہیں۔

شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں کہ ”صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے بارے میں تمام محدثین متفق ہیں کہ ان میں تمام کی تمام متصل اور مرفوع احادیث یقیناً صحیح ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اپنے مصنفین تک بالتواتر پہنچی ہیں۔ جو ان کی عظمت نہ کرے وہ بدعتی ہے جو مسلمانوں کی راہ کے خلاف چلتا ہے“ (حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۲۴۲، ترجمہ عبدالحق تھانی)

شاہ ولی اللہ کے بارے میں سرفراز خان صفدر نے ایک بریلوی ”مفتی“ کو مخاطب کر کے لکھا ہے: ”مفتی صاحب کیا آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کو مسلمان اور عالم دین اور اپنا بزرگ تسلیم کرتے ہیں؟ اگر ایسا ہے تو آپ کو حضرت شاہ صاحبؒ کی بات تسلیم کرنا پڑے گی۔“ (باب جنت بجواب راہ جنت ص ۴۹)

سرفراز صفدر نے مزید لکھا: ”بڑے شوق سے مشکل وقت میں آپ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا دامن چھوڑ دیں مگر ہم ان کا دامن چھوڑنے کیلئے ہرگز تیار نہیں ہیں“ (باب جنت ص ۵۰)

تنبیہ: امین اوکاڑوی کا یہ کہنا: ”اور بخارے میں جا کر دس ہو گئی ہیں۔“ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ امام بخاری نے یہ حدیث بنالی تھی تو عرض ہے کہ امین اوکاڑوی کا امیر المومنین فی الحدیث اور امام الدینی فی فقہ الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ پر یہ بہت بڑا افتراء اور بہتان ہے۔ قاری محمد طیب دیوبندی نے امام بخاری کے بارے میں کہا:

”بہر حال امام بخاریؒ کا حافظہ، ان کا اتقان اور ان کا زہد و تقویٰ یہ گویا انظر من الشمس ہے۔ ساری دنیا اس کو جانتی ہے۔

..... جب امام اس درجہ کا تو اس کی تصنیف بھی اس درجہ کی ہوگی۔۔۔ تو بخاری کی جلالت شان یہ ہے کہ پوری امت نے اجمالی طور پر تلقی بالقبول کی ہے اور اصح الکتب بعد کتاب اللہ مانا ہے۔“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۶ ص ۶۷، اصل میں اس کی جگہ س اور کتاب اللہ کی جگہ ”کتاب اللہ“ غلطی سے چھپ گیا ہے۔)

تنبیہ: محمد زبیر صادق آبادی حفظہ اللہ کا یہ مضمون ماہنامہ الحدیث (عدد: ۶۱ ص ۱۰ تا ۱۷) سے دوبارہ پیش خدمت ہے۔



احمد سعید ملتانی کے چونتیس (34) جھوٹ

کتاب ”قرآن مقدس اور بخاری محدث“ کا مصنف کذاب ہے جس کی دلیل کے طور پر اس کذاب مصنف کی اسی کتاب سے چونتیس (۳۴) جھوٹ باحوالہ ردّ پیش خدمت ہیں: معترض کا جھوٹ نمبر ۲: معترض مصنف نے امام ابو حنیفہ کے بارے میں لکھا ہے: ”سراج الامت رسول اللہ ﷺ کی پشتیبانی تابعی صغیر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق یہ لکھ دیا کہ یہ مسلمانوں سے دھوکہ فراڈ کر نیوالا تھا“ بقول هذا الخداع بين المسلمين“ (قرآن مقدس اور بخاری محدث ص ۱)

تبصرہ: اس عبارت میں معترض نے ایک غلط بات لکھی ہے اور دو جھوٹ بولے ہیں: اول: یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ رسول اللہ ﷺ کی پیشین گوئی ہیں، کائنات کے بڑے جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ ہے کیونکہ ایسی کوئی روایت صحیح یا حسن سند کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

دوم: یہ کہنا کہ امام بخاری نے امام ابو حنیفہ کو ”مسلمانوں سے دھوکہ فراڈ کرنے والا“ کہا ہے، جھوٹ ہے۔

اس عبارت میں یہ بات غلط ہے کہ امام ابو حنیفہ تابعی صغیر تھے۔ اس غلط بات کی تردید کے لئے دوزبردست حوالے پیش خدمت ہیں:

اول: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خود فرمایا: ”ما رأيت أفضل من عطاء“ میں نے عطاء (بن ابی رباح) سے زیادہ افضل کوئی انسان نہیں دیکھا۔

(الکامل لابن عدى ۲۳/۷، طبعہ جدیدہ ۲۳/۸ و سندہ صحیح، ماہنامہ الحدیث حضور: ۷ ص ۲۰)

دوم: خطیب بغدادی سے بڑے امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) سے پوچھا گیا کہ ابو حنیفہ کا انس (رضی اللہ عنہ) سے سماع صحیح ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا: نہیں اور نہ ابو حنیفہ کا انس

کو دیکھنا ثابت ہے، ابو حنیفہ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی ہے۔ (سوالات السہمی للدارقطنی:

۳۸۳، تاریخ بغداد ۲/۲۰۸ تا ۱۸۹۵، وسندہ صحیح، العلل المتناہیہ لابن الجوزی ۱/۶۵ تحت ح ۷۴)

جھوٹ نمبر ۳: معترض نے لکھا ہے: ”تو اچانک خیال آیا کہ محدث دارقطنیؒ وغیرہ کے ذہن رسا بیان میں واقعیت ہے... کہ بخاری ضعیف فی الحدیث اور متعصب ہے کہ...“

(...محدث ص ۱)

تبصرہ: محدث دارقطنی رحمہ اللہ نے امام بخاری کو ضعیف فی الحدیث اور متعصب قطعاً نہیں کہا بلکہ امام دارقطنی نے امام بخاری کی تعریف کی ہے اور انھیں ثقہ حافظ قرار دیا ہے۔ دیکھئے یہی کتاب باب: امام بخاری رحمہ اللہ کا مقام (قبل ح ۱۷)

جھوٹ نمبر ۴: معترض نے امام ابو حنیفہ کے بارے میں لکھا ہے: ”امام ذیلیعیؒ اور امام اوزاعیؒ جیسے جلیل القدر محدث اور فقیہ جن کے متعلق فرمائیں کہ“ الناس فی الفقہ عیال علی ابی حنیفہ...“ (...محدث ص ۲)

تبصرہ: ذیلیعیؒ تو آٹھویں صدی کے ایک حنفی مولوی ہیں اور امام اوزاعیؒ سے مذکورہ جملہ قطعاً ثابت نہیں ہے لہذا معترض نے امام اوزاعیؒ رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۵: معترض لکھتا ہے: ”لیکن خود حمیدیؒ رفع یدین میں اسی طرح ترمذیؒ دارمیؒ وغیرہم سب بخاری کے مخالف ہیں...“ (...محدث ص ۲)

تبصرہ: رفع یدین کے مسئلے میں امام حمیدی رحمہ اللہ کا امام بخاری رحمہ اللہ کا مخالف ہونا ثابت نہیں ہے لہذا معترض نے امام حمیدی پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۶: معترض نے لکھا ہے: ”لہذا احناف کو تو فرمودہ امام اعظم ہی کافی ہے“ اعرضوہ علی کتاب اللہ “رہے دوسرے لوگ تو انکو ایمان بالقرآن پر نظر ثانی کرنا چاہئے...“ (...محدث ص ۸)

تبصرہ: عربی الفاظ کے اس مجموعے جیسا کوئی فرمودہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ثابت نہیں ہے لہذا معترض نے امام صاحب پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۷: معترض لکھتا ہے: ”اور کوئی محدث اور امام مجتہد ایسا نہیں پایا گیا جو امام اعظمؒ کو تابعی صغیر نہ کہتا ہو...“ (...محدث ص ۱۱)

تبصرہ: مشہور محدث امام دارقطنی رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ کو سرے سے تابعی نہیں مانتے، جس کا حوالہ معترض کے جھوٹ نمبر ۲۱ کے رد یعنی تبصرے میں گزر چکا ہے لہذا معترض اپنے درج بالا دعوے میں کذاب ہے۔

جھوٹ نمبر ۸: معترض نے لکھا ہے: ”امام اعظمؒ نے قرآن ہی کے مطابق کہا“ لا حقیقۃ للسحر“ (...محدث ص ۱۵)

تبصرہ: اس طرح کا کوئی جملہ یا جادو کا انکار امام ابو حنیفہ سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: معترض نے لکھا ہے: ”امام بخاری کہتا ہے کہ اللہ پاک بندے میں حلول کر کے اسکے اعضاء بن جاتا ہے اور...“ (...محدث ص ۱۹)

تبصرہ: امام بخاری نے ایسی کوئی بات نہیں لکھی کہ اللہ پاک بندے میں حلول کر جاتا ہے لہذا معترض نے امام بخاری پر کالاجھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: کذاب معترض نے لکھا ہے: ”قرآن مقدس میں صاف لکھا ہوا ہے کہ آپ ﷺ جب ابوطالب کو باصرار دعوت ایمان دیکر اسکے ایمان سے مایوس ہو کر واپس لوٹے تو اللہ نے صاف فرمادیا“ اِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ اَحْبَبْتَ...“ (...محدث ص ۲۲، ۲۵)

تبصرہ: قرآن مقدس میں ابوطالب کا نام تک نہیں تو صاف کس طرح لکھا ہوا ہے؟ بلکہ معترض نے ابوطالب دشمنی میں قرآن مقدس پر صریح جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۱: معترض لکھتا ہے: ”امام بخاری نے باب بھی اسی آیت پر باندھا ہے جس کا مطلب ہے کہ امام بخاری خود بھی متعہ کے حلال ہونے کے قائل تھے“ (...محدث ص ۲۷، ۲۸)

معترض نے آگے لکھا ہے: ”بخاری صاحب چونکہ متعہ کے حلال ہونیکے قائل تھے...“

(...محدث ص ۲۹)

تبصرہ: امام بخاری رحمہ اللہ متعہ الزکاح کے حرام ہونے کے قائل تھے اور وہ حلت کو منسوخ

سمجھتے تھے۔ دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۸، ۱۰

جھوٹ نمبر ۱۲: معترض نے لکھا ہے: ”قرآن مقدس میں نکاح کے شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ عورت کا حق مہر مال ہونا ضروری ہے۔“ (...محدث ص ۳۰، ۳۱) تبصرہ: ایسی کوئی شرط قرآن میں مذکور نہیں ہے لہذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۳: معترض نے لکھا ہے: ”قرآن مقدس میں ہے کہ قرآن کے عوض اور بدلہ میں مال دینا لینا حرام ہے“ (...محدث ص ۳۲) تبصرہ: قرآن مجید میں ایسی کوئی بات لکھی ہوئی نہیں ہے کہ قرآن کے عوض اور بدلے میں مال دینا لینا حرام ہے لہذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۴: معترض لکھتا ہے: ”اور زہری جو اکثر علماء اسلام کی تحقیق میں عموماً اور اہل تشیع علماء کے نزدیک خصوصاً شیعہ اور پھکڑ باز ہے“ (...محدث ص ۳۲) تبصرہ: خیر القرون کا دور ہو یا تدوین حدیث کا دور، کسی دور میں بھی کسی عالم اسلام سے امام زہری رحمہ اللہ کا شیعہ اور پھکڑ باز ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے بلکہ حافظ ابن حجر نے اپنی مشہور کتاب تقریب التہذیب میں امام زہری کی جلالت شان اور اتقان (ثقہ ہونے) پر اتفاق (اجماع) نقل کیا ہے۔ (دیکھئے ترجمہ نمبر ۶۲۹۶)

ان پر کسی محدث کی جرح قاذح ثابت نہیں ہے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر (۱)

جھوٹ نمبر ۱۵ تا ۲۰: کذاب معترض نے لکھا ہے: ”قرآن مقدس سیرت رسول ﷺ اجماع صحابہؓ و تابعینؓ ائمہ مجتہدینؓ اور تمام امت اسی پر متفق ہیں کہ پیشاب کسی انسان کسی جاندار کا ہو وہ ناپاک اور پلید ہوتا ہے۔“ (...محدث ص ۳۵)

تبصرہ: اس عبارت میں معترض نے قرآن مقدس، سیرت رسول، اجماع صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور تمام امت پر جھوٹ بولا ہے کیونکہ ایسی کوئی بات قرآن، حدیث، اجماع اور مذکورہ

علماء سے ثابت نہیں کہ حلال جانوروں کا پیشاب ناپاک اور پلید ہوتا ہے بلکہ حنیفوں کے تسلیم شدہ امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر آدمی کے کپڑے کو اونٹ کا پیشاب لگ جائے تو؟ انھوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱۵/۱۲۳۳، وسندہ صحیح) اگر بکری کا پیشاب لگ جائے تو حماد بن ابی سلیمان دھونے کے قائل تھے جبکہ حکم بن عتیبہ نے کہا: نہیں (مصنف ابن ابی شیبہ: ۱۲۳۶، وسندہ صحیح)

محمد بن الحسن بن فرقد الشیبانی کی طرف منسوب کتاب الآثار میں چار پایوں وغیرہ کے پیشاب کے بارے میں لکھا ہوا ہے کہ ”میں اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتا وہ تو پانی کو اور نہ کپڑے کو ناپاک کرتا ہے۔“ (کتاب الآثار اردو مترجم ص ۴۶)

جھوٹ نمبر ۲۱: معترض لکھتا ہے: ”قرآن مقدس میں مردہ کے کلام کرنے کو محال کہا گیا ہے“ (...محدث ص ۴۷)

تبصرہ: قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے جس میں صراحت کے ساتھ مردہ کے کلام کو محال کہا گیا ہو لہذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: معترض نے لکھا ہے: ”کون نہیں جانتا کہ قرآن مقدس میں لوط علیہ السلام والی قوم کی سی بدکاری کر نیوالا کافر ہی ہوتا ہے اور لواطت کا کام سوائے کافر کے اور کوئی مومن نہیں کرتا“ (...محدث ص ۵۲)

تبصرہ: قرآن مقدس میں ایسی کوئی آیت نہیں ہے کہ لواطت کرنے والا کافر ہوتا ہے لہذا معترض نے کتاب مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک موقف اثر کے بارے میں معترض نے لکھا ہے: ”بخاری کے تمام نسخوں میں فی الدبر ہے من الدبر نہیں“ (...محدث ص ۵۳)

تبصرہ: صحیح بخاری کے کسی ایک نسخے میں بھی فی الدبر کے الفاظ نہیں ہیں لہذا معترض نے صحیح بخاری پر جھوٹ بولا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۴: معترض لکھتا ہے: ”قرآن کریم میں نکاح شادی کیلئے بلوغ شرط رکھا گیا

ہے“ (...محدث ص ۵۷)

تبصرہ: قرآن کریم میں کہیں بھی نکاح شادی کے لئے بلوغ کو شرط نہیں رکھا گیا لہذا معترض نے قرآن مقدس پر جھوٹ بولا ہے۔ نیز دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۲۷

جھوٹ نمبر ۲۵: جو نیہ نامی ایک عورت سے نبی ﷺ کا نکاح ہوا تھا جسے بعد میں آپ ﷺ نے جماع سے پہلے ہی طلاق دے دی تو وہ عورت ام المومنین نہ بن سکی۔ اس جو نیہ کے بارے میں معترض نے لکھا ہے: ”ایک عیاش عورت“ (...محدث ص ۶۹)

تبصرہ: معترض کا جو نیہ نامی عورت کو عیاش عورت کہنا جھوٹ اور گستاخی ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۶: معترض نے لکھا ہے: ”اسی لئے آپ ﷺ نے ابی بن سلول کا جنازہ بھی نہ پڑھا اور نہ اس کیلئے کوئی استغفار کی“ (...محدث ص ۷۲، ۷۳)

تبصرہ: کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں آیا کہ نبی ﷺ نے عبداللہ بن ابی بن سلول کا جنازہ نہیں پڑھا بلکہ صحیح احادیث میں جنازہ پڑھنے کا ذکر ہے۔ دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۳۶ جھوٹ نمبر ۲۷: معترض نے قاری حفص کی قراءت والے قرآن کا ذکر کر کے لکھا ہے:

”اور دوسری قراءت والا قرآن اس سرزمین پر بھی معدوم ہے“ (...محدث ص ۷۷)

تبصرہ: ہماری لائبریری میں قاری حفص کے علاوہ دو مشہور قاریوں والے قرآن موجود ہیں: قاری قالون اور قاری ورث رحمہما اللہ والے لہذا معدوم کا دعویٰ کر کے معترض نے جھوٹ کا ”لک“ توڑ دیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸: معترض نے مشہور سنی امام اور جلیل القدر تابعی امام زہری رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے: ”جو شیعوں میں شیعہ اور سنیوں میں اہل سنت تھا“ (...محدث ص ۷۹)

تبصرہ: زہری کا شیعہ ہونا کسی ایک قابل اعتماد محدث سے بھی ثابت نہیں ہے بلکہ امام ابو نعیم الاصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے امام زہری کو حلیۃ الاولیاء (۳۶۰/۳) میں ذکر کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اولیائے اُمت میں سے تھے۔

جھوٹ نمبر ۲۹: معترض نے نبی کریم ﷺ کی گستاخی کرتے ہوئے آپ کے بارے

تبصرہ: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ظہر و عصر کی نمازوں میں فاتحہ خلف الامام کے قائل و فاعل تھے۔
دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۴۵

جھوٹ نمبر ۳۴: معترض نے نبی ﷺ کے بارے میں لکھا ہے کہ ”اور خود نبی کریم ﷺ نے فرمایا“ ما اعلم ما وراء جداری“ (...محدث ص ۱۰۹)

تبصرہ: ایسی کوئی حدیث سند کے ساتھ ذخیرہ حدیث میں موجود نہیں ہے لہذا معترض نے نبی ﷺ پر جھوٹ بولا ہے۔ نیز دیکھئے یہی کتاب حدیث نمبر ۵۲

”قرآن مقدس اور بخاری محدث“ نامی کتاب کے معترض کے ان چونتیس (۳۴) جھوٹوں سے ثابت ہوا کہ وہ بذات خود ایک کذاب و متروک شخص ہے لہذا صحیح بخاری وغیرہ پر اس کی خود ساختہ ساری جرح باطل ہے۔

معترض کی عدالت ساقط ہونے کے بعد اس کی کتاب کا جواب صرف اس لئے لکھا گیا ہے تاکہ سادہ لوح مسلمانوں کو اس کے فتنے اور تلبیس کاریوں سے دور ہٹایا جائے، حق کو غالب اور باطل کا قلع قمع کر دیا جائے۔ وما علینا الا البلاغ



”حدیث اور اہلحدیث“ نامی کتاب کے تیس (30) جھوٹ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الأمين ، أما بعد :
 جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے۔ نبی ﷺ نے ”قول الزور“ جھوٹے قول کو ((اکبر
 الکبائر)) کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

دیکھئے صحیح البخاری (۲۶۵۴) و صحیح مسلم (۸۷، دار السلام: ۲۵۹)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنْ كَذَبَ عَلِيٌّ لَيْسَ ككَذِبِ عَلِيٍّ أَحَدٌ ، مَنْ كَذَبَ عَلِيٍّ مَتَعَمَدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ .))

مجھ پر جھوٹ بولنا کسی دوسرے آدمی پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جس نے جان بوجھ
 کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں بنالے۔

(صحیح بخاری: ۱۲۹۱، واللفظ لہ، صحیح مسلم: ۴)

آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((إِنْ الَّذِي يَكْذِبُ عَلِيًّا يَبْنِي لَهُ بَيْتًا فِي النَّارِ .))
 جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے (تو) اس کے لئے (جہنم کی) آگ میں ایک گھر بنایا جاتا
 ہے۔ (مسند احمد ۲۲۲ ح ۴۷۲۲ و سندہ صحیح)

نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ رَوَى عَنِي حَدِيثًا وَهُوَ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ
 الْكَاذِبِينَ .)) جس نے مجھ سے ایک حدیث بیان کی اور وہ جانتا ہے کہ یہ روایت جھوٹی
 ہے تو یہ شخص جھوٹوں میں سے ایک یعنی کذاب ہے۔ (مسند علی بن الجعد: ۱۴۰، وسندہ صحیح، صحیح مسلم: ۱)
 سیدنا ابوبکر الصديق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”يا أيها الناس! إياكم والكذب فإن الكذب
 مجاني للإيمان.“ اے لوگو! جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کے منافی ہے۔

(مسند احمد ۱/۱۶ ح ۱۶، وسندہ صحیح)

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ”کل الخلال يطبع عليها المؤمن إلا الخيانة والكذب.“ مومن میں ہر (بُری) خصلت ہو سکتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (ذم الکذب لابن ابی الدنیا: ۲۵ و سندہ صحیح)

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ”قد ذهب طائفة من العلماء إلى أن الكذب على النبي صلی اللہ علیہ وسلم كفر ينقل عن الملة، ولا ريب أن تعتمد الكذب على الله ورسوله في تحليل حرام أو تحريم حلالٍ كفر محض.“

علماء کے ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا کفر ہے جو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کو) ملت (اسلامیہ) سے خارج کر دیتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرنے کے لئے اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا کفر محض ہے۔ (کتاب الکبائر ص ۲۳ باب ۹ مطبوعہ مکتبۃ المعارف، الریاض)

اس تمہید کے بعد انوار خورشید دیوبندی کی کتاب ”حدیث اور الہمدیث“ سے تیس موضوع و باطل روایتیں مع تبصرہ پیش خدمت ہیں، جن میں سیدنا و محبوبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین پر جھوٹ بولا گیا ہے۔

جھوٹ نمبر ۱: انوار خورشید دیوبندی لکھتے ہیں:

”حضرت عمار بن یاسرؓ فرماتے ہیں کہ میں کنوئیں پر اپنی چھاگل میں پانی کھینچ رہا تھا کہ میرے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور فرمایا کہ عمار کیا کر رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اپنا کپڑا دھو رہا ہوں اسے تھوک لگ گیا ہے، آپ نے فرمایا عمار کپڑے کو پانچ چیزیں لگ جانے کی وجہ سے دھونا چاہئے۔ پیشاب، پاخانہ، قے، خون اور منی۔ عمار تمہارا تھوک، تمہاری آنکھوں کے آنسو اور وہ پانی جو تمہاری چھاگل میں ہے سب برابر ہیں (یعنی سب پاک ہیں)“ (حدیث اور الہمدیث ص ۱۴۷ نمبر ۱۱ بحوالہ دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۷)

تبصرہ: اس روایت کے راوی ثابت بن حماد کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا:

”لم يروه غير ثابت بن حماد وهو ضعيف جداً“ الخ اسے ثابت بن حماد کے سوا

کسی نے روایت نہیں کیا اور وہ سخت ضعیف ہے۔ (سنن الدارقطنی ۱۲۷/۱ ج ۲ ص ۴۵۲)

نبیہتی نے فرمایا: ”فہذا باطل لا أصل له .. وثابت بن حماد متهم بالوضع“
پس یہ (روایت) باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں... اور ثابت بن حماد وضع حدیث کے ساتھ
متہم ہے۔ (السنن الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲) یعنی یہ شخص حدیثیں گھڑتا تھا۔

حافظ ابن تیمیہ نے اس روایت کے بارے میں فرمایا: ”هذا الحديث كذب عند
أهل المعرفة“ یہ حدیث اہل معرفت (ماہر محدثین) کے نزدیک جھوٹ ہے۔

(لسان المیزان ج ۲ ص ۷۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۳۳)

تنبیہ: ابراہیم بن زکریا (ایک ضعیف شخص اور باطل روایات بیان کرنے والے) نے کہا:
”نا ثابت بن حماد وکان ثقة“ (البحر الزخار ج ۲ ص ۱۳۹)

موضوع روایات بیان کرنے والے اس ابراہیم بن زکریا پر شدید جروح کے لئے
دیکھئے لسان المیزان (۱/۵۸، ۵۹ دوسرا نسخہ ۱/۸۵، ۸۶) لہذا ابراہیم مذکور کا ثابت بن حماد
کو ثقہ کہنا مردود ہے۔ یہاں پر یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے کہ ابراہیم بن زکریا کی توثیق
کوزیلیعی نے بزار کی طرف منسوب کر دیا ہے۔! (دیکھئے نصب الراية ۱/۲۱۱)

حافظ برہان الدین الحلی (متوفی ۸۴۱ھ) نے یہ روایت اپنی کتاب ”الکشف الحثیث
عن رمي بوضع الحديث“ میں ذکر کی ہے۔ (ص ۱۱۸ تا ۱۸۱)

جھوٹ نمبر ۲: حدیث اور الہجدیث (ص ۱۶۸ نمبر ۵ بحوالہ دارقطنی ج ۱ ص ۱۲۷)

تبصرہ: یہ وہی موضوع روایت ہے جو جھوٹ نمبر ۱ میں مع تبصرہ گزر چکی ہے۔

جھوٹ نمبر ۳: انوار خورشید لکھتے ہیں:

”حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا
کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہئے کہ اللہ کا نام لے لے (بسم اللہ پڑھ لے)
اس طرح سارا جسم پاک ہوگا اور اگر کسی نے دوران وضو اللہ کا نام نہ لیا تو جس عضو پر پانی
جائے گا وہی پاک ہوگا۔“ (حدیث اور الہجدیث ص ۱۸۰ نمبر ۴ بحوالہ نبیہتی ج ۱ ص ۴۴)

تبصرہ: اس روایت کا ایک راوی ابو زکریا یحییٰ بن ہاشم السمسار ہے جس کے بارے میں ابن عدی نے کہا: ”یضع الحدیث ویسرقہ“ وہ حدیثیں گھڑتا تھا اور حدیثیں چوری کرتا تھا۔ (الکامل ۲۷۰۶/۷، دوسرا نسخہ ۱۲۰/۹)

ابو حاتم الرازی نے کہا: ”کان یکذب“ إلخ وہ جھوٹ بولتا تھا۔ (الجرح والتعذیل ۱۹۵/۹)
محدث شہیر ابویحییٰ محمد بن عبدالرحیم البرز از عرف صاعقہ نے فرمایا: ”وکان یضع الحدیث“
اور وہ (یحییٰ بن ہاشم) حدیثیں گھڑتا تھا۔ (تاریخ بغداد ۱۲۵/۱۲۵، وسند صحیح)
حافظ ابن حبان اور عقیلی نے کہا: وہ ثقہ راویوں پر حدیثیں گھڑتا تھا۔

(المجر وحین ۱۲۵/۳، الضعفاء للعقیلی ۴/۳۳۲)

جھوٹ نمبر ۴: انوار خورشید لکھتے ہیں:

”حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے وضوء کیا اور وضو کرتے وقت اللہ کا نام لیا تو یہ اس کے (سارے) بدن کی طہارت ہوگا، فرمایا جس نے وضو کیا اور وضو کرتے ہوئے اللہ کا نام نہ لیا تو یہ صرف اس اعضاء وضو کی طہارت ہوگا۔“

(حدیث اور الہدایت ص ۱۸۰ نمبر ۵ بحوالہ دارقطنی ج ۱ ص ۷۴)

تبصرہ: اس روایت کی سند میں ایک راوی عبداللہ بن حکیم (الدہری) ہے جس کے بارے میں جو زجانی نے کہا: ”کذاب“ جھوٹا ہے۔ (احوال الرجال: ۲۱۸)

ابو نعیم الاصبہانی نے کہا: ”حدّث عن إسماعیل بن أبي خالد والأعمش والثوري بالموضوعات“ اس نے اسماعیل بن ابی خالد، اعمش اور ثوری سے موضوع روایتیں بیان کی ہیں۔ (کتاب الضعفاء: ۱۰۹)

عقیلی نے کہا: ”یحَدِّثُ بِأَحَادِيثَ لَا أَصْلَ لَهَا“ وہ ایسی حدیثیں بیان کرتا ہے جن کی کوئی اصل نہیں ہوتی۔ (کتاب الضعفاء ۲۴۱/۲، دوسرا نسخہ ۶۳۲/۲)

حافظ ذہبی نے کہا: ”وَاهٍ، مَتَّهَمٌ بِالْوَضْعِ“ کمزور ہے، متہم بالوضع ہے یعنی اس پر (محدثین کی طرف سے) حدیثیں گھڑنے کی جرح ہے۔ (دیکھئے المغنی فی الضعفاء: ۳۱۴۴)

جھوٹ نمبر ۵: انوار خورشید لکھتے ہیں:

”حکیم بن سلمہ بن حنیفہ کے ایک شخص سے جسے جری کہا جاتا ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بسا اوقات میں نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور میرا ہاتھ شرمگاہ پر پڑ جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا نماز جاری رکھا کرو۔“

(حدیث اور الہجدیث ص ۱۹۸ نمبر ۲ بحوالہ ابن مندہ واعلاء السنن ج ۱ ص ۱۱۹)

تبصرہ: اس روایت کی سند کا دار و مدار سلام الطویل پر ہے جس کے بارے میں ابن حبان نے کہا: ”یروی عن الثقات الموضوعات كأنه كان المتعمد لها“

وہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا گویا کہ وہ جان بوجھ کر ایسا کرتا تھا۔

(الجرح وحین ۳۳۹/۱، نصب الراية ۴۱۲/۲ واللفظ له)

جھوٹ نمبر ۶: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ تیمم میں دو ضربیں ہوتی ہیں ایک ضرب چہرہ کے لئے اور ایک کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کے لئے۔“

(حدیث اور الہجدیث ص ۲۲۳ نمبر ۷ بحوالہ مسند امام زید ص ۷۷)

تبصرہ: مسند زید کا بنیادی راوی ابو خالد عمرو بن خالد الواسطی ہے۔ (دیکھئے مسند زید ص ۴۸)

اس عمرو بن خالد کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: کذاب .

(الجرح والتعديل ۲۳۰/۶ وسندہ صحیح، تاریخ ابن معین: ۵۰۲ واللفظ له)

امام اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: عمرو بن خالد الواسطی حدیث گھڑتا تھا۔

(الجرح والتعديل ۲۳۰/۶ وسندہ حسن)

ابوزرعة الرازی نے کہا: ”وكان يضع الحديث“ اور وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔

(الجرح والتعديل ۲۳۰/۶)

امام وکیع بن الجراح نے کہا: ”كان كذاباً“ وہ کذاب (جھوٹا) تھا۔

(کتاب المعرفة والتاریخ لکلامام یعقوب بن سفیان الفارسی ج ۱ ص ۷۰۰ وسندہ صحیح)

دارقطنی نے کہا: کذاب (الضعفاء والمتر وكون للدارقطنی ۴۰۳)

جھوٹ نمبر ۷: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت ابوامامہؓ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا حیض کی کم از کم مدت ۳ دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔“

(حدیث اور ابجدیث ص ۲۲۶، بحوالہ الکبیر والاوسط للطبرانی، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۸۰)

تبصرہ: اس روایت کا ایک راوی العلاء بن کثیر ہے جس کے بارے میں حافظ ابن حبان نے فرمایا: ”یروی الموضوعات عن الأثبات“

یثقہ راویوں سے موضوع روایات بیان کرتا تھا۔ (المجرحین ۲/۱۸۱، ۱۸۲)

جھوٹ نمبر ۸: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت عبداللہ بن مغفلؓ آیت کریمہ و اذا قرئ القرآن کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ نماز کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔“ (حدیث اور ابجدیث ص ۳۰۰، بحوالہ کتاب القراءة للبیہقی ص ۸۷)

تبصرہ: اس روایت کا دارومدار ہشام بن زیاد پر ہے جس کے بارے میں ابن حبان نے کہا: ”کان ممن یروی الموضوعات عن الثقات“ الخ وہ ان لوگوں میں تھا جو ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتے ہیں۔ (المجرحین ۳/۸۸)

تنبیہ: کذاب، متروک، جمہور کے نزدیک مجروح راوی اور موضوع روایتیں بیان کرنے والے کو بعض محدثین کا ضعیف وغیرہ کہنا چنداں مفید نہیں ہوتا بلکہ وہ کذاب کا کذاب ہی رہتا ہے۔

جھوٹ نمبر ۹: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت عمرؓ بن خطاب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن ظہر کی نماز پڑھائی تو ایک صاحب اپنے جی ہی جی میں آپ کے ساتھ قرأت کرنے لگے۔ نماز پوری ہوئی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پوچھا کہ کیا تم میں سے کسی نے میرے ساتھ قراءت کی ہے۔ تین دفعہ آپ نے یہ سوال کیا، ایک صاحب بولے جی ہاں یا رسول اللہ میں سبح اسم ربك الاعلیٰ پڑھ رہا تھا۔“

آپ نے فرمایا کیا ہو گیا کہ مجھے قرآن کی قرأت میں کشمکش میں ڈالا جاتا ہے کیا تمہیں امام کی قراءۃ کافی نہیں ہے۔ امام تو بنایا ہی اس لئے جاتا ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے لہذا جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہا کرو۔“ (حدیث اور الہجدیث ص ۳۰۵، ۳۰۶ نمبر ۱۵، بحوالہ کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۱۱۴)

تبصرہ: اس موضوع روایت کا ایک راوی عبدالمعتم بن بشیر ہے جس کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ”أُتیتہ فأخرج إلینا أحادیث أبی مودود نحو مائتین حدیث کذب“ میں اس کے پاس گیا تو اس نے ہمارے سامنے ابو مودود کی تقریباً دو سو جھوٹی روایتیں پیش کیں۔ (سوالات ابن الجبند الخلی ۸۰: ۸۰۷)

محدث خلیلی نے کہا: ”وهو وضاع علی الأئمة“

اور وہ (عبدالمعتم بن بشیر) اماموں پر جھوٹ گھڑنے والا ہے۔ (الارشاد ۱۵۸/۱)

امام احمد بن حنبل نے اسے ”الکذاب“ کہا۔

(لسان المیزان ۵/۴، ۷ دوسرا نسخہ ۴/۹۷، الارشاد للخلیلی ۱۵۹/۱)

امام احمد نے ابو مودود کو ثقہ کہا: (میزان الاعتدال ۲/۶۶۹، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد ۲/۱۲۱ فقرہ: ۱۱۵۳)

بعض ناسمجھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ توثیق عبدالمعتم کی ہے حالانکہ یہ توثیق ابو مودود کی ہے۔

عبدالمعتم بن بشیر کے بارے میں حاکم نے کہا: اس نے مالک اور عبد اللہ بن عمر سے موضوع

روایتیں بیان کی ہیں الخ (المدغل ص ۱۷۷، فقرہ: ۱۴۲)

لہذا یعقوب بن سفیان کا اس کذاب سے روایت کرنا چنداں مفید نہیں ہے۔

اس سند کا دوسرا راوی عبد الرحمن بن زید بن اسلم عن ابیہ الخ ہے۔ حاکم نے کہا: عبد الرحمن بن

زید بن اسلم نے اپنے ابا سے موضوع روایتیں بیان کی ہیں۔ الخ (المدغل ص ۱۵۴، ات ۹۷)

خلاصہ یہ کہ یہ سند موضوع ہے۔

جھوٹ نمبر ۱۰: انوار خورشید لکھتے ہیں:

”حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی علیہ الصلوٰۃ السلام سے پوچھا کہ میں امام کے پیچھے

قرأت کروں یا خاموش رہوں۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو کیونکہ تمہیں امام کی قرأت ہی کافی ہے۔“ (حدیث اور المحدث ص ۳۰۶ نمبر ۷۱، بحوالہ کتاب القراءة للبیہقی ص ۱۶۳)

تبصرہ: یہ روایت بیان کر کے امام بیہقی نے حارث بن عبد اللہ الاعور (اس روایت کے راوی) پر شدید جرح کر رکھی ہے۔ مشہور تابعی امام شععی رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے حارث الاعور نے حدیث بیان کی اور وہ کذاب (جھوٹا) تھا۔ (صحیح مسلم، ترقیم دار السلام: ۴۴)

امام شععی گواہی دیتے تھے کہ حارث الاعور جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

(صحیح مسلم، دار السلام: ۴۵، سندہ صحیح)

ایک دفعہ مشہور تابعی مرہ الہمدانی رحمہ اللہ حارث الاعور کو قتل کرنا چاہتے تھے لیکن وہ بھاگ گیا۔ (صحیح مسلم: ۴۹)

ابراہیم (نخعی) اسے متہم سمجھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ۴۸)

امام علی بن عبد اللہ المدینی نے کہا کہ حارث (الاعور) کذاب ہے۔

(احوال الرجال للبخاری: ص ۱۱۷ نمبر ۴۶، سندہ صحیح)

امام ابو خیمہ زہیر بن حرب نے فرمایا: ”الحارث الأعور کذاب“

حارث اعور کذاب ہے۔ (الجرح والتعديل ۷۹۳، سندہ صحیح)

ان کے علاوہ جمہور محدثین نے حارث الاعور پر جرح کر رکھی ہے لہذا بعض کی طرف سے اس کی توثیق مردود ہے اور یہ کہنا کہ شععی نے اسے اس کی رائے میں جھوٹا کہا ہے، صحیح نہیں ہے۔ نیز دیکھئے حاشیہ تہذیب الکمال (ج ۲ ص ۲۰ تحقیق بشار عواد معروف) جھوٹ نمبر ۱۱: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی۔ میری داہنی طرف ایک انصاری صحابی تھے۔ انہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے قرأت کی اور میری بائیں طرف قبیلہ مزینہ کے ایک صاحب تھے جو کنکریوں سے کھیل رہے تھے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے پوچھا کہ میرے پیچھے کس نے قراءت کی ہے۔ انصاری

بولے میں نے یا رسول اللہ: آپ نے فرمایا ایسا مت کرو کیونکہ جو امام کی اقتداء کرے، تو امام کی قراءت ہی مقتدی کی قراءت ہوتی ہے، جو صاحب کنکریوں سے کھیل رہے تھے ان سے فرمایا تمہیں نماز سے یہی حصہ ملا ہے۔“

(حدیث اور اجماع ص ۳۱۸، ۳۱۹ نمبر ۴۲، بحوالہ کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۱۷۶)

تبصرہ: یہ روایت بیان کرنے کے بعد امام بیہقی نے لکھا ہے: ”هذا إسناد باطل“

یہ سند باطل ہے۔ (کتاب القراءت ص ۱۷۷ ح ۳۱۸)

اس کا ایک راوی محمد بن اسحاق الاندلسی ہے جس کے بارے میں امام دارقطنی نے فرمایا: ”محمد بن محسن و یقال ابن إسحاق الأندلسی العکاشی عن الثوری والأوزاعی وابن عجلان وابن أبي عبله متروک يضع“

محمد بن محسن اور کہا جاتا ہے ابن اسحاق اندلسی اور عکاشی: ثوری، اوزاعی، ابن عجلان اور ابن ابی عبلہ سے روایت کرتا ہے، متروک ہے، روایتیں گھڑتا ہے۔ (سوالات البرقانی: ۲۵۹)

محمد بن محسن العکاشی الاسدی کے شاگردوں میں سلیمان بن سلمہ الخبازی ہے۔ (تہذیب الکمال ۴/۵۹۶) اور کتاب القراءت میں بھی اس کا شاگرد سلیمان بن سلمہ ہے۔

محمد بن اسحاق العکاشی کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: کذاب

(کتاب الضعفاء للعقيلي ۲/۲۹۴ وسند حسن)

ابن حبان نے کہا: ”شیخ يضع الحديث على الثقات ، لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه“ شیخ، ثقہ راویوں پر حدیث گھڑتا تھا، کتابوں میں اس پر جرح کے بغیر اس کا ذکر حلال نہیں ہے۔ (المجروحین ۲/۲۷۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے محمد بن اسحاق الاندلسی اور محمد بن محسن کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا ہے لیکن حافظ صاحب کی یہ بات محل نظر ہے۔

اس روایت کا دوسرا راوی سلیمان بن سلمہ (الخبازی) ہے جس کے بارے میں امام علی بن الحسین بن جنید نے کہا: کان یکذب وہ جھوٹ بولتا تھا الخ (المجروح والتعديل ۲/۱۲۲ وسند صحیح)

ابن حبان نے کہا: ”کان یروی الموضوعات عن الأثبات“

وہ ثقہ راویوں سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا۔ (المجر و چین ۳۳/۳ ترجمہ مؤمل بن سعید الرجبی)
جو مردود روایتیں امام بیہقی اپنی کتاب القراءات میں بطور رد بیان کرتے ہیں اور ان پر جرح کرتے ہیں تو ان سے یہ تقلیدی حضرات استدلال کرتے ہیں۔ سبحان اللہ!
کیا انصاف ہے؟!

جھوٹ نمبر ۱۲: انوار خورشید لکھتے ہیں:

”حضرت بلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں امام کے پیچھے قرأت نہ کروں۔“ (حدیث اور الہدایت ص ۳۲۰ نمبر ۴۷ بحوالہ کتاب القراءۃ للبیہقی ص ۱۷۵)

تبصرہ: یہ روایت بیان کرنے کے بعد امام بیہقی نے فرمایا کہ ابو عبد اللہ الحافظ (حاکم نیشاپوری) نے کہا: ”هذا باطل“ الخ یہ باطل ہے۔ (کتاب القراءات ص ۱۷۶)

اس کا راوی ابو حامد احمد بن محمد بن القاسم السرخسی متہم ہے۔ (لسان المیزان ۲۹۰/۱)

یعنی وہ وضع حدیث کے ساتھ متہم ہے۔ (الکشف الحثیث عن رمی بوضع الحدیث ص ۸۲ رقم: ۱۰۵)

اس کا دوسرا راوی اسماعیل بن الفضل ہے۔ سیوطی نے کہا: ”وإسماعیل کذاب“
اور اسماعیل بن الفضل کذاب ہے۔ (ذیل الکلی المصنوعہ ص ۱۱۳)

جھوٹ نمبر ۱۳: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت علقمہؒ سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا مجھے جند درخت کے جلتے

کونکوں کو منہ میں لے لینا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں امام کے پیچھے قرأت کروں۔“

(حدیث اور الہدایت ص ۳۳۱ نمبر ۳ بحوالہ کتاب القراءات للبیہقی ص ۱۳۵، وموطأ محمد بن الحسن الشیبانی ص ۹۸)

تبصرہ: موطأ شیبانی میں تو یہ روایت ان الفاظ یا مفہوم کے ساتھ مجھے نہیں ملی اور شیبانی مذکور بذات خود مجروح ہے۔ اس کے بارے میں اسماء الرجال کے مشہور امام یحییٰ بن معین

نے گواہی دی: ”جہمی کذاب“ وہ جہمی کذاب (جھوٹا) ہے۔

(کتاب الضعفاء للعقلمی ص ۵۲۴ وسندہ صحیح)

اور فرمایا: ”لیس بشی ولا تکتب حدیثہ“

وہ کوئی چیز نہیں ہے اور تم اس کی حدیث نہ لکھو۔ (تاریخ بغداد ۱۸۰/۲، ۱۸۱، وسندہ حسن)

امام اہل سنت احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ”لیس بشی ولا یکتب حدیثہ“

وہ کوئی چیز نہیں ہے اور اس کی حدیث نہ لکھی جائے۔ (الکامل لابن عدی ۶/۲۱۸۳ وسندہ صحیح)

کتاب القراءات للبیہقی میں اس کا راوی عمرو بن عبد الغفار ہے جس کے بارے میں ابن عدی نے کہا: وہ جب فضائل میں کچھ بیان کرے تو متہم ہے اور سلف (صالحین) اسے متہم قرار دیتے تھے کہ وہ فضائل اہل بیت میں حدیثیں گھڑتا ہے۔ الخ

(الکامل ۵/۱۷۹۷، دوسرا نسخہ ۶/۲۵۳)

ذہبی نے کہا: ”هالك“ عمرو بن عبد الغفار ہلاک کرنے والا ہے۔ (المغنی فی الضعفاء: ۸/۴۶۷)

جھوٹ نمبر ۱۴: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت امام ابو حنیفہؒ حضرت حمادؒ سے اور وہ حضرت ابراہیم نخعیؒ سے اور وہ حضرت اسودؒ سے

روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے

بعد نماز میں کسی اور جگہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور وہ اس عمل کو رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے

تھے۔“ (حدیث اور اہلحدیث ص ۳/۳۹۷ نمبر ۱۵، بحوالہ جامع المسانید ج ۱ ص ۳۵۵)

تبصرہ: جامع المسانید میں اس کا بنیادی راوی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یعقوب البخاری

الحارثی ہے جس کے بارے میں ابواحمد الحافظ اور ابو عبد اللہ الحاکم نے فرمایا:

”کان ینسج الحدیث“ وہ حدیثیں بناتا تھا۔

(کتاب القراءات للبیہقی ص ۱۵۴، دوسرا نسخہ ص ۸/۱۷۹۷ ح ۳۸۸ وسندہ صحیح)

برہان الدین الحلی نے اسے ”الکشف الحثیث عن رمی بوضع الحدیث“ میں

ذکر کیا ہے۔ (ص ۲۴۸ رقم: ۴۱۱) اس روایت کی باقی سند بھی مردود ہے۔ مفصل تحقیق کے

لئے دیکھئے نور العینین طبع دسمبر ۲۰۰۶ء (ص ۴۳)

جھوٹ نمبر ۱۵: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ انہوں نے اپنے والد (حضرت عبد اللہ بن عمرؓ) کو دیکھا کہ انہوں نے رفع یدین کیا، تکبیر تحریمہ کہتے وقت اور رکوع میں جاتے اور رکوع سے سر اٹھاتے وقت میں نے اُن سے اس کے متعلق سوال کر دیا۔ انہوں نے بتلایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا۔“

(حدیث اور الجحدیث ص ۴۰۸، بحوالہ مسند احمد ج ۲ ص ۴۶)

تبصرہ: جابر سے مراد جابر بن یزید الجعفی ہے جس کے بارے میں امام ابو حنیفہ نے فرمایا: ”ما رأیت أحداً أكذب من جابر الجعفی ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح“ میں نے جابر جعفی سے زیادہ جھوٹا اور عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل کوئی نہیں دیکھا۔

(العلل الصغیر للترمذی مع السنن ص ۸۹۱ و سندہ حسن، تاریخ ابن معین روایۃ الدورى: ۱۳۹۸ مختصر أوسندہ حسن)

امام یحییٰ بن معین نے کہا: ”وكان جابر كذاباً“ اور جابر (جعفی) کذاب تھا۔

(تاریخ ابن معین، روایۃ الدورى: ۱۳۹۷)

زائدہ بن قدامہ نے کہا: ”كان جابر الجعفی كذاباً يؤمن بالرجعة“

جابر جعفی کذاب تھا، (شیعہ کے خود ساختہ نظریہ) رجعت (سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دنیا میں دوبارہ آنے) کا عقیدہ رکھتا تھا۔ (روایۃ الدورى: ۱۳۹۹، و سندہ صحیح)

جوز جانی نے کہا: ”كذاب“ (احوال الرجال: ۲۸) ابن حبان نے کہا: وہ سبائی (رافضی) تھا۔ (المجر و حین ۲۰۸/۱) ان کے علاوہ جمہور نے اس پر جرح کی ہے لہذا بعض محدثین کی طرف سے اس کی توثیق مردود ہے۔

اس موضوع روایت پر انوار خورشید نے باب باندھا ہے: ”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو رفع یدین کرتے دیکھ کر حضرت سالمؓ اور قاضی محارب بن دثارؓ کا اعتراض کرنا۔“

(حدیث اور الجحدیث ص ۴۰۸)

یہ عنوان سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔ استاد سے شاگرد کا علم حاصل کرنے کے لئے دلیل پوچھنا اعتراض نہیں کہلاتا۔ مشہور محدث ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم السراج فرماتے ہیں:

”ثنا محمد بن علی بن شقیق قال: سمعت أبي: أنا أبو حمزة عن سليمان الشيباني قال: رأيت سالم بن عبد الله إذا افتتح الصلوة . رفع يديه فلما ركع رفع يديه فلما رفع رأسه رفع يديه فسألته فقال: رأيت أبي يفعل فقل: رأيت رسول الله ﷺ يفعل.“ سليمان الشيباني سے روایت ہے کہ میں نے سالم بن عبد اللہ (بن عمر) کو دیکھا، جب انھوں نے نماز شروع کی رفع یدین کیا پھر جب رکوع کیا تو رفع یدین کیا، پھر جب (رکوع سے) سر اٹھایا تو رفع یدین کیا۔ پس میں نے ان سے پوچھا تو انھوں نے فرمایا: میں نے اپنے ابا (ابن عمر رضی اللہ عنہ) کو ایسا کرتے دیکھا، پھر انھوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا۔

(حدیث سراج ج ۲ ص ۳۴، ۳۵ ح ۱۱۵، وسندہ صحیح، قلمی ص ۱۰، الف)

ابو حمزہ السکری کی بیان کردہ اس صحیح حدیث سے معلوم ہوا کہ رفع یدین منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے عمل کیا پھر آپ کی وفات کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عمل کیا اور ان کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے عمل کیا۔ نبی ﷺ، صحابی اور تابعی کے مسلسل عمل کے بعد بھی اسے منسوخ قرار دینا بہت بڑا ظلم ہے جس کا منکرین رفع یدین کو جواب دینا پڑے گا۔ ان شاء اللہ

سليمان الشيباني کے سوال کو اعتراض قرار دینا ان لوگوں کا کام ہے جو دن کورات اور حق کو باطل ثابت کرنے کی کوشش میں مسلسل مگن ہیں۔

کیا روئے زمین پر کوئی ایسا منکر رفع یدین موجود ہے جو سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سالم بن عبد اللہ سے ترک رفع یدین ثابت کر دے؟ جب سالم سے ترک رفع یدین ثابت نہیں تو ان کے والد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی ترک رفع یدین ثابت نہیں ہے۔ والحمد لله جھوٹ نمبر ۱۶: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضرت اسود بن یزید اور حضرت علقمہؓ نماز کے شروع میں رفع یدین کرتے تھے پھر نہیں کرتے تھے۔“ (حدیث اور اہلحدیث ص ۴۱۳ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۲۳۶)

تبصرہ: اس کی سند میں جابر جعفی مشہور کذاب ہے جس کا ذکر جھوٹ نمبر ۱۵ کے تحت گزر چکا ہے۔ امام ابو حنیفہ نے بھی جابر جعفی کو کذاب قرار دیا ہے۔
جھوٹ نمبر ۱: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا، ہر نماز کے بعد جو بندہ بھی اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر یہ دعا مانگتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِلٰهِيْ... تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہو جاتا ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو ناکام نہ لوٹائیں۔“

(حدیث اور الہدایت ص ۳۷۷ نمبر ۱۱، بحوالہ عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی ص ۴۶)

تبصرہ: عمل الیوم واللیلہ (ح ۱۳۸) کی اس روایت کا راوی عبدالعزیز بن عبدالرحمن ہے جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: ”اضرب علیٰ احادیثہ، ہی کذب“ الخ اس کی حدیثوں کو کاٹ دو، یہ جھوٹی ہیں۔

(کتاب العلل ومعرفۃ الرجال ۲/۲۶۹ فقرہ: ۱۹۳۳، کتاب الجرح والتعديل ۵/۳۸۸ وسندہ صحیح)

تنبیہ: مفتی رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے علانیہ لکھا ہے:

”نماز کے بعد اجتماعی دعاء کا مروجہ طریقہ بالا جماع بدعت قبیحہ شنیعہ ہے۔“

دعاء بعد الفرائض میں رفع یدین نہیں، الا ان يدعو احیانا لحاجة خاصة۔“

(نمازوں کے بعد دعاء ص ۱۹، احسن الفتاویٰ ج ۱۰)

جھوٹ نمبر ۱۸: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت نماز میں بیٹھے تو اپنی ایک ران دوسری ران پر رکھے اور جب سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو رانوں سے چپکا لے اس طرح کہ اس کے لئے زیادہ سے زیادہ پردہ ہو جائے، بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر (رحمت) فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ اے فرشتوں میں تمہیں گواہ بنانا ہوں اس بات پر کہ میں نے اسے بخش دیا ہے۔“

(حدیث اور الہدایت ص ۴۸۱ نمبر ۵، بحوالہ کنز العمال ج ۷ ص ۵۴۹)

تبصرہ: یہ روایت کنز العمال میں بحوالہ بیہقی (۲/۲۲۳) اور ابن عدی (الکامل ۲/۵۰۱)

مذکور ہے۔ اس کے راوی محمد بن قاسم البغلی کی ایک روایت کے بارے میں ابن حبان نے کہا: اس سے اہل خراسان نے ایسی چیزیں روایت کی ہیں جن کا کتابوں میں ذکر کرنا حلال نہیں ہے۔ الخ (المجروحین ۳۱۱/۲)

اس روایت کے دوسرے راوی ابو مطیع الحکم بن عبد اللہ البغلی کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ”فہذا وضعہ أبو مطیع علی حماد“ یہ روایت ابو مطیع نے حماد بن سلمہ پر گھڑی ہے۔ (میزان الاعتدال ۴۲۳ ترجمہ عثمان بن عبد اللہ الاموی)

جھوٹ نمبر ۱۹: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں کسے نماز پڑھتی تھیں آپ نے فرمایا چہارزانوں بیٹھ کر پھر انہیں حکم دیا گیا کہ وہ خود سمٹ کر بیٹھا کریں۔“

(حدیث اور ابجدیث ص ۲۸۲ نمبر ۱۰، بحوالہ جامع المسانید ج ۱ ص ۴۰۰)

تبصرہ: جامع المسانید میں اس کی دو سندیں ہیں:

پہلی سند: اس میں ابو محمد البخاری الحارثی کذاب ہے جیسا کہ جھوٹ نمبر ۱۴ کے تبصرہ میں باحوالہ گزر چکا ہے۔ ابن خالد، زر بن نحج اور ابراہیم بن مہدی نامعلوم ہیں۔ ایک ابراہیم بن مہدی کذاب تھا۔ دیکھئے تقریب التہذیب (۲۵۷ ولفظہ: کذبوہ)

دوسری سند: اس میں قاضی عمر بن الحسن بن علی الاشثانی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

دارقطنی نے کہا: ”وکان یکذب“ اور وہ جھوٹ بولتا تھا۔ (سوالات الحاکم للدارقطنی: ۲۵۲)

برہان الدین الحلی نے اسے واضعین حدیث میں ذکر کیا ہے اور کوئی دفاع نہیں کیا۔ دیکھئے

الکشف الحشیث عن رمی بوضع الحدیث (ص ۳۱۱، ۳۱۲ تا ۵۴۱)

اس میں بھی ابن خالد، زر بن نحج اور ابراہیم بن مہدی نامعلوم ہیں۔

جھوٹ نمبر ۲۰: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہمیں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس

بات سے منع کیا ہے کہ ہم لوگوں کو امامت کروائیں قرآن میں دیکھ کر اور اس بات سے بھی کہ ہماری

امامت کرائے نابالغ۔“ (حدیث اور اہلحدیث ص ۴۹۱ نمبر ۳ بحوالہ کنز العمال ج ۸ ص ۲۶۳)
تبصرہ: کنز العمال میں یہ روایت بحوالہ ابن ابی داود مذکور ہے۔ ابن ابی داود کی کتاب
المصاحف (ص ۲۱۷) میں یہ روایت موجود ہے لیکن اس کی سند میں نہشل بن سعید راوی
ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ نے فرمایا: ”نہشل کذاب“

نہشل کذاب (جھوٹا) ہے۔ (الجرح والتعدیل ۸/۴۹۶ و سندہ صحیح)

ابو عبد اللہ الحاکم نے کہا: ”روی عن الضحاک بن مزاحم الموضوعات“ إلخ
اس نے ضحاک بن مزاحم سے موضوع روایتیں بیان کی ہیں۔ (المدخل الی الصحیح ص ۲۱۸ ت ۲۰۹)
یادر ہے کہ روایت مذکورہ کو نہشل نے ضحاک (بن مزاحم) سے بیان کر رکھا ہے۔
جھوٹ نمبر ۲۱: انوار نے لکھا ہے:

”حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس
سے منع فرمایا ہے کہ ہم قرآن میں دیکھ کر لوگوں کی امامت کریں اور اس سے منع فرمایا ہے کہ ہماری
امامت بالغ کے علاوہ کوئی اور کرائے۔“

(حدیث اور اہلحدیث ص ۵۳۲ نمبر ۳ بحوالہ کنز العمال ج ۸ ص ۲۶۳)

تبصرہ: یہ بھی موضوع روایت ہے جو کہ انوار خورشید کے جھوٹ نمبر ۲۰ کے تحت گزر چکی
ہے، اس کا راوی نہشل بن سعید کذاب ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۲: انوار خورشید لکھتے ہیں:

”حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
وتر واجب ہیں ہر مسلمان پر۔“

(حدیث اور اہلحدیث ص ۴۸۸ نمبر ۱۱، بحوالہ کشف الاستار عن زوائد الہمز ارج ص ۳۵۲)

تبصرہ: اس کا بنیادی راوی جابر الجعفی ہے۔

(دیکھئے کشف الاستار: ۷۳۳، الدرر ایضاً ۱۱۳، حاشیہ نصب الراية ج ۲ ص ۱۱۳)

جابر جعفی کو امام ابو حنیفہ نے جھوٹا قرار دیا ہے۔ دیکھئے انوار خورشید کا جھوٹ نمبر ۱۵

جھوٹ نمبر ۲۳: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ وتر تین رکعات ہیں جن میں صرف آخری رکعت ہی میں سلام پھیرا جائے گا۔“

(حدیث اور الہجدیث ص ۵۷۲ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۲۹۴)

تبصرہ: حسن بصری سے اس جعلی اجماع کا راوی عمرو بن عبید المعتمرؒ لی ہے جس کے بارے میں عوف الاعرابی نے کہا: ”کذب واللہ عمرو“ اللہ کی قسم عمرو نے جھوٹ بولا ہے۔

(الجرح والتعدیل ۳/۲۴۷ وسندہ صحیح)

یونس نے کہا: عمرو بن عبید حدیث میں جھوٹ بولتا تھا۔ (الجرح والتعدیل ۳/۲۴۶ وسندہ حسن)

حمید نے کہا: وہ حسن (بصری) پر جھوٹ بولتا ہے۔ (ایضاً ص ۲۴۶ وسندہ صحیح)

ایوب سختیانی نے کہا: (عمرو نے حسن پر) جھوٹ بولا۔ (التاریخ الصغیر للبخاری ۲/۶۷ وسندہ صحیح)

ایسے کذاب کی روایت پیش کر کے صرف تین وتر پر اجماع ثابت کیا جا رہا ہے۔ سبحان اللہ تنبیہ: نبی کریم ﷺ صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ایک وتر کا قولاً وفعلاً ثبوت بہت سی صحیح روایات میں آیا ہے۔ خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی لکھتے ہیں:

”وتر کی ایک رکعت احادیث صحاح میں موجود ہے اور عبداللہ بن عمرؓ اور ابن عباسؓ وغیرہما صحابہؓ اس کے مقرر اور مالکؒ وشافعیؒ واحمدؒ کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مؤلف کا ان سب پر طعن ہے کہ وہ اب ایمان کا کیا ٹھکانا...“ (براہین قاطعہ ص ۷)

جھوٹ نمبر ۲۴: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل مکہ تم چار برید سے کم کے سفر میں قصر نہ کیا کرو چار برید مکہ مکرمہ سے عسفان تک ہوتے ہیں۔“

(حدیث اور الہجدیث ص ۷۲۰، ۷۲۱ نمبر ۱۵، بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۵۷)

تبصرہ: یہ روایت مجمع الزوائد میں بحوالہ الکبیر للطبرانی مذکور ہے اور المعجم الکبیر للطبرانی (۹۶/۱۱، ۹۷ ج ۱۱۱۶۲) سنن الدارقطنی (۱/۳۸۷ ج ۱۴۳۲) اور السنن الکبریٰ للبیہقی

(۳/۱۳۷، ۱۳۸) میں عبد الوہاب بن مجاہد کی سند سے مذکور ہے۔ عبد الوہاب بن مجاہد مذکور کے بارے میں حاکم نیشاپوری نے کہا: عبد الوہاب اپنے باپ سے موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (المذخل الی الصحیح ص ۱۷۱)

ابن معین نے کہا: لا شئی وہ کوئی چیز نہیں ہے۔ (سوالات ابن الجنبی: ۲۶۴)

جھوٹ نمبر ۲۵: انوار نے لکھا ہے:

”حضرت مجاہد رحمہ اللہ حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا جب تم پندرہ دن اقامت کا ارادہ کر لو تو پھر نماز پوری پڑھو۔“

(حدیث اور الہدایت ص ۲۴ نمبر ۴۰ بحوالہ جامع المسانید ج ۱ ص ۴۰۴)

تبصرہ: اس کا ایک راوی ابو مطیع البخی کذاب ہے جیسا کہ انوار خورشید کے جھوٹ نمبر ۱۸ میں گزر چکا ہے۔ دوسرا راوی ابن عقدہ چور تھا۔ دیکھئے الکامل لابن عدی (۲۰۹/۱ وسندہ صحیح) یہ شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے خلاف روایتیں لکھوایا کرتا تھا۔ (دیکھئے سوالات حمزہ السہمی: ۱۶۶ وسندہ صحیح) اس روایت کی باقی سند بھی مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۶: انوار خورشید نے لکھا ہے:

”حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ایک دن خطبہ دیا تو فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض فرمایا ہے میری اس جگہ میں اس گھڑی میں میرے اس مہینے میں اس سال میں قیامت تک کے لئے جس نے بلا عذر جمعہ چھوڑا امام عادل یا امام جائز (ظالم) کے ہوتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اسے دلجمعی اور استحکام نصیب نہ فرمائے اور اس کے کاروبار میں برکت نہ ہو، خبردار ایسے شخص کی نماز قبول نہیں، خبردار ایسے شخص کا حج قبول نہیں، خبردار ایسے شخص کی کوئی نیکی قبول نہیں، خبردار ایسے شخص کا کوئی صدقہ قبول نہیں۔“

(حدیث اور الہدایت ص ۶۷ نمبر ۴۰ بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۶۹)

تبصرہ: مجمع الزوائد میں یہ روایت بحوالہ الاوسط للطبرانی مذکور ہے۔ الاوسط (۸/۱۲۱ ح ۷۲۲۲) میں اس کی سند ”فضیل بن مرزوق عن عطیة عن أبي سعيد الخدري“

مذکور ہے۔ عطیہ بن سعد العوفی جمہور کے نزدیک ضعیف راوی ہے۔ یہ ابو سعید محمد بن السائب الکلبی سے تدلیس کرتا تھا۔ دیکھئے المجرحین لابن حبان (۱۷۶/۳) والعلل لاحمد (۲۲۲/۱ فقرہ: ۱۲۲۵) اور طبقات المدلسین لابن حجر (۴/۱۲۲) وغیرہ

حافظ ابن حبان نے کہا: ”ویروی عن عطیة الموضوعات“ إلخ اور فضیل بن مرزوق عطیہ سے موضوع روایتیں بیان کرتا تھا۔ (المجرحین ۲۰۹/۲) اس روایت کا راوی موسیٰ بن عطیہ الباہلی کون ہے؟ کوئی اتا پتا نہیں ہے۔ جھوٹ نمبر ۲۷: انوار دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعات جمعہ سے پہلے پڑھتے تھے اور چار رکعات جمعہ کے بعد اور ان دو رکعتوں میں (درمیان میں دو رکعتوں پر سلام پھیر کر) فصل نہیں کرتے تھے۔“ (حدیث اور الحدیث ص ۸۲۴ نمبر ۲ بحوالہ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۱۹۵) تبصرہ: مجمع الزوائد میں یہ روایت بحوالہ الکبیر للطبرانی مذکور ہے۔ المعجم الکبیر (۱۲/۱۲۹ ح ۱۲۶۷۳) میں اس کا راوی مبشر بن عبدیہ ہے جس کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: اس سے بقیہ اور ابو المغیرہ نے موضوع (جھوٹی) حدیثیں روایت کی ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۳۴۳/۸ وسندہ صحیح) اور فرمایا: ”لیس بشی یضع الحدیث“

وہ کوئی چیز نہیں ہے، وہ حدیثیں گھڑتا تھا۔ (العلل ومعرفۃ الرجال ۴۰۱/۱ رقم: ۲۶۰۴) ابو زرہ الرازی نے کہا: وہ میرے نزدیک جھوٹ بولتا تھا۔ (کتاب الضعفاء لابن زرعۃ الرازی ص ۳۲۲) دارقطنی نے کہا: وہ جھوٹ بولتا تھا۔ (الضعفاء والمترکون: ۵۰۰) اور کہا: وہ متروک الحدیث ہے، حدیثیں گھڑتا تھا۔ (السنن للدارقطنی ۲۳۷/۲ ح ۴۵۲۵) اس روایت کی باقی سند بھی بہت سی علتوں کے ساتھ مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۲۸: انوار دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن (گدی) پر مسح کیا تو وہ قیامت کے دن طوق (پہنائے جانے) سے بچا لیا

جائے گا۔“ (حدیث اور اہلحدیث ص ۸۳ نمبر ۱، بحوالہ تلخیص الحجیر ج ۱ ص ۹۳)

تبصرہ: ۱ تلخیص الحجیر (ج ۹۸) میں تو اس کی پوری سند مذکور نہیں ہے لیکن ابن دقیق العید کی کتاب الامام (۵۸۵-۵۸۶) میں پوری سند موجود ہے جیسا کہ البدر المنیر لابن الملقن (۲۲۳/۲، ۲۲۴) کے حاشیے میں لکھا ہوا ہے۔ اس کے راوی مسلم بن زیاد الحنفی کے بارے میں حافظ ذہبی نے کہا: ”مسلم بن زیاد الحنفی عن فلیح . أتى بخبر كذب في مسح الرقبة.“ مسلم بن زیاد الحنفی فلیح (بن سلیمان) سے گردن کے مسح کے بارے میں جھوٹی روایت لایا ہے۔ (میزان الاعتدال ۱۰۳/۴)

جھوٹ نمبر ۲۹: انوار خورشید لکھتے ہیں:

”حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس نے وضو کیا اور دونوں ہاتھ اپنی گردن (گدی) پر پھیرے تو وہ قیامت کے دن طوق (پہنائے جانے) سے مامون رہے گا۔“ (حدیث اور اہلحدیث ص ۸۳ نمبر ۲، بحوالہ مسند فردوس مع تسدید القوس ج ۳ ص ۴۴)

تبصرہ: مسند فردوس میں تو یہ روایت بے سند ہے لیکن نیچے حاشیے میں اس کی سند لکھی ہوئی ہے جس کا ایک راوی عمرو بن محمد بن الحسن المکاتب ہے۔ حافظ ابن حبان نے عمرو بن محمد کی احادیث کے بارے میں کہا: یہ ساری روایتیں موضوع ہیں۔ الخ

(المجروحین ۵/۲، لسان المیزان ۵/۴، ۳۷۵ دوسرا نسخہ ۵/۳۷۵)

حاکم نے کہا: ”ساقط روی أحادیث موضوعة“ الخ وہ ساقط (گرا ہوا) ہے، اس نے موضوع حدیثیں بیان کیں۔ (المدخل الی الصحیح ص ۱۶۰ تا ۱۰۸)

اس روایت کی باقی سند بھی مردود ہے۔

جھوٹ نمبر ۳۰: انوار خورشید دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پیشاب سے بچو کیونکہ قبر میں بندہ کا سب سے پہلے اسی پر محاسبہ ہوتا ہے۔“

(حدیث اور اہلحدیث ص ۱۶۷ نمبر ۱، بحوالہ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۰۹)

تبصرہ: مجمع الزوائد میں یہ روایت بحوالہ الطبرانی فی الکبیر مروی ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی (۸/۱۵۷ ح ۶۰۵) میں بکر بن سہل (ضعیف) کی سند کے ساتھ یہ ”عن رجل عن مکحول عن أبي أمية“ سے مروی ہے۔ یہ رجل کون ہے؟ اس کی تفصیل طبرانی کی اگلی روایت میں ہے۔ ”ایوب بن مدرک عن مکحول عن أبي أمية“ (ح ۶۰۷) ایوب بن مدرک کے بارے میں امام یحییٰ بن معین نے فرمایا: ایوب بن مدرک جو مکحول سے روایت کرتا ہے، کذاب ہے۔ (تاریخ ابن معین روالیہ الدوری: ۶۶۰/۲)

ابن حبان نے کہا: ”روی عن مکحول نسخة موضوعة ولم يره“ ایوب بن مدرک نے مکحول سے موضوع نسخہ بیان کیا ہے اور اس نے مکحول کو نہیں دیکھا۔ (المجر و جین ۱۶۸/۱) قارئین کرام! انوار خورشید دیوبندی کی کتاب ”حدیث اور اہل حدیث“ سے یہ تیس جھوٹی روایات مع تبصرہ اس لئے پیش کی گئی ہیں تاکہ آپ کے سامنے آل دیوبند کا اصلی چہرہ واضح ہو جائے۔ یہ لوگ دن رات جھوٹ اور افتراء کو مسلمانوں میں پھیلانے کی شدید کوشش میں اندھا دھند مصروف ہیں۔

حدیث اور اہل حدیث نامی کتاب میں ان کے علاوہ اور بھی بہت سے اکاذیب و افتراءات ہیں۔ یہ کتاب ضعیف، سخت ضعیف، شاذ، مرسل، منقطع، مدلس، مردود، بے اصل اور غیر متعلقہ روایات و استدالات سے بھری ہوئی ہے۔

انوار خورشید نے بعض جھوٹی باتیں بذات خود گھڑ رکھی ہیں مثلاً اس نے لکھا ہے: ”نیز غیر مقلدین کو چاہئے کہ گردن سے گردن بھی ملایا کریں کیونکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کا بھی تذکرہ ہے۔“ (حدیث اور اہل حدیث ص ۵۱۹) حالانکہ کسی ایک حدیث میں بھی صف بندی کے دوران میں گردن سے گردن ملانا مذکور نہیں ہے۔

نادانستہ تحریروں بانی سہو اور کتابت و کمپوزنگ کی غلطیوں سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے مثلاً حافظ محمد عبداللہ درخواستی دیوبندی صاحب نے اپنے ہاتھ سے لکھا ہے کہ

”اما تفکرا فی قول الله وان تنازعتم فی شیء فردوه الی الله والی الرسول ان کنتم تؤمنون بالله والیوم الآخر ذلك خیر واحسن تاویلا“

(تذکرہ حافظ محمد عبداللہ درخواسی تصنیف خلیل الرحمن درخواسی ص ۱۸۱)

حالانکہ آیت مذکورہ صحیح طور پر درج ذیل ہے:

﴿فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ط ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾ (النساء: ۵۹)

کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ حافظ عبداللہ درخواسی صاحب نے قرآن پر جھوٹ بولا ہے بلکہ صرف یہی کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح حافظ اپنی تلاوت میں بعض اوقات بھول جاتا ہے تو اسی طرح حافظ درخواسی صاحب اپنی تحریر میں بھول گئے ہیں اور انھیں نادانستہ غلطی لگ گئی ہے۔

اسی طرح کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ سے رہ جانے والی غلطیوں کو کوئی بھی جھوٹ نہیں کہہ سکتا کیونکہ ان سے محفوظ رہنا بہت مشکل بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔

جھوٹ تو وہ ہے جو ذاتی مفاد کے لئے جان بوجھ کر بطور استدلال بولا جائے جیسے انوار خورشید دیوبندی نے صف بندی کا مذاق اڑاتے ہوئے گردن سے گردن ملانے والی ”حدیث“ گھڑ لی ہے اور اپنی کتاب ”حدیث اور الحمدیث“ کو جھوٹی اور مردود روایات سے استدلال کرتے ہوئے بھر دیا ہے۔

یاد رکھیں کہ صحیح احادیث پر عمل کرنے والے اور تحقیق کرنے والے اہل حدیث کو یہ کتابیں کوئی نقصان پہنچا نہیں سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں گی۔ ان شاء اللہ

اہل حدیث کو چاہئے کہ تحقیقی راستہ اختیار کرتے ہوئے ہمیشہ سلف صالحین کے فہم کی روشنی میں قرآن مجید، احادیث صحیحہ، اجماع ثابت اور اجتہاد مثلاً آثار سلف صالحین پر عمل کرتے رہیں، ضعیف اور مردود روایات کو دور پھینک دیں۔ ادلہ اربعہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ہر بات باتحقیق و باحوالہ پیش کریں تو دیوبندی ہوں یا غیر دیوبندی، آل تقلید ہوں یا کوئی بھی غیر اہل حدیث ہو وہ اہل سنت یعنی اہل حدیث۔ اہل حق کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکے گا اور یہ

دعوت دن رات پھیلتی جا رہی ہے اور پھیلتی ہی چلی جائے گی۔ ان شاء اللہ العزیز
 تنبیہ: اہل حق کے نزدیک قرآن و حدیث اور اجماع کے خلاف ہر شخص کی بات مردود ہے
 چاہے کہنے والا کوئی بھی ہو۔ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”ما كنت لأدع سنة النبي ﷺ لقول أحد“

میں کسی کے قول پر نبی ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔ (صحیح بخاری: ۱۵۶۳)

کتاب و سنت کے خلاف ہر شخص کا خود ساختہ عقلی اعتراض مردود ہے۔ والحمد لله
 میں کوئی پیدائشی اہل حدیث نہیں ہوں بلکہ میرا تعلق پڑھانوں کے اس خاندان سے ہے جو
 اپنے آپ کو خفی سمجھتے ہیں اور تقلید پر گامزن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور تقلید کے
 اندھیروں سے نکال کر کتاب و سنت کی روشن شاہراہ پر چلا دیا۔ والحمد لله

اہل حدیث بھائیوں سے درخواست ہے کہ قرآن مجید، صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ابن خزمہ،
 صحیح ابن حبان اور صحیح ابن الجارود کا کثرت سے مطالعہ کریں۔ اگر کوئی مخالفت کرے یا مذاق
 اڑائے تو آیت یا صحیح حدیث سنادیں اور اگر وہ زبان درازی کی کوشش کرے تو دو صحیح
 حدیثیں اور سنادیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ان شاء اللہ اس کا بڑا اثر ہوگا۔ ان بے چاروں کے
 پاس موضوع، مردود اور ضعیف وغیر متعلق روایات یا غیر ثابت وغیر متعلق اقوال کے سوا ہے
 ہی کیا؟!

بعض کو اگر ضعیف و مردود روایات پر تنبیہ کی جائے تو جھٹ بہانہ تراش لیتے ہیں کہ
 فضائل میں ضعیف روایت معتبر ہے۔ حالانکہ ضعیف روایت سے ان کا استدلال عقائد اور
 احکام میں ہوتا ہے اور یاد رہے کہ فضائل میں بھی قول راجح میں ضعیف روایت معتبر نہیں
 ہے۔ حافظ ابن حجر العسقلانی ایک قول میں لکھتے ہیں:

”ولا فرق في العمل بالحديث في الأحكام أوفى الفضائل إذ الكل شرع“
 احکام ہوں یا فضائل، حدیث پر عمل کرنے میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ یہ سب شریعت

ہے۔ (تبيين العجب بما ورد في فضائل رجب ص ۲۶ دوسرا نسخہ ص ۷۳) [۳۱ مئی ۲۰۰۷ء]

آل دیوبند کے چھتیس (36) جھوٹ

اس مضمون میں آل دیوبند کے چھتیس (۳۶) جھوٹ باحوالہ اور ردِ پیشِ خدمت ہیں:

۱) بانی مدرسہ دیوبند محمد قاسم نانوتوی کا یہ خیال تھا کہ جہاں وہ تسبیح لے کر بیٹھتے ہیں تو اس قدر گرانی ہوتی ہے جیسے سو سومن کے پتھر کسی نے رکھ دئے ہیں، زبان و قلب سب بستہ ہو جاتے ہیں۔ اس کیفیت کو سننے کے بعد حاجی امداد اللہ نے کہا:

”یہ نبوت کا آپ کے قلب پر فیضان ہوتا ہے، اور یہ وہ ثقل ہے، جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے وقت محسوس ہوتا تھا۔“ (سوانح قاسمی ج ۱ ص ۲۵۹، ص ۳۰۱)

یہ کہنا کہ نانوتوی کے دل پر نبوت کا فیضان ہوتا تھا، بہت بڑا جھوٹ ہے اور پھر اسے رسول اللہ ﷺ کی وحی سے تشبیہ دینا آپ کی توہین ہے۔

۲) نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ سری نمازوں (یعنی ظہر و عصر) میں بعض اوقات ایک دو آیتیں جہر اُپڑھ کر دیتے تھے۔

دیکھئے صحیح البخاری (۷۵۹، ۷۶۲، ۷۷۶، ۷۷۸، ۷۷۹) اور صحیح مسلم (۴۵۱)

چونکہ یہ صحیح حدیث فقہ دیوبندی کے سراسر خلاف ہے لہذا اس پر تبصرہ کرتے ہوئے اشرِ علی تھا نووی دیوبندی نے کہا:

”اور میرے نزدیک اصل وجہ یہ ہے کہ آپ پر ذوق و شوق کی حالت غالب ہوتی تھی جس میں یہ جہر واقع ہو جاتا تھا اور جب کہ آدمی پر غلبہ ہوتا ہے تو پھر اسکو خبر نہیں رہتی کہ کیا کر رہا ہے“ (تقریر ترمذی از تھا نووی ص ۷۱، باب رفع الیدین عند الركوع)

آپ ﷺ کے بارے میں یہ کہنا کہ ”آپ کو خبر نہیں رہتی تھی کہ آپ کیا کر رہے ہیں“ بہت بڑا جھوٹ اور گستاخی ہے۔

۳) ابن عربی نامی ایک صوفی کو ”شیخ اکبر“ سے یاد کرتے ہوئے اشر علی تھانوی نے کہا: ”اور بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ اکبر کا کشف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ انہوں نے جس امر کے وقوع کی اطلاع دی ہے مع سن و سال اطلاع دی ہے۔“

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعات آئندہ کی جو خبر دی ہے جو اس تفصیل سے نہیں خبر دی لیکن یہ سمجھنا غلط ہے کیونکہ حضرت شیخ کا علم لوح محفوظ سے مستفاد ہے اور لوح محفوظ میں سنہ و سال سب تحریر ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم لوح محفوظ کو قطع کر کے حق تعالیٰ کے علم ذات والا صفات تک پہنچ گیا ہے اور وہاں سن و سال کچھ بھی نہیں سب زمانے برابر ہیں“ (تقریر ترمذی ص ۶۱۶، ۶۱۷ سورۃ الکہف)

دیگر باتوں سے فی الحال قطع نظر کر کے عرض ہے کہ یہ کہنا: ”ابن عربی کا علم لوح محفوظ سے مستفاد ہے“ بہت بڑا جھوٹ ہے اور پھر خود تراشیدہ کشف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کشف سے بڑھا ہوا قرار دینا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی ہے۔

۴) محمود حسن دیوبندی نے قول مجتہد کے بارے میں کہا:

”کیونکہ قول مجتہد بھی قول رسول اللہ علیہ وسلم ہی شمار ہوتا ہے“

(الورد الہدیٰ علی جامع الترمذی ص ۲، تقاریر شیخ الہند ص ۲۴)

یہ کہنا کہ مجتہد کا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا قول شمار ہوتا ہے، بہت بڑا جھوٹ ہے۔ امام ابو حنیفہ نے فرمایا: ”عامۃ ما أحد ثکم خطأ“ میں تمہارے سامنے جو عام حدیثیں بیان کرتا ہوں، غلط ہوتی ہیں۔

(العلل الکبیر للترمذی ۹۶۶/۲ وسندہ صحیح، الکامل لابن عدی ۳/۲۴۷ وسندہ حسن، تاریخ بغداد ۱۳/۲۲۵)

ایک آدمی نے امام ابو حنیفہ سے پوچھا: آپ یہ جو فتوے دیتے ہیں اور اپنی کتابوں میں آپ نے جو لکھ رکھا ہے، کیا یہ ایسا حق ہے جس میں کوئی شک نہیں ہے؟ تو امام ابو حنیفہ نے فرمایا: ”واللہ ما أدری لعلہ الباطل الذی لا شک فیہ“ اللہ کی قسم! مجھے پتا نہیں، ہو

سکتا ہے یہ ایسا باطل ہو جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (کتاب المعرفة والتاریخ للإمام یعقوب بن

سفیان الفارسی ج ۲ ص ۸۲ و سندہ حسن، تاریخ بغداد ج ۱ ص ۴۲۳، ۴۲۴)

کیا خیال ہے ”مجتہد“ کے ان اقوال کو بھی کوئی شخص قولِ رسول قرار دے سکتا ہے؟!

۵) قاری محمد طیب قاسمی دیوبندی مہتمم مدرسہ دیوبند نے کہا:

”اسی کے بارے میں وہ روایت ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ ایک آواز بھی غیب سے ظاہر ہو

گی کہ: هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِي، فاسمعوا له و اطيعوه۔“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۳۲)

”مفتی“، ظفیر الدین دیوبندی نے کہا:

”اور یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں موجود ہے کہ غیب سے آواز آئے گی اور وہ آواز یہ ہو

گی۔ هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ الْمَهْدِي فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَ اطِيعُوهُ۔

یعنی یہ اللہ کے خلیفہ مہدی ہیں ان کی بات مانو اور ان کی اطاعت کرو۔“

(مجالس حکیم الاسلام ج ۱ ص ۲۲۷)

عرض ہے کہ دیوبندیوں کی پیش کردہ روایت صحیح بخاری میں قطعاً موجود نہیں ہے۔

طیب سے پہلے مرزا غلام احمد قادیانی (متنبی کذاب) نے یہ روایت بحوالہ بخاری پیش کی

تھی۔ دیکھئے شہادت القرآن (ص ۲۹، روحانی خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے لکھا ہے:

”یہ بخاری شریف پر ایسا ہی جھوٹ ہے جیسا مرزا قادیانی نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں

یہ جھوٹ لکھا ہے کہ بخاری میں حدیث ہے کہ آسمان سے آواز آئے گی هَذَا خَلِيفَةُ اللَّهِ

المہدی“ (تجلیات صفدر ج ۵ ص ۳۵)

معلوم ہوا کہ اوکاڑوی کے نزدیک بھی قاری طیب وغیرہ نے جھوٹ بولا ہے۔

تنبیہ: صحیح بخاری کی طرف منسوب یہ روایت مستدرک الحاکم (۴/۶۳۳، ۶۶۴)

ح ۸۴۳۲) اور سنن ابن ماجہ (۴۰۸۴) میں ضعیف سند سے موجود ہے۔

دیکھئے اکاذیب آل دیوبند (قلمی ص ۱۳۰) اور سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ للالبانی (۱/۱۱۹ ح ۸۵)

۶) قاری محمد طیب دیوبندی نے کہا:

”صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”و نبی اللہ یرزق“
 ”اللہ کا نبی زندہ ہے اور اس کو رزق دیا جا رہا ہے۔“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۱۰ ص ۲۲۳)
 یہ روایت صحیح بخاری میں یقیناً موجود نہیں ہے بلکہ اسے ابن ماجہ (۱۶۳۷) نے ضعیف و
 منقطع سند سے روایت کیا ہے۔

۷) قاری طیب نے کہا: ”ترکت فیکم الثقلین لن تضلوا ما تمسکتہما بہما کتاب
 اللہ و سنة رسولہ (ابن ماجہ)“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۱۰)
 یہ روایت سنن ابن ماجہ میں موجود نہیں ہے۔

نیز دیکھئے مشکوٰۃ المصابیح (۱۸۶) اور ماہنامہ الحدیث حضور: ۶۰ ص ۳

۸) قاری طیب دیوبندی نے کہا:

”حافظ ابن تیمیہ ہرانی نے ایک کتاب ”آ کام المرجان فی احکام الحان“ کے نام سے لکھی
 ہے۔ اس میں جنات کے واقعات بیان کئے ہیں۔“ (خطبات حکیم الاسلام ج ۷ ص ۲۰۳)
 عرض ہے کہ ”آ کام المرجان“ حافظ ابن تیمیہ حرانی کی کتاب نہیں بلکہ قاضی بدرالدین
 محمد بن عبد اللہ اشبلی الحنفی (متوفی ۷۶۹ھ) کی کتاب ہے۔ نیز دیکھئے ”کشف الظنون عن
 اسامی الکتب والفنون“ (ج ۱ ص ۱۳۱، تصنیف حاجی خلیفہ کاتب چلبی)

۹) قاری طیب نے کہا:

”حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے دوسری صحابی سے زمین خریدی، قیمت ادا کر دی زمین
 قبضے میں آگئی عمارت بنانے کے لئے جو بنیاد کھودی تو ایک بہت بڑا دیگہ نکلا جس میں سونا
 اور چاندی بھرا ہوا تھا، گویا لاکھوں روپے کا مال نکلا۔۔۔ اسے لے کر ان کے ہاں پہنچے جن
 سے زمین خریدی تھی۔۔۔ اور فرمایا: ”یہ آپ کا دیگہ ہے؟“ انہوں نے کہا: ”کیسا دیگہ
 ہے۔“ فرمایا: ”وہ جو زمین میں نے خریدی تھی اس میں سے نکلا ہے اور میں نے زمین خریدی
 تھی، دیگہ توڑا، یہی خریدا تھا۔۔۔ یہ آپ کا حق ہے۔“ انہوں نے کہا: ”جب میں نے زمین

بیچی تھی، زمیں تحت الثریٰ تک جو کچھ تھا وہ سب بیچنے میں آگیا، لہذا یہ آپ کا حق ہے میرا حق نہیں، اب لڑائی اس پر ہو رہی ہے۔۔۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کا حق ہے۔۔۔ انہوں نے کہا نہیں میرا حق نہیں یہ آپ کا حق ہے۔

آخر وہ مقدمہ حضور ﷺ کی خدمت میں گیا۔۔۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم دونوں کی کوئی اولاد نہیں ہے؟“ تو ایک کے ہاں بیٹا اور ایک کے ہاں بیٹی تھی۔۔۔ فرمایا: ”دونوں کی شادی کر دو اور اس میں اس دولت کو خرچ کر دو! بس سکون ہو گیا،“۔

(خطبات حکیم الاسلام ج ۸ ص ۱۸۲، ۱۸۳)

عرض ہے کہ یہ نبی ﷺ اور صحابیوں کا واقعہ نہیں بلکہ (بنی اسرائیل کا) ایک واقعہ ہے جو نبی ﷺ نے بیان فرمایا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۳۴۷۲) اور صحیح مسلم (۱۷۲۱) حافظ ابن حجر نے فرمایا: انھوں (بخاری) نے اسے بنی اسرائیل کے ذکر میں بیان کیا ہے۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۵۱۸)

یہ واقعہ داود علیہ السلام کا زمانہ میں ہوا ہے۔

(۱۰) زکریا دیوبندی تبلیغی نے لکھا ہے:

”ایک سید صاحب کا قصہ لکھا ہے کہ بارہ دن تک ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھیں اور پندرہ برس مسلسل لیٹنے کی نوبت نہیں آئی۔ کئی کئی دن ایسے گزر جاتے کہ کوئی چیز چکھنے کی نوبت نہ آتی تھی۔“ (فضائل نماز ص ۶۸، تبلیغی نصاب ص ۳۸۴، فضائل اعمال ص ۳۴۶)

یہ سب جھوٹ ہے۔ اس قسم کے کسی واقعے کا کوئی ثبوت با سند صحیح و حسن کسی کتاب میں

نہیں ہے۔

(۱۱) زکریا تبلیغی نے کہا:

”حضرت امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ میں سالم عن ابن عمر کی روایت کو نہیں لیتا،...“

(تقریر بخاری ج ۳ ص ۱۰۲)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ پر یہ زکریا کا دروغ بے فروغ ہے۔ سالم عن ابن عمر والی

روایت (جس میں رفع یدین کا اثبات ہے) نقل کر کے امام ترمذی نے لکھا ہے:
 ”وبہ يقول ... الشافعي وأحمد وإسحاق“ اور اس حدیث کے مطابق... شافعی،
 احمد اور اسحاق (بن راہویہ) کہتے ہیں۔ (سنن الترمذی: ۲۵۵، ۲۵۶)
 امام احمد سے پوچھا گیا کہ اگر سالم اور نافع میں اختلاف ہو جائے تو انھوں نے کسی کو بھی ترجیح
 نہ دی اور فرمایا: ”جميعاً عندي ثبت“ دونوں میرے نزدیک ثقہ و مثبت ہیں۔

(سوالات المروزی: ۹، موسوعہ اقوال الامام احمد ج ۲ ص ۸)

(۱۲) زکریا تبلیغی نے بغیر کسی حوالے کے لکھا:

”حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ابتداءً میں حضور اقدسؐ رات کو جب نماز کے لئے
 کھڑے ہوتے تو اپنے کورسی سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں۔ اس پر
 طه مَا أُنْزِلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْآنَ لِتَشْقَىٰ نازل ہوئی“

(تبلیغی نصاب ص ۳۹۸، فضائل نماز ص ۸۲، فضائل اعمال ص ۳۶۰)

یہ روایت درمنثور میں بحوالہ ابن عساکر (ج ۴ ص ۲۸۸) اور تاریخ دمشق لابن عساکر
 (ج ۴ ص ۹۹، ۱۰۰) میں بحوالہ عبدالوہاب بن مجاہد عن أبيه عن ابن عباس الخ
 کی سند سے مروی ہے۔ عبدالوہاب بن مجاہد کے بارے میں حاکم نیشاپوری نے کہا: وہ اپنے
 باپ (مجاہد) سے موضوع حدیثیں بیان کرتا تھا۔ (المدخل الی الصحیح ص ۷۳ ات ۱۳۵)

معلوم ہوا کہ یہ روایت موضوع ہے، جس میں نبی ﷺ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ اس
 جھوٹی روایت کی تردید کے لئے وہ صحیح حدیث کافی ہے جس میں آیا ہے کہ نبی ﷺ نے اُس
 رسی کے کھولنے کا حکم دیا تھا، جسے سیدہ زینبؓ نے دورانِ عبادت سہارا لینے کے لئے
 باندھا تھا۔ دیکھئے صحیح بخاری (۱۱۵۰) اور صحیح بخاری مسلم (۷۸۴)

(۱۳) محمود حسن گنگوہی دیوبندی نے کہا:

”بزرگوں کی قبر سے مٹی اٹھا کر اس کو تبرکاً بغرض شفا مریض پر لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں
 مگر پہلے صاحبِ قبر کے وارث سے مٹی اٹھانے کی اجازت لے لے، اس کے بعد فرمایا کہ

مریض پر بغرض شفا مٹی ملنا حدیث سے ثابت ہے۔ عملیات کے تحت وہ حدیث مذکور ہے
برص ۶۸“ (ملفوظات فقیہ الامت ج ۱ ص ۱۹)

عرض ہے کہ کسی صحیح حدیث سے مریض پر بغرض شفا قبر کی مٹی لگانا یا ملنا ثابت نہیں۔
صفحہ ۶۸ پر بحوالہ سنن ابی دواد (ج ۲ ص ۵۴۲ [ج ۳۸۹۵]) جس حدیث کا ذکر ہے، اس
میں قبر کی مٹی تبرکاً لگانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

(۱۴) محمود حسن گنگوہی نے کہا: ”ان حضرات کے اندر احترام بہت تھا حضرت امام شافعیؒ
تشریف لے گئے ہیں امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر۔ وہاں پہنچ کر نماز کا وقت آ گیا نماز پڑھی
انھوں نے آمین بالجہر اور رفع یدین نہیں کیا۔ ان سے پوچھا کہ آپ نے آمین بالجہر اور رفع
یدین کیوں نہیں کیا؟ آپ کا مسلک تو یہی ہے۔ کہا کہ ہاں مسلک تو ضرور ہے مگر بھائی یہ
بہت بڑے امام ہیں جن کی قبر پر آیا ہوں مجھے یہاں حیا مانع ہوتی ہے۔“

(ملفوظات فقیہ الامت ج ۹ ص ۳۵، امام شافعیؒ امام ابو حنیفہؒ کے مزار پر)

یہ سارے کا سارا بیان کا لے جھوٹ پر مبنی ہے۔ امام شافعیؒ اس قسم کا کوئی کام یا امام
ابو حنیفہؒ کی قبر پر جا کر نماز پڑھنا باسند صحیح و مقبول کسی کتاب میں بھی ثابت نہیں ہے۔

(۱۵) ظفر احمد تھانوی دیوبندی نے لکھا ہے:

”خارجة بن مصعب مستقيم الحديث ... وضعفه إلا أن مسلماً قال:

سمعت يحيى بن معين و سئل عن خارجة فقال: مستقيم الحديث عندنا و لم

يكن ينكر من حديثه إلا ما يدللس عن غياث بن إبراهيم .. إلخ (تہذیب

التہذیب ۷۷: ۳)“ (اعلاء السنن ج ۲ ص ۵۷، ۵۸ تحت ج ۵۱۲)

ترجمہ از ناقل: خارجہ بن مصعب مستقیم الحدیث ہے... اور انھوں نے اُسے ضعیف کہا ہے

لیکن (امام) مسلم نے کہا: میں نے یحییٰ بن معین سے سنا، آپ سے خارجہ کے بارے میں

پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: وہ ہمارے نزدیک مستقیم الحدیث ہے، اُس کی کسی حدیث پر

انکار نہیں کیا گیا سوائے اس کے جس میں وہ غیاث بن ابراہیم سے تدلیس کرتا ہے۔

تبصرہ: تہذیب التہذیب (ج ۳ ص ۷۷، دوسرا نسخہ ج ۳ ص ۶۸) کتاب الجرح والتعديل (۳/۳۷۵، ۳۷۶) سیر اعلام النبلاء (۷/۳۲۷) اور تاریخ دمشق لابن عساکر (۱۷/۲۸۵) میں یہ قول یحییٰ بن یحییٰ سے منقول ہے، یحییٰ بن معین سے نہیں ہے۔ امام یحییٰ بن معین اس قول سے بری ہیں۔ انھوں نے تو خارجہ بن مصعب پر شدید جرح کرتے ہوئے فرمایا تھا: ”لیس بشی“ وہ کچھ چیز نہیں ہے۔ (تاریخ ابن معین، روایت عباس الدوری: ۱۸۸) اور فرمایا: وہ ثقہ نہیں ہے۔ (تاریخ ابن معین: ۱۷۲۶)

نیز دیکھئے اکاذیب آل دیوبند (قلمی ص ۱۸۰)

(۱۶) عبد القیوم حقانی دیوبندی نے کہا:

”علاء بن الصالح بافلاق ضعیف ہیں“ (توضیح السنن ج ۱ ص ۶۰۹)

عرض ہے کہ علاء بن صالح جمہور کے نزدیک ثقہ ہیں۔ انھیں ابن معین، ابو حاتم الرازی، ابن حبان اور عجل وغیرہم نے ثقہ کہا ہے۔ دیکھئے میری کتاب: القول المتین فی الجہر بالتأیید (ص ۳۲) اور تہذیب التہذیب (۸/۱۸۲)، دوسرا نسخہ ص ۱۶۲ ج ۸)

(۱۷) مسند حمیدی کے محرف نسخے کو شائع کرنے والے حبیب الرحمن اعظمی دیوبندی کے بارے میں ابوبکر غازی پوری دیوبندی نے کہا:

”... حضرت اعظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مختصر سی تحریر ”الالبانی شذوذہ و اخطائہ“ نے عرب دنیا میں اس کی ایسی مٹی پلید کی کہ کل کا وہ مشہور محدث آج گننام ہو کر رہ گیا ہے، اور اب کسی کو اس کی کسی تحقیق پر بھروسہ باقی نہیں رہا۔“ (غیر مقلدین کیلئے لمحہ فکریہ ص ۱۶، ۱۷)

سرزمین عرب خاص طور پر سرزمین حجاز (مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ) کے علماء میں شیخ البانی رحمہ اللہ کی شہرت اور احترام اتنا مشہور و معروف ہے کہ ہر حاجی یا معتمر اپنے حج اور عمرے کے دوران میں اس کی تصدیق کر سکتا ہے لہذا مذکورہ عبارت میں ابوبکر غازی پوری ہندوستانی نے صریح جھوٹ بولا ہے۔

(۱۸) دیوبندیوں نے نواب صدر یار جنگ حبیب الرحمن شیروانی صدر الصدور کی سند سے

نقل کیا کہ شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی نے ۱۸۵۷ء میں انگریزوں سے لڑنے کے بارے میں کہا: ”لڑنے کا کیا فائدہ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پارہا ہوں۔“

(سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۰۳، حاشیہ، علماء ہند کا شاندار ماضی ج ۴ ص ۲۸۰ حاشیہ)

یہ کہنا کہ سیدنا خضر علیہ السلام (اپنی وفات کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر) ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی فوج میں شامل ہو گئے تھے، کائنات کے بڑے جھوٹوں میں سے ایک بڑا جھوٹ ہے۔

(۱۹) ایک شخص (دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ امریکہ کا صدر ریگن (دیوبندیوں کے) دارالافتاء والا ارشاد میں آیا ہے، رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے ”بہت محبت کے ساتھ ریگن سے“ معاف فرمایا پھر مزاج پرسی کے بعد اس سے امامت کے لئے فرمایا، اس نے کہا کہ میں مسافر ہوں“

دیوبندی نے کہا: ”میں نے بہت تعجب سے حضرت والا سے دریافت کیا کہ آپ نے ایک کافر کو امامت کے لئے کیسے فرمایا؟ حضرت نے فرمایا کہ یہ ریگن نہیں بلکہ اس نے اس کی شکل بنا رکھی ہے، حضرت والا نے نماز پڑھائی، اور نماز سے فراغت کے بعد حضرت بنظر غائر ریگن کی صورت دیکھ رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ صورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی شبیہ ہے،“ (انوار الرشید ص ۲۴۵، ۲۴۶ طبع اول ۱۴۰۲ھ)

یہ کہنا کہ ”ریگن کافر کی صورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی شبیہ ہے“ بہت بڑا جھوٹ اور بہت بڑی گستاخی ہے۔

تنبیہ: عبدالغفور صادق آبادی دیوبندی نے عبارت مذکورہ کے رد میں ”زہر یلے تیر“ نامی کتاب لکھی ہے جو میرے پاس موجود ہے۔

(۲۰) احمد رضا بخوری دیوبندی نے انور شاہ کاشمیری دیوبندی سے نقل کیا:

”فرمایا:- حافظ ابن تیمیہ نے کہا کہ عرش قدیم ہے،“ (ملفوظات محدث کاشمیری ص ۲۰۳) عرض ہے کہ حافظ ابن تیمیہ نے کہیں بھی عرش کو قدیم نہیں کہا بلکہ انھوں نے یہ فرمایا:

”مع أن العرش مخلوق أيضاً“ ساتھ اس کے کہ عرش بھی مخلوق ہے۔

(مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱۸ ص ۲۱۴)

معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ تو عرش کو قدیم نہیں بلکہ مخلوق مانتے تھے۔

(۲۱) احمد رضا بجنوری دیوبندی نے کہا:

”امام بخاری کو پہلی بار بخارا سے مسئلہ حرمت رضاع بلبن شاة کی وجہ سے نکلنا پڑا،...“

(ملفوظات محدث کشمیری ص ۱۵۶)

بجنوری کی عبارت مذکورہ کالا جھوٹ ہے، جسے بعض حنفی فقہاء نے امام بخاری رحمہ اللہ کی وفات کے بہت عرصہ بعد گھڑا اور بے سند پھیلانے کی مذموم کوشش کی۔ اس دروغ بے فروغ کو عبدالحی لکھنوی تقلیدی نے بھی قلابازیاں کھاتے ہوئے بعید قرار دیا ہے۔

دیکھئے الفوائد البہیہ (ص ۲۵ ترجمہ احمد بن حفص)

(۲۲) محمد تقی عثمانی دیوبندی نے کہا:

”کیونکہ یہ عمل امام بخاریؒ سے بھی ثابت ہے کہ ایک مرتبہ انھوں نے ”لفظی بالقرآن مخلوق“ کہہ کر اپنی جان چھڑائی تھی (کما نقلہ الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید)۔“

(درس ترمذی ج ۱ ص ۳۲۳)

امام بخاری سے ”لفظی بالقرآن مخلوق“ والے الفاظ ثابت نہیں ہیں اور ابن دقیق العید سے ایسی کوئی عبارت مروی نہیں جس میں امام بخاری رحمہ اللہ سے الفاظ مذکورہ باسند صحیح یا حسن لذاتہ پیش کئے گئے ہوں لہذا عبارت مذکورہ میں ثابت کہہ کر امام بخاری پر جھوٹ بولا گیا ہے۔

(۲۳) دیوبندی حضرات مصنف ابن ابی شیبہ (ج ۱ ص ۳۹۰) سے ایک روایت پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا، ناف کے نیچے۔

حالانکہ ”تحت السرة“ (ناف کے نیچے) کے الفاظ کے ساتھ ایسی روایت مصنف

ابن ابی شیبہ کے عام نسخوں میں موجود نہیں ہے۔

دیکھئے نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام (ص ۲۶-۲۷)

اس روایت کو جمیل احمد ندیری دیوبندی نے مصنف ابن ابی شیبہ، آثار السنن اور تحفۃ الاحوذی (ج ۱ ص ۲۱۴) کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

دیکھئے رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز (ص ۱۰۵)

حالانکہ تحفۃ الاحوذی کے مصنف مولانا عبدالرحمن مبارکپوری رحمہ اللہ نے حنفیہ کے دلائل (مزعومہ) میں اسے نقل کر کے لکھا ہے: ”بل ہی غلط“ بلکہ (اس حدیث میں تحت السرہ کے الفاظ) غلط ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی ج ۱ ص ۲۱۴ سطر ۹۱۸)

معلوم ہوا کہ ندیری نے مبارکپوری رحمہ اللہ پر جھوٹ بولا ہے۔

(۲۴) جمیل احمد ندیری نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب ”غنیۃ الطالبین“ کے بارے میں لکھا: ”اولاً تو غنیۃ الطالبین شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتاب نہیں، ان کی طرف غلط منسوب ہے۔ (دیکھئے نبراس شرح شرح العقائد نفی ص ۴۴۵ حاشیہ ۳)“

(رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۲۲۰)

دوسری مقام پر ندیری مذکور نے بیس رکعات تراویح ثابت کرنے کے لئے لکھا:

”شیخ عبدالقادر جیلانی، امام غزالی، شاہ ولی اللہ سے بھی بیس رکعتیں ہی منقول ہیں۔

(دیکھئے غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۱۱۰، احياء العلوم ج ۱ ص ۲۰۸، حجة الله البالغة ج ۲ ص ۶۷)

ان سب حضرات نے بیس رکعات کو ہی سنت قرار دیا ہے“ (رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۳۲۰)

غنیۃ الطالبین شیخ جیلانی کی کتاب ہے یا نہیں ہے، ان دو عبارتوں میں سے ایک

عبارت میں ضرور ندیری نے جھوٹ بولا ہے۔

(۲۵) جمیل احمد ندیری نے آٹھ تراویح کے بارے میں علانیہ لکھا ہے:

”سناڑھے بارہ سو سال (۱۲۵۰) تک آٹھ پر عمل کا ایک بھی ثبوت نہیں“

(رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز ص ۳۲۱)

عرض ہے کہ قاضی ابوبکر بن العربی المالکی (متوفی ۵۴۳ھ) نے فرمایا:

”اور صحیح یہ ہے کہ گیارہ رکعات پڑھنی چاہئیں، یہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز اور یہی قیام (تراویح) ہے“ (عارضۃ الاحوذی ج ۴ ص ۱۹ ج ۸۰۶)

نیز دیکھئے تعداد رکعات قیام رمضان کا تحقیقی جائزہ (ص ۸۶)

کیا خیال ہے کہ قاضی ابوبکر صاحب ۱۲۵۰ سال کے علاوہ کسی دوسرے زمانے میں گزرے ہیں؟

(۲۶) انگریزی دور میں ظہور پذیر ہونے والے مدرسے سے منسوب: عبدالقدیر دیوبندی نے اہل حدیث کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

”آپ کی جماعت غیر مقلدین نے تو انگریزی دور میں جنم لیا اور جماعت بن گئی۔“

(تذقین الکلام ج ۲ ص ۶۳)

دوسری طرف رشید احمد لدھیانوی دیوبندی نے لکھا: ”تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں اہل حق میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلافِ انظار کے پیش نظر پانچ مکاتبِ فکر قائم ہو گئے یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث۔“ (احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۱۶)

لدھیانوی تو اہل حدیث کو ۱۰ھ یا ۲۰ھ سے روئے زمین پر موجود وقائم مان رہے ہیں جبکہ عبدالقدیر اس کے برعکس اہل حدیث کو انگریزی دور کی پیداوار کہہ رہے ہیں۔ ان دونوں دیوبندیوں میں ایک نے ضرور جھوٹ بولا ہے۔

(۲۷) ابو یوسف محمد ولی درویش دیوبندی نے پشتو زبان میں اہل حدیث کے بارے میں لکھا: ”ان کے نزدیک دلیل صرف قرآن کریم اور حدیث نبوی ہے۔ اجماع امت اور قیاس نہیں مانتے۔“ (ذیغیر خدا علیہ السلام موعظ ص ۱۷۷)

حالانکہ اہل حدیث کے نزدیک اجماع حجت اور اجتہاد (بشمول قیاس وغیرہ) جائز ہے۔ دیکھئے ماہنامہ الحدیث حضرو (عدد ۴، ۵) اور ابراء اہل الحدیث والقرآن للحفاظ عبداللہ الغازی فوری (ص ۳۲)

(۲۸) اشرف علی تھانوی نے کہا کہ شاہ فضل الرحمن صاحب سے میں نے سنا:

”فرماتے تھے کہ حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا دھوبی جب مرا اور اس سے قبر میں سوال ہوا کہ مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِيْنُكَ تو اس نے جواب دیا کہ حضور میں تو بڑے پیر صاحب کا دھوبی ہوں (مطلب یہ تھا کہ جو مذہب ان کا ہے وہی میرا ہے۔)

اس پر فرشتے نے اسے ہنس کر چھوڑ دیا۔“ (تھانوی کے پسندیدہ واقعات ص ۴۲)

یہ واقعہ قطعاً ثابت نہیں بلکہ کالا جھوٹ ہے۔

(۲۹) اشرف علی تھانوی نے کہا:

”حضرت امام احمد بن حنبلؒ نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا، عرض کیا کوئی عمل ایسا ارشاد ہو جس سے آپ کا خاص قرب حاصل ہو، ارشاد ہوا، تلاوتِ قرآن! انھوں نے عرض کیا سمجھ کر یا بلا سمجھے، ارشاد ہوا، دونوں طرح سے۔“ (تھانوی کے پسندیدہ واقعات ص ۴۱)

مذکورہ قصے میں تھانوی نے اللہ تعالیٰ اور امام احمد کے بارے میں جو کچھ کہا، کسی مستند کتاب سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے لہذا یہ دروغ بے فروغ ہے۔

(۳۰) محمد امام اللہ دیوبندی بن محمد کریم اللہ نے لکھا ہے:

”حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ”عمامہ باندھا کرو (اس سے) حلم بڑھیں گے (ابوداؤد، بیہقی، بزار، طبرانی)“ (صحابہ کرام کی نماز کا طریقہ ص ۴۵)

عرض ہے کہ روایت مذکورہ سنن ابی داؤد اور کتبِ ستہ میں موجود نہیں ہے بلکہ کتبِ ستہ سے باہر سخت ضعیف اور مردود سندوں سے مروی ہے۔

(۳۱) محمد امان اللہ دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام، ابوبکر صدیقؓ، اور عمر فاروقؓ کے پیچھے نماز پڑھی انہوں نے تکبیر تحریمہ کے بعد پھر رفع یدین نہیں کیا (اس روایت کو ابن عدی۔ دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا اور ابن حزم اور امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح شمار کیا ہے اور حسن شمار کیا ہے۔ اس طرح ابن عدی نے بھی اس کے راویوں کو صحیح کہا ہے۔

(السبکی ۲-۲۱۵)“ (صحابہ کرام کی نماز کا طریقہ ص ۷۴)

عبارتِ مذکورہ میں پیش کردہ روایت سخت ضعیف اور مردود ہے۔ اسے امام ترمذی یا ابن حزم نے قطعاً صحیح نہیں کہا اور نہ ابن عدی نے اس کے راویوں کو صحیح کہا ہے لہذا یہ بیان مجموعہ اکاذیب ہے۔

(۳۲) رشید احمد گنگوہی نے امکانِ کذب کے مسئلہ پر لکھا:

”پس ثابت ہوا کہ کذاب داخل تحت قدرت باری تعالیٰ جل وعلیٰ ہے کیوں نہ ہو وہو علی کل شیء قدیر“ (تالیفات رشیدیہ ص ۹۹)

عرض ہے کہ امکانِ کذب کو اللہ تعالیٰ کی قدرت کے تحت داخل کرنا جھوٹ بھی ہے اور باری تعالیٰ کی توہین بھی ہے۔ فرقہ کذابیہ کے اکاذیب و افتراءات سے اللہ تعالیٰ پاک ہے۔

(۳۳) رشید احمد گنگوہی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا:

”حالانکہ موسیٰ علیہ السلام کی لکنت عمر بھر نہ گئی جب بات کرتے تو ضغطہ لسان کے باعث رانوں پر جوش غضب میں ہاتھ مارا کرتے۔“ (تذکرۃ الرشید ص ۱۰۲)

عبارتِ مذکورہ میں گنگوہی نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر جھوٹ بولا ہے کہ جب بات کرتے تو... جوش غضب میں رانوں پر ہاتھ مارا کرتے۔

(۳۴) عاشق الہی میرٹھی دیوبندی نے اشرف علی تھانوی کے بارے میں لکھا ہے:

”واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پانوں دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے“

(تذکرۃ الرشید ص ۱۱۳)

عبارتِ مذکورہ پر کوئی دلیل قرآن، حدیث، اجماع اور اجتہادِ مجتہد سے ثابت نہیں لہذا میرٹھی نے جھوٹ بھی بولا ہے اور شدید مبالغے کا ارتکاب بھی کیا ہے۔

(۳۵) خلیل احمد سہارنپوری انیٹھوی نے لکھا ہے:

”الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ

ہے شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔“

(براہین قاطعہ بجواب انوار ساطعہ ص ۵۵)

یہ کہنا کہ ”محیط زمین کا (وسیع) علم شیطان کو نص سے ثابت ہے“ بے دلیل ہے اور قرآن، حدیث اور اجماع پر جھوٹ بھی بولا گیا ہے بلکہ یہ بات تو اجتہادِ مجتہد سے بھی ثابت نہیں ہے لہذا یہ دروغ بے فروغ ہے۔

تنبیہ: عبارت مذکورہ میں فخرِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کا شیطان کے علم سے مقارنہ کر کے بہت بڑی توہین کا ارتکاب کیا گیا ہے۔

(۳۶) سعید احمد پالنپوری دیوبندی اور محمد امین پالنپوری دیوبندی نے لکھا ہے:

”حضرت عبادہؓ نے اپنی طرف سے اس دوسری حدیث کو اس حدیث کے ساتھ ملا یا ہے۔“

(ادلہ کاملہ/تسہیل وترتیب ص ۶۵)

دونوں پالنپوریوں نے سیدنا عبادہ بن الصامت البدری رضی اللہ عنہ پر جھوٹ بولا ہے اور توہین بھی کی ہے۔

قارئین کرام! آپ کی خدمت میں آل دیوبندی کتابوں سے چھتیس (۳۶) جھوٹ باحوالہ و رد پیش کر دیئے ہیں ورنہ ان کے علاوہ ان لوگوں کے اور بھی بہت جھوٹ ہیں مثلاً مذکورہ بالا کتاب کے صفحہ ۹۴ پر بحوالہ صحیح مسلم (ج ۱ ص ۲۲۳) لکھا ہوا ہے:

”اور عصر کی نماز اس وقت پڑھائی جب سورج آخر وقت میں پہنچ گیا تھا۔“

(ادلہ کاملہ/تسہیل وترتیب ص ۹۴)

اس عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحیح مسلم دونوں پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جھوٹ بولنے والے لوگوں کو (اگر وہ زندہ ہیں) توبہ اور ہدایت کی توفیق عطا فرمائے اور ان کے پیروکاروں کو ان کا ذیبا و افتراءات سے اعلانِ براءت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(۱۸/مئی ۲۰۰۹ء)

وما علینا إلا البلاغ